گھریلو زندگی پرسکون بنانے کیلئے ضرور مطالعہ کیجئے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرتاجِ دو عالم

اپنے گھر میں

قرآن وحدیث اور اسلامی تاریخ کی مُستند کُتب
سے آراستہ جدید کتاب جس کا حرف حرف
دِل میں اترتا ہے اور گھریلو زندگی کو جگمگاتا ہے

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
0322-6180738, 061-4519240

Marfat.com

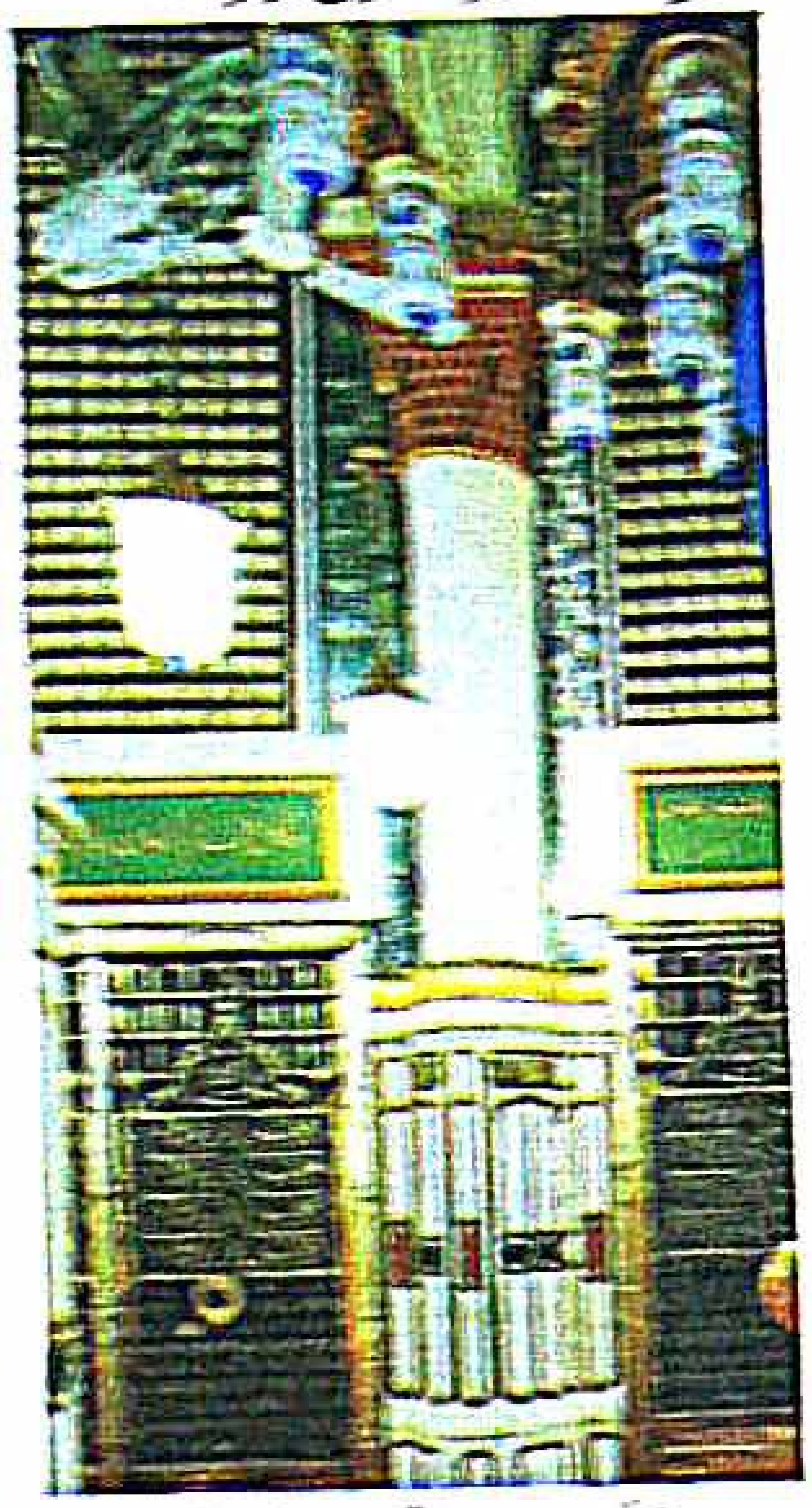

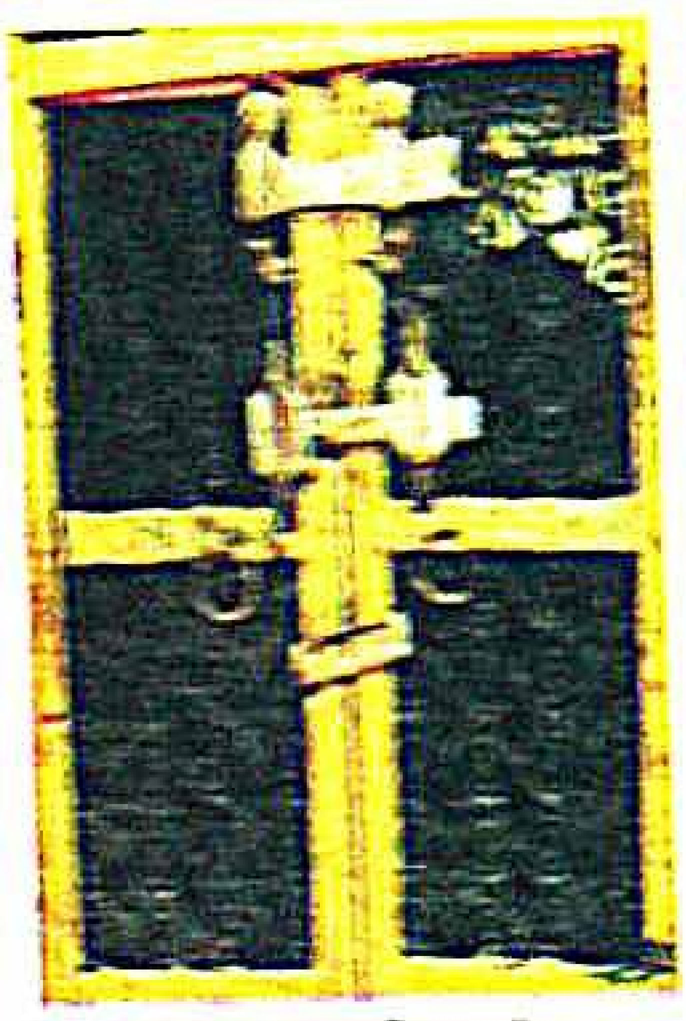

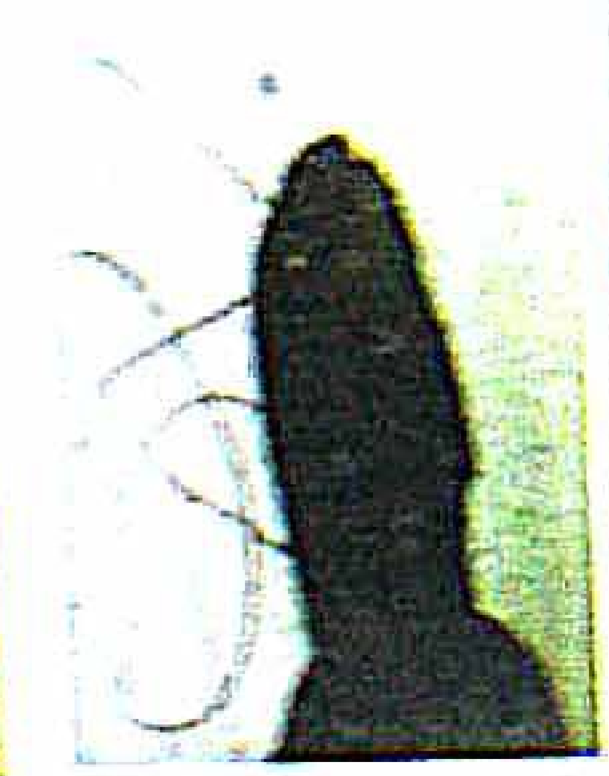

Marfat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ مبارک

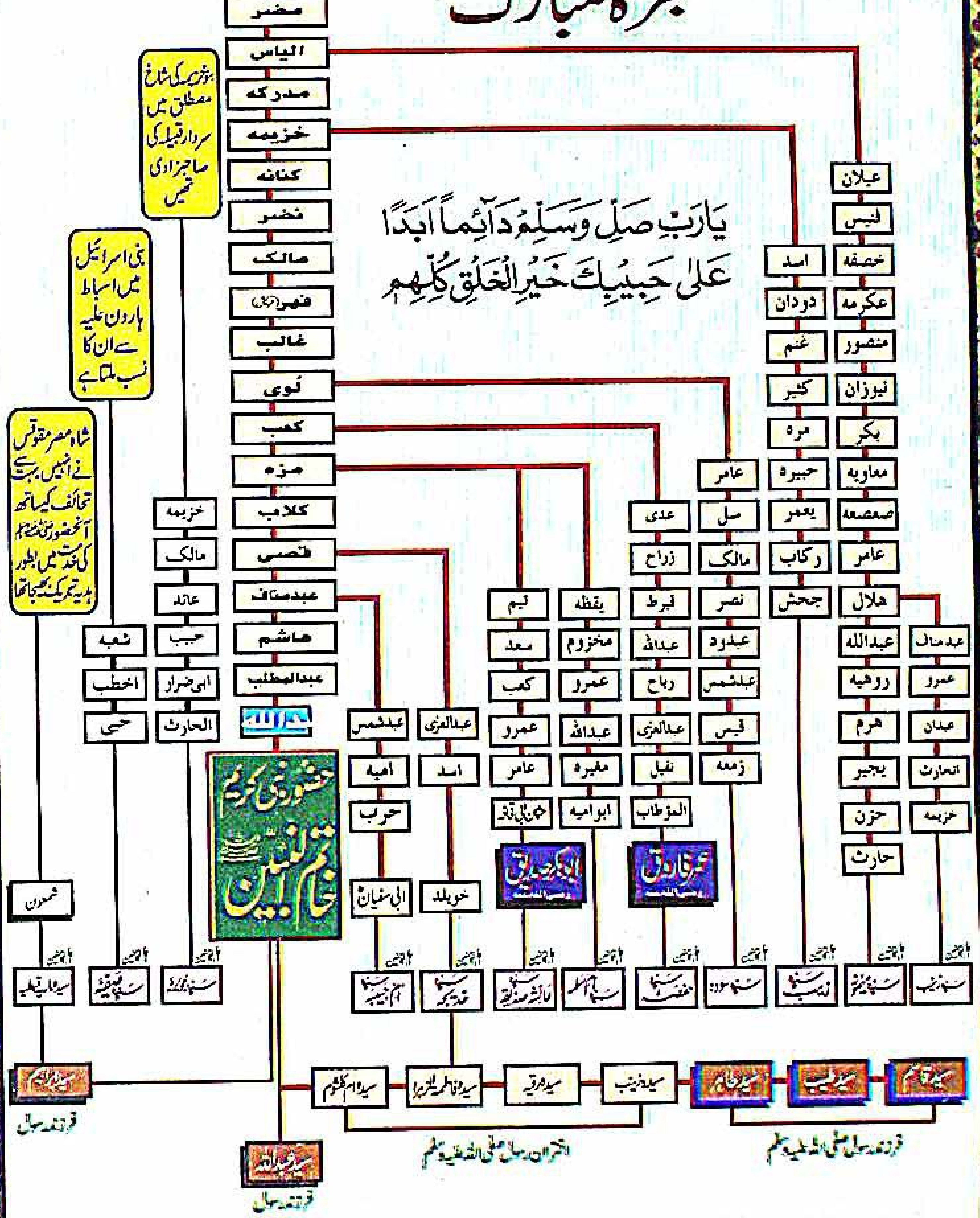

گھر گھر اُجالا

حضورِ محمد ﷺ سے گھر گھر اُجالا
ظہورِ محمد سے گھر گھر اُجالا
بنایا خدا نے سراجاً منیرا
ہے نورِ محمد سے گھر گھر اُجالا

ہے ذاتِ محمد ﷺ سے گھر گھر اُجالا
صفاتِ محمد سے گھر گھر اُجالا
یہ انوارِ ذات و صفات، اللہ اللہ!
تجلیاتِ محمد سے گھر گھر اُجالا

(۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء)

Marfat.com

Marfat.com

سرتاجِ دو عالم ﷺ

اپنے گھر میں

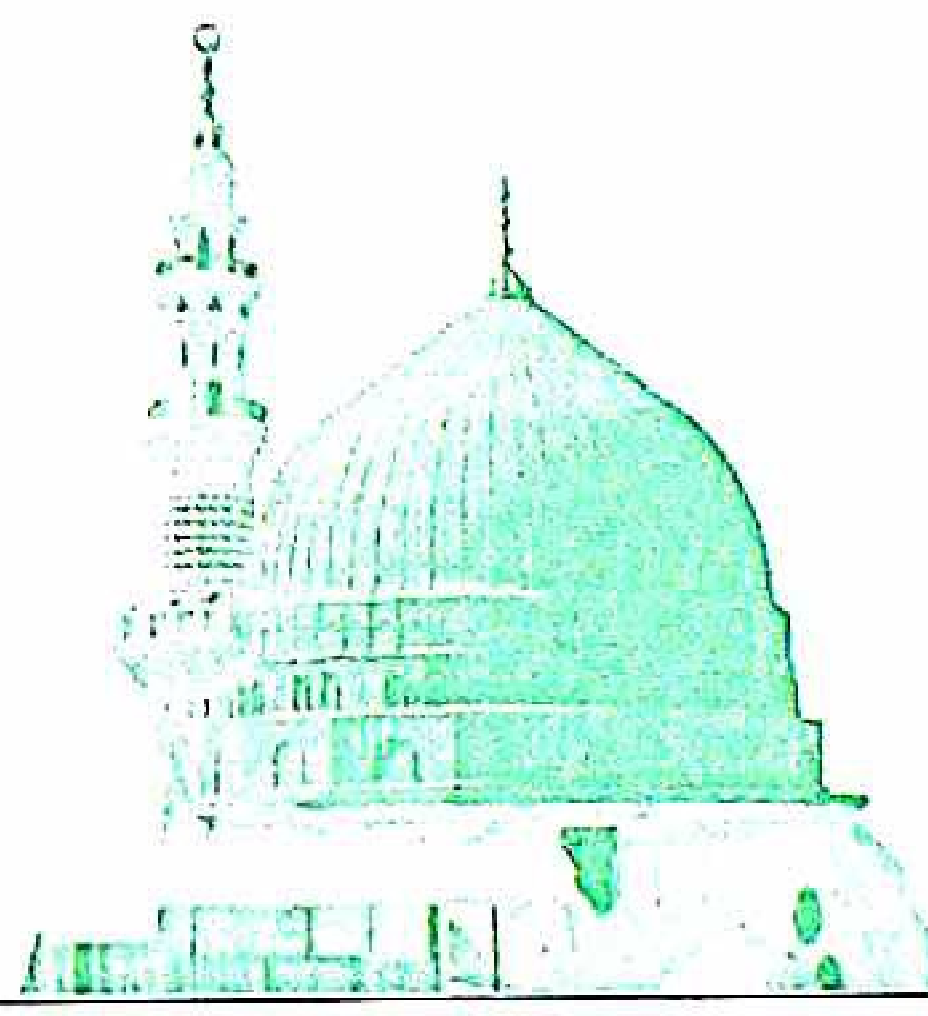

قرآن وحدیث اور اسلامی تاریخ کی مُستند کُتب
سے آراستہ جدید کتاب جس کا حرف حرف
دِل میں اترتا ہے اور گھریلو زندگی کو جگمگا تا ہے

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
0322-6180738, 061-4519240

مکتبہ سید احمد شہید
10- الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
Ph: 37228272-37228196

DATA ENTERED

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم ﷺ
اپنے گھر میں

تاریخ اشاعت............... ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ
ناشر..........ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.......... سلامت اقبال پریس ملتان

1453/2

انتباہ
اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
قانونی مشیر
محمد اکبر ساجد
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور
دارالاشاعت........اُردو بازار...........کراچی
مکتبہ علمیہ...............اکوڑہ خٹک.......پشاور
مکتبہ رشیدیہ.........سرکی روڈ.......کوئٹہ
اسلامی کتاب گھر.....خیابان سرسید......راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

Marfat.com

سرتاجِ دو عالم ﷺ کی نظر میں پسندیدہ شوہر کون؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا وَیَغْلِبُھُنَّ لَئِیْمٌ فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا.

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کریم و شریف اور لائق شوہروں پر عورتیں غالب آجاتی ہیں (کیوں کہ جانتی ہیں کہ یہ ناز اُٹھالے گا) اور کمینے شوہر (ڈنڈے کے زور سے گالی گلوچ سے) اُن پر غالب آجاتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں

اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لئیم اور بداخلاق بن کر اُن پر غالب آجاؤں"

(تفسیر روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۲، تفسیر سورۃ النساء، آیت ۲۸)

سرتاجِ دو عالم ﷺ کی نظر میں پسندیدہ بیوی کون؟

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ؟ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَلَا مَالِھَا بِمَا یَکْرَہُ.

"حضرۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

وہ عورت!... شوہر اُسے دیکھے تو اسے خوش کردے... جب کوئی کام کہے... تو اُس کی اطاعت کرے

اور اپنی عزت کی حفاظت کرے

اور اُس کی مرضی کے خلاف مال خرچ نہ کرے۔"

(مشکوۃ شریف، ص: ۲۸۳)

Marfat.com

گھر میں داخل ہونے کی یہ بھی سنت ہے

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ اپنی بیوی کے پاس مسکراتے ہوئے آنا، یہ سنت آج چھوٹی ہوئی ہے جو بے دین ہیں وہ فرعون بن کر آتے ہیں... بڑی بڑی مونچھیں تان کر کے، آنکھیں لال کر کے تاکہ ذرا رعب رہے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے بیوی کچھ کہہ دے اس لئے اس پر رعب جمانے کیلئے نمرود وفرعون بن کر آتے ہیں

اور جو دین دار ہیں وہ گویا بایزید بسطامی اور خواجہ معین الدین چشتی اور بابا فرید الدین عطار بن کر آتے ہیں... مراقبہ میں آنکھیں بند کئے ہوئے گویا عرش پر رہتے ہیں، زمین کی بات تو جانتے ہی نہیں... بیوی کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھیں گے ہی نہیں، بات بات پر جھڑک دینا وہ بے چاری بات کرنا چاہتی ہے یہ تسبیح لئے بیٹھے ہیں دن بھر وہ بے چاری آپ کی منتظر ہے کہ اب میرا شوہر آئے گا تو اس سے دل بہلاؤں گی اور آپ گھر آتے ہی تسبیح لے کر بیٹھ گئے یا آتے ہی ٹیلی فون پر دوستوں سے باتوں میں یا کاروبار کی فکر میں لگ گئے یا سوالات کا انبار لگا دیا کہ یہ کام کر لیا میں نے کہا تھا... یہ ہو گیا؟ اس کا کیا ہوا؟ کیوں نہیں ہوا؟ کیا کرتی رہی اتنی دیر سے؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہ دونوں طرز خلاف سنت ہیں، گھر میں اپنی بیوی کے پاس جائیں تو مسکراتے ہوئے جائیے اس سے باتیں کریں (خیر خیریت دریافت کریں) اس کے کاموں میں ہاتھ بٹا کر سنت زندہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کیجئے... ہم دوستوں میں تو خوب ہنسیں... خوب لطیفے سنیں سنائیں اور بیوی کے پاس جا کر سنجیدہ بزرگ بن جائیں... منہ سکیڑے ہوئے جیسا ہنسنا جانتے ہی نہیں

یہ مسکرانا... ہنسنا... بولنا اور بیوی کی کوتاہیوں پر صبر کرنا غلطیوں کو معاف کرنا... غصہ کو برداشت کرنا... اسکی تکلیف وراحت کی باتیں سننا... دلجوئی کی باتوں سے اس کو خوش کرنا... اس کو شرعی پردہ کے ساتھ کسی پاکیزہ تفریح کیلئے لے کر جانا... اس کو جیب خرچ اپنی وسعت کے اعتبار سے دے کر اس کا حساب نہ لینا کہ جہاں چاہے وہ خرچ کر دے... وہ اس کی ملکیت ہے تو زوجہ کے ساتھ اس روش سے پیش آنا بھی عبادت میں داخل ہے... رات بھر نفلیں پڑھنا اور اور بیوی سے بات نہ کرنا اور اپنا بستر الگ کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کے خلاف ہے

اپنے ہاتھ سے اسے کھلانے اور اس کو خوش کرنے کی خاطر کوئی چیز خریدنے میں بھی ثواب ملتا ہے لہٰذا یہ طریقے زندہ کیجئے

Marfat.com

اجمالی فہرست

سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ☜ ازدواجی زندگی سے متعلق سنتیں	25
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ☜ خواتین سے باتیں	57
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت بیٹا	66
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ سراپا رحمت شوہر	70
تعارف تذکرہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین	118
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ☜ ازواج مطہرات کیساتھ حُسنِ سلوک	223
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ کے خرچ اخراجات کی کیا صورت تھی؟	236
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت والد بزرگوار	245
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت خُسر	276
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت...نانا محترم	286
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت بھائی	292
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت....بھتیجا	294
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ یتیموں کیلئے سراپا رحمت	296
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ سراپا شفقت ہمسایہ	299
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ خُدام کیلئے سراپا رحمت	311
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ☜ نظر میں کمزوروں کا مقام	315
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ سراپا شفقت میزبان	327
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بحیثیت سراپا رحمت رشتہ دار	330
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ بچوں کیلئے سراپا شفقت پیغمبر	339
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ☜ مزاح مبارک	358
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ☜ گھریلو زندگی سے متعلق پیاری سنتیں	362
سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ☜ اور تعداد ازواج	375

Marfat.com

سرتاجِ دو عالم ﷺ کے آخری لمحات

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں

ربیع الاوّل سن ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی...

تیرہ دن علیل رہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات شروع ہوا تو کچھ دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری ازواج مطہرات کے ہاں جاتے رہے لیکن جب بیماری نے شدت اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت چاہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار داری عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کی جائے...تمام ازواج مطہرات نے اس بات کی اجازت دے دی...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے، پھر وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے ہاں رہے...

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پھیر دیا کرتی تھیں...

وفات سے کچھ دیر پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کمر لگا کر بیٹھ گئے...کچھ دیر بعد غشی طاری ہوگئی...جب افاقہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظریں چھت کی طرف کرلیں اور فرمایا "اللھم فی الرفیق الاعلیٰ" اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے، ان کے پاس مسواک تھی...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا...سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوں،

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نرم نہ کر سکے... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا میں اسے نرم کر دوں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا ہاں!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر اسے چبایا... اس کو نرم کیا پھر صاف کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب اچھی طرح مسواک کی... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لعاب دہن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا...

پیر کا دن تھا... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے

خوشی کا ایک واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی یا اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کیے اور علی الاعلان کیے وہ بھی سب معاف فرما... اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئی، جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں... (الھیثمی 244/9)

Marfat.com

ازواجِ مطہرات

رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین

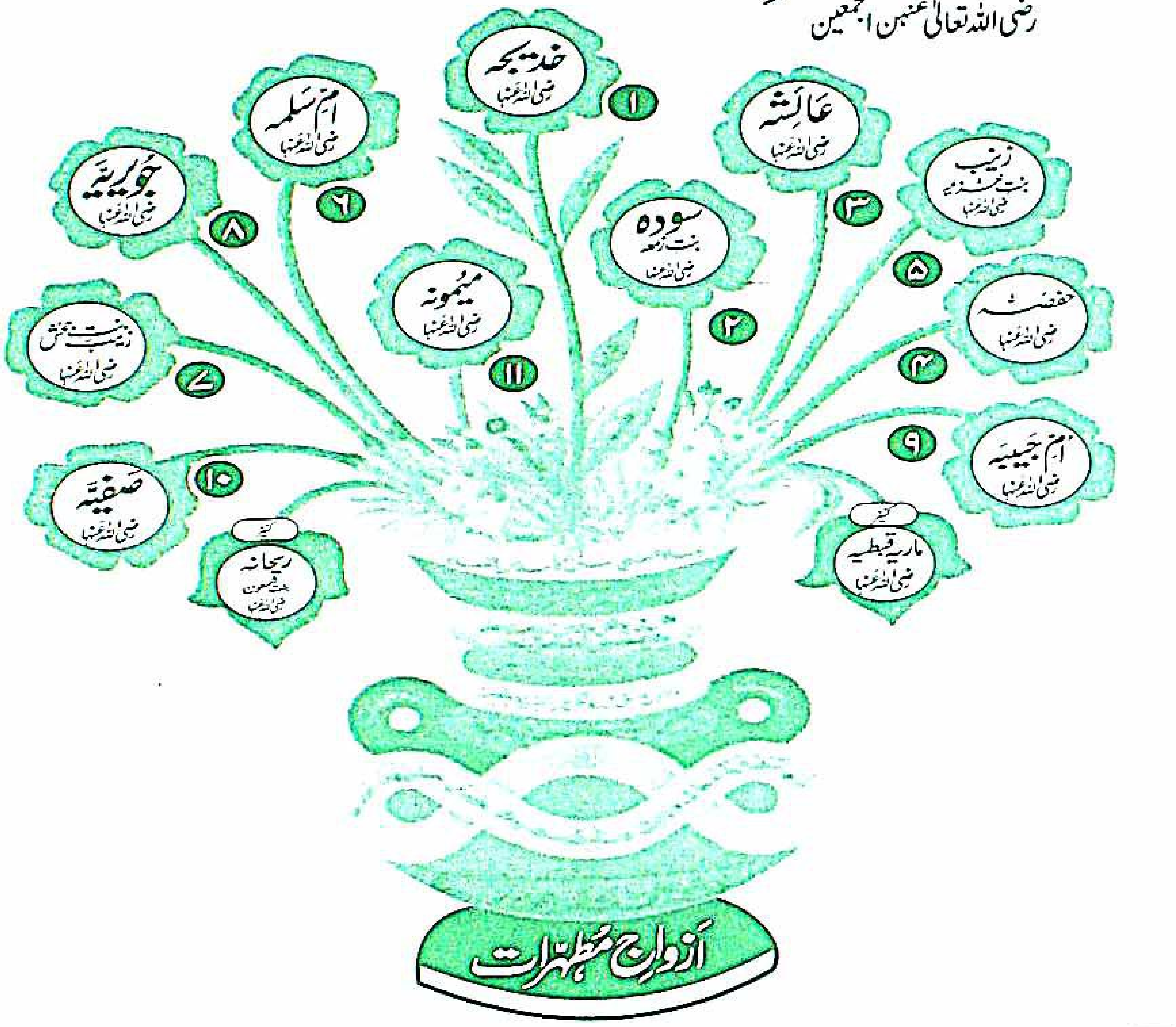

نام: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	سنِ نکاح	عمر وقت نکاح	حضور ﷺ کی عمر وقت نکاح	مدت خدمت	سن وفات	کل عمر	مدفن
۱-حضرۃ خدیجہؓ بنت خویلد	۲۵ میلادالنبی	۴۰ سال	۲۵ سال	تقریباً ۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	مکہ
۲-حضرۃ سودہؓ بنت زمعہ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۴ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
۳-حضرۃ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۱۱ نبوت، رخصتی ۱ ہجری	۹ سال	۵۴ سال	۹ سال	۱۷ رمضان ۵۷ ہجری	۶۳ سال	مدینہ
۴-حضرۃ حفصہؓ بنت عمرؓ	شعبان ۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۸ سال	جمادی الاول ۴۱ ہجری	۵۹ سال	مدینہ
۵-حضرۃ زینبؓ بنت خزیمہ	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	۵۵ سال	۳ مہینے	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	مدینہ
۶-حضرۃ ام سلمہؓ بنت ابوامیہ	۴ ہجری	۲۶ سال	۵۶ سال	۷ سال	۶۰ ہجری	۸۰ سال	مدینہ
۷-حضرۃ زینبؓ بنت جحش	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۶ سال	۲۰ ہجری	۵۱ سال	مدینہ
۸-حضرۃ جویریہؓ بنت وارث	شعبان ۵ ہجری	۲۰ سال	۵۷ سال	۶ سال	ربیع الاول ۵۶ ہجری	۷۱ سال	مدینہ
۹-حضرۃ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۶ سال	۴۴ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
۱۰-حضرۃ صفیہ بنت حیی بنت اخطب	جمادی الاخریٰ ۷ھ	۱۷ سال	۵۹ سال	۳ سال ۹ ماہ	رمضان ۵۰ ہجری	۵۰ سال	مدینہ
۱۱-حضرۃ میمونہؓ بنت حارث	ذیقعدہ ۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	۳ سال ۳ ماہ	۵۱ ہجری	۸۰ سال	سرف

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات پا گئیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سودہ (۱۹ھ) اور سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ نے (۶۰ھ) وفات پائی اور حضرت ماریہ قبطیہ مصر سے ۶ھ میں آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ازواج کا سا سلوک فرماتے۔ ام ولد کی حیثیت حاصل تھی ۱۶ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

Marfat.com

عرضِ مرتب وناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِحَضۡرَۃِ الۡجَلَالَۃِ وَالنَّعۡتُ لِخَاتَمِ الرِّسَالَۃِ

امابعد! اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا اور سنت اللہ تعالیٰ کے قرب کا خاص ذریعہ ہے۔ فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا یہ بھی ایک جیتا جاگتا معجزہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام، ازواج مطہرات، اہل بیت اور صحابیات علیہم الرضوان نے آپ کی ہر ہر ادا کو محفوظ کر دیا۔ تاقیامت آنے والے حضرات جس وقت اور جس حالت سے متعلق سنتیں معلوم کرنا چاہیں انہیں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ جب بھی کسی کے دل میں موجود محبت نبوی اتباع سنت کیلئے متحرک ہو تو وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر پہلو اور ہر باب کھلا پائے گا۔

زیرِ نظر کتاب سیرت طیبہ کے ایک پہلو سے متعلق سنتیں، واقعات اور تعلیمات کا باب ہے جس میں مرد ہونے کے حوالے سے بیٹا، بھائی، شوہر، داماد، والد، خسر اور رشتہ داروں، مہمانوں، بچوں اور پڑوسیوں سے متعلق اُسوۂ حسنہ کے درخشاں واقعات جمع کیے گئے ہیں۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی اور گھریلو زندگی ہمارے لیے بہترین مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں ہم اپنے شب و روز کو سنوار کر دُنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔

آج گھر گھر ناچاقی اور جھگڑوں کی صورتحال میں ضرورت ہے کہ ہم اپنے گھروں کے ماحول کو اُسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالیں اور ہر فرد اتباع سنت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنی تمام پریشانیوں کا سدباب کرے۔ یہ مبارک کتاب اسی جذبہ اور ضرورت کے پیش نظر ترتیب دی گئی ہے۔ آج اچھے خاصے دیندار حضرات بھی گھریلو اُمور میں اتباع سنت کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ زندگی کے ہر معاملہ میں سنت پر عمل

Marfat.com

کر کے ہی آدمی کامل متبع سنت بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے تمام مسائل ومشکلات کو حل فرمائیں آمین۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے اکابر ہمارے لیے کس لیے مینارۂ نور بنے؟ ان کا گھریلو ماحول کس وجہ سے پُرسکون تھا؟ وہ اپنے گھریلو معاملات اور اہل وعیال کی طرف سے کس طرح مطمئن ہوکر دینی خدمات فرماتے؟ ان کی اولادیں کس طرح ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں؟ ان سب سوالوں کا یہی جواب ہے کہ ہمارے اکابر نے قدم قدم پر اتباع سنت کا خیال فرمایا اور اپنے اہل خانہ اور اولاد و متعلقین سے برتاؤ میں اُسوۂ حسنہ کی اتباع کی۔ ہمارے اکابر کی روشن زندگی اور ان کے جیتے جاگتے کردار میں یہی چیز سب سے نمایاں ہے اور یہ زندگی کے ہر قدم پر اتباع سنت ہی کی برکت ہے کہ آج بھی صدیاں گزرنے کے باوجود ان کا نام زندہ ہے۔

آپ خود بھی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنی گھریلو زندگی پُرسکون بنائیں کہ اچھی زندگی کیلئے یہ اساس ہے۔ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ ہر آنے والے کو دُعا دیتے ہوئے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری گھریلو زندگی پُرسکون بنادیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جتنا تقویٰ بڑھتا ہے اتنی ہی بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ ہم دفاتر میں دوست احباب کی مجالس میں تو بڑی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن گھر میں بیوی بچوں پر اپنے رُعب قائم رکھنے کے زعم میں ان سے بے مروتی کا معاملہ کرجاتے ہیں....

حالانکہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہوجائے
صرف اسی سنت پرعمل کر کے دیکھیں زندگی کس قدر پُرسکون بن جائے گی۔

اپنے دوست احباب تک اس کتاب کا پہنچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

والسلام محمد اسحٰق غفرلہ، صفر المظفر ۱۴۳۸ھ بمطابق دسمبر ۲۰۱۶ء

Marfat.com

''احسان'' کی کیفیت (یعنی اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے) ہر وقت کی ضرورت ہے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ ایک دن فرمانے لگے کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور آکر بڑے فخریہ انداز میں خوشی کے ساتھ کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ''احسان'' کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔

''احسان'' ایک بڑا درجہ ہے جس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر جیسے کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس خیال کے ساتھ عبادت کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہے ہیں۔'' (صحیح بخاری)

اس کو درجہ احسان کہا جاتا ہے.... ان صاحب نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے ''احسان'' کا درجہ حاصل ہو گیا ہے.... حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے.... یہ تو بہت بڑی نعمت ہے البتہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یہ ''احسان'' کا درجہ صرف نماز میں حاصل ہوتا ہے اور جب بیوی بچوں کے ساتھ معاملات کرتے ہو اس وقت بھی حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

یعنی بیوی بچوں کے ساتھ معاملات کرتے وقت بھی آپ کو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ یا یہ خیال اس وقت نہیں آتا؟ وہ صاحب جواب میں فرمانے لگے کہ حدیث میں تو صرف عبادت کے متعلق آیا ہے.... ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ''احسان'' کا تعلق صرف نماز سے ہے....

دوسری چیزوں کے ساتھ ''احسان'' کا کوئی تعلق نہیں....

حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں نے اسی لیے آپ سے یہ سوال کیا تھا.... اس لیے کہ آج کل عام طور پر غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ''احسان'' صرف نماز ہی میں مطلوب ہے یا ذکر و تلاوت ہی میں مطلوب ہے حالانکہ احسان ہر وقت مطلوب ہے.... زندگی کے ہر مرحلے اور ہر شعبے میں مطلوب ہے.... دکان پر بیٹھ کر تجارت کر رہے ہو وہاں پر ''احسان'' مطلوب ہے یعنی دل میں یہ استحضار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اب اپنے ماتحتوں کے ساتھ معاملات کر رہے ہو اس وقت بھی ''احسان'' مطلوب ہے.... جب بیوی بچوں اور دوست احباب اور پڑوسیوں سے معاملات کر رہے ہو اس وقت بھی یہ استحضار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

حقیقت میں ''احسان'' کا مرتبہ یہ ہے.... صرف نماز تک محدود نہیں ہے۔

Marfat.com

گھر والوں سے عاجزی کا برتاؤ ہونا چاہئے

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ

فرمایا: تمام مسلمانوں کی تین عبادت گاہیں ہیں۔

(۱) ایک عبادت گاہ مسجد ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات ادا ہوتے ہیں۔

(۲) دوسری عبادت گاہ ہمارا گھر ہے۔

(۳) تیسری عبادت گاہ ہمارے کام کرنے کی جگہ ہے تو جس طرح پہلی عبادت گاہ مسجد سبق آموز ہے۔ اس میں ہمارے لیے استقامت کا سبق ہے، کبھی کھڑے ہو جاتے ہیں، کبھی جھک جاتے ہیں، کبھی بالکل تواضع کرتے ہوئے سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اب یہ تینوں چیزیں آپ کو گھر کی عبادت گاہ میں ادا کرنی پڑیں گی۔ سب سے پہلے اس میں آپ کو صبر وتحمل اور استقامت سے کام لینا ہوگا اور اس طرح جہاں جھک جانے کا موقع ہوگا وہاں جھکنا پڑے گا۔

کبھی ان (اہلیہ) کی ناگواریوں کو سہہ کر عجز و نیاز کی باتیں کرنی ہوں گی۔ کہیں طبیعت کو نرم کرنا پڑے گا، کبھی لہجہ بدلنا پڑے گا اور وہ بھی تادیباً نہ کہ نفسانیت سے اور کسی وقت بے بسی کا عالم ہو تو للہ رب العالمین پڑھتے ہوئے سجدے میں چلے جاؤ اور کہو یا اللہ! یہ معاملہ ایسا ہے جس میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے میں آپ کا بندہ ہوں آپ سے مدد چاہتا ہوں۔ اس طرح سے تیسری عبادت گاہ (دفتر وغیرہ) میں ایک ذوق اور جذبہ لے کر بیٹھو۔

وہ جذبہ کیا ہے؟ اخلاصِ نیت اور جذبہ ایثار کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت اس کام پر لگایا ہے مجھے خلوص و ایثار کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ شیطان کو قریب نہ آنے دو جہاں کہیں مخلوق سے واسطہ پڑتا ہو وہاں انتہائی تواضع سے کام لو، جھک جاؤ، جذبات کو انتہائی قابو میں رکھو، اگر جذبات بے قابو ہو جائیں تو اس کی تلافی کرلو۔ (ملفوظ حضرت عارفی رحمہ اللہ)

اہل وعیال کے ساتھ محبت وشفقت

فرمایا: اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل وعیال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے، اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ اُنس ومحبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر رہتا ہے اور بہت سے اُمور خانہ داری اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت ومحبت اور حسن سلوک کے لیے خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے۔ (ملفوظ حضرت عارفی رحمہ اللہ)

Marfat.com

فہرست عنوانات

سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی سے متعلق سنتیں	
ازواج میں عدل	۲۵
حُسنِ سلوک	۲۵
یہ بھی سنت نبوی ہے....حق زوجیت	۲۵
اہل خانہ کی دلداری	۲۶
کمال محبت کی ادائیں	۲۶
بے تکلفی ومحبت	۲۶
مسکراتے چہرے	۲۶
بیوی کا محبت والا نام رکھنا	۲۶
اہلیہ کے ساتھ دوڑنا	۲۷
بیوی کا بچا ہوا پانی پینا	۲۷
کمال محبت ولطف کا برتاؤ کرنا	۲۷
بیوی سے محبت کی باتیں سننا	۲۸
اسلام سے پہلے معاشرہ میں عورت کا درجہ	۲۹
عورت کے بارے میں اسلامی تعلیمات	۳۰
نام نہاد مہذب قوموں کا حال	۳۱

Marfat.com

قیامِ امن کے قوانین کی ناکامی کی وجہ	۳۱
حقوق کی جنگ کا علاج	۳۲
نکاح کی اہمیت وحیثیت	۳۲
سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صنف نازک پر احسانات	۳۴
نکاح میں عورت کی خودمختاری	۳۷
میاں بیوی کے حقوق	۴۱
احادیث سے مرد کی فوقیت	۴۹
بیوی کے حقوق	۵۴
ایک سبق آموز واقعہ	۵۵
سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین سے باتیں	
بارگاہ نبوت میں خواتین کی قاصدہ	۵۹
خاوند کی خوشنودی کا اجر	۶۰
شوہر کی اطاعت پر والد کی مغفرت	۶۰
حاتم طائی کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں	۶۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ	۶۲
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا	۶۴
یہودی کی گستاخی پر بھی درگزر	۶۴
سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سراپا رحمت بیٹا	
والدہ کے ساتھ مدینہ کا سفر	۶۶
مدینہ سے واپسی' والدہ صاحبہ کا انتقال	۶۷
بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت	۶۹

Marfat.com

سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت شوہر

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے مثالی محبت	۷۴
شوہر کا ایک حق	۷۶
عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو	۷۷
بیوی کو خوش کرنے کیلئے شوہر کو بھی زینت کرنی چاہیئے	۷۷
ایک دل لگی کا واقعہ	۷۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام	۷۹
مدینہ منورہ پہنچنا	۸۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت	۸۰
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار	۸۲
ازدواجی زندگی	۸۳
مثالی شوہر اور معیاری زوجہ	۸۴
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت سے متعلق ہدایات	۸۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی ازدواجی زندگی کا واقعہ	۸۹
کمال معاشرت	۹۱
حسن اخلاق	۹۱
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر	۹۲
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے مثالی محبت	۹۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثالی محبت	۹۴
عورتوں سے حُسنِ سلوک	۹۵
خوشگوار ازدواجی زندگی	۹۵

Marfat.com

ازواج مطہرات کے ساتھ مثالی برتاؤ	۹۶
نقل اُتارنے پر اماں عائشہ تنبیہ	۹۹
مغرب تا عشاء کے معمولات	۱۰۰
اہل خانہ کی تفریح کا اہتمام	۱۰۱
موجودہ دور کی ناجائز تفریحات	۱۰۲
اہل خانہ سے حسن سلوک	۱۰۲
گھر کے کاموں پر اجر وثواب	۱۰۳
بیوی کا پیار والا نام رکھنا بھی سنت ہے	۱۰۵
ازواج مطہرات کے گھریلو کام کاج	۱۰۶
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزاج کی رعایت	۱۰۷
اس سال ہم بھی اعتکاف نہیں کریں گے	۱۰۸
اعتکاف کی تلافی	۱۰۹
یہ بھی سنت ہے	۱۰۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معمولات	۱۱۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی	۱۱۱
ازواجِ مطہرات کے ساتھ حُسنِ معاشرت	۱۱۲
حساب کتاب برابر ہو گیا	۱۱۴
اسلام میں نکاح کا تصور	۱۱۶
خاتون جنت کی رخصتی	۱۱۶
اب جہیز کی بات بھی سن لیں	۱۱۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر	۱۱۷

Marfat.com

دیگر ازواج مطہرات سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت فرماتے... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیر معمولی ذہانت وعلمی مزاج اور دینی بصیرت کی وجہ سے خاص تعلق تھا...

اسلام میں نکاح کا تصور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پڑوس کے ایک گھر میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں، ان کی والدہ نے آواز دے کر بلایا اور کچھ عورتوں سے انہوں نے حضرت عائشہؓ کا سنگھار کرا دیا اور ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں... یہ چاشت کا وقت تھا... تھوڑی دیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے... لیجئے رخصتی ہوگئی... نہ دلہن پالکی میں بیٹھی نہ دولہا گھوڑے پر چڑھا... نہ اور کسی طرح کے اخراجات ہوئے...

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں، حضرت زینب، حضرت اُم کلثوم، حضرت رقیہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن... آپؐ نے ان چاروں کی شادیاں کیں اور نہایت سادگی کے ساتھ سب کے نکاح اور رخصتیاں ہوگئیں...

خاتون جنت کی رخصتی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں... ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے... سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی عورتوں کی سردار بتایا... سب کو معلوم ہے کہ ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوا جس وقت شادی ہوئی... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مکان بھی نہ تھا... ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مکان لے کر رخصتی کر دی گئی اور رخصتی کس شان سے ہوئی... حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں... دولہا خود لینے نہیں آیا تھا اور دلہن کسی سواری میں بھی نہیں بیٹھی...

Marfat.com

اب جہیز کی بات بھی سن لیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ اور دو چکیاں اور دو مشکیزے دیئے... تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی... (الاصابہ ۱۲) اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ، ایک پیالہ، چاندی کے دو بازو بند دینے کا بھی ذکر ملتا ہے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر

رہا مہر کا معاملہ تو اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲، ۱/۲ اوقیہ سے زیادہ اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو... (مشکوٰۃ)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے

۱۲، ۱/۲ اوقیہ کے ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں اور ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۱/۵ رتی چاندی کا ہوتا ہے... اس حساب سے ۵۰۰ درہم کی چاندی ۱۳۱ تولہ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے... چاندی کی یہ مقدار (جب کبھی مہر مقرر کرنا ہو تو سناروں سے معلوم کر لیا کریں کیونکہ چاندی کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے ۱۲) موجودہ نرخ کے اعتبار سے ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے اور اس مہنگائی کے دور میں اتنی قیمت ہوگئی... ورنہ ۵۰ سال پہلے بہت ہی کم قیمت تھی... آج کل ہزاروں روپے مہر مقرر کرتے ہیں، مجلس نکاح میں تو نام ہو ہی جاتا ہے مگر زندگی بھر ادا نہیں کر پاتے اور بیوی کے قرض دار ہو کر مرتے ہیں...

Marfat.com

تعارف تذکرہ حالات وواقعات

ازواجِ مُطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق اجمالی معلومات

نام: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	سِن نکاح	عمر وقت نکاح	حضورؐ کی عمر وقت نکاح	مدت خدمت	سن وفات	کل عمر	مدفن
۱- حضرۃ خدیجہؓ بنت خویلد	۲۵ میلاد النبی	۴۰ سال	۲۵ سال	تقریباً ۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	مکہ
۲- حضرۃ سودہؓ بنت زمعہ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۴ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
۳- حضرۃ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۱۱ نبوت رخصتی ۱ ہجری	۹ سال	۵۴ سال	۹ سال	۱۷ رمضان ۵۷ ہجری	۶۳ سال	مدینہ
۴- حضرۃ حفصہؓ بنت عمرؓ	شعبان ۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۸ سال	جمادی الاول ۴۱ ہجری	۵۹ سال	مدینہ
۵- حضرۃ زینبؓ بنت خزیمہ	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	۵۵ سال	۳ مہینے	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	مدینہ
۶- حضرۃ ام سلمہؓ بنت ابوامیہ	۴ ہجری	۲۶ سال	۵۶ سال	۷ سال	۶۰ ہجری	۸۰ سال	مدینہ
۷- حضرۃ زینبؓ بنت جحش	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۶ سال	۲۰ ہجری	۵۱ سال	مدینہ
۸- حضرۃ جویریہؓ بنت وارث	شعبان ۵ ہجری	۲۰ سال	۵۷ سال	۶ سال	ربیع الاول ۵۶ ہجری	۷۱ سال	مدینہ
۹- حضرۃ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۶ سال	۴۴ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
۱۰- حضرۃ صفیہ بنت حسی بنت اخطب	جمادی الاخریٰ ۷ھ	۱۷ سال	۵۹ سال	۳ سال ۹ ماہ	رمضان ۵۰ ہجری	۵۰ سال	مدینہ
۱۱- حضرۃ میمونہؓ بنت حارث	ذیقعدہ ۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	۳ سال ۳ ماہ	۵۱ ہجری	۸۰ سال	سرف

Marfat.com

ازواج مطہرات' مومنین کی مائیں ہیں

ارشادالٰہی ہے...اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کو اہل ایمان کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ تعلق اور لگاؤ ہے اور پیغمبر کی بیویاں مومنین کی محترم مائیں ہیں...

مومن کا وجود ایمانی اور اس کی حیات روحانی پیغمبر کے تعلق اور اتصال سے ہے اس لئے پیغمبر مومنین کے حق میں بمنزلہ روحانی باپ کے ہے...

(۱) امہات المومنین کا عظیم الشان لقب انہیں ازواج کے ساتھ مخصوص ہے کہ جو آپ کی زوجیت میں رہیں باقی جن عورتوں سے آپ نے نکاح تو فرمایا لیکن عروسی اور مقاربت سے پیشتر ہی ان کو طلاق دیدی ان کے لئے یہ لقب استعمال نہیں کیا جاسکتا...

اور اسی وجہ سے کہ ازواج مطہرات...مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی شخص کا ان سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام قرار دیا گیا...جیسا کہ ارشادالٰہی ہے...

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖۤ اَبَدًا... اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا(۵۳) اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْتُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

تمہارے لئے یہ ہرگز روا نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی ایذاء اور تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ کبھی بھی آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرو البتہ تحقیق اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ہی بڑا گناہ ہے...اگر تم اس قسم کی کوئی شے ظاہر یا دل میں پوشیدہ رکھو تو جان لو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شئے کو خوب جاننے والا ہے...

ازواج مطہرات کا خصوصی مقام ومرتبہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَقَرْنَ فِيْ

Marfat.com

بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ... اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ... اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا

اے پیغمبر کی عورتو! تم مثل اور عورتوں کے نہیں... اگر تم تقویٰ پر قائم رہو... پس تمہارے تقویٰ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تم بات کرتے وقت نرمی سے کام نہ لینا... مبادا کوئی دل کا روگی تمہاری نرمی سے طمع اور لالچ میں پڑ جائے اور کہو بات کے طریقے کے مطابق جس میں نہ نرمی ہو اور نہ سختی ہو اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور پہلی جاہلیت کی طرح اپنی زینت کا اظہار نہ کرو اور قائم رکھو نماز کو اور زکوۃ دیتی رہو... اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لگی رہو...

اے پیغمبر کے گھر والو... اللہ تعالیٰ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تم کو خوب اچھی طرح سے پاک صاف کردے اور جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو خوب یاد رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھیدوں کا جاننے والا اور خبر دار ہے...

آیت تطہیر دراصل ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی جیسا کہ آیت کا سیاق وسباق اس کے لئے شاہد عدل ہے جس کے لئے نہ کسی تاویل کی حاجت اور نہ کسی توجیہ کی ضرورت اول سے آخر تک خطاب ازواج مطہرات کو ہے... لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور امام حسن اور حسین اور حضرۃ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ کو بھی اس حکم میں داخل فرمایا اور ان کو جمع کر کے یہ دعا فرمائی اللھم ھؤلاء اھل بیتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً اے اللہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں ان سے بھی تو گندگی کو دور فرما اور ان کو پاک کر جس طرح آیۃ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ دراصل مسجد قبا کے بارے میں نازل ہوئی لیکن آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو بھی اس حکم میں داخل فرمایا کیونکہ وہ بدرجۂ اولیٰ اس کی مستحق ہے... اسی طرح آیۂ تطہیر دراصل ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی مگر چونکہ آپ کی آل واولاد بدرجۂ اتم اس کی مستحق تھی... اس لئے آپ نے ان کو بھی اس میں شامل فرمایا باقی ازواج تو پہلے ہی سے اہل بیت میں داخل ہیں... ان کو عبا میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں ان آیات کا نزول ہی ازواج مطہرات کے بارے میں ہوا آیات میں اول سے آخرت تک تمام خطابات ازواج مطہرات ہی کو ہیں... بلکہ اصل مقتضائے لغت یہ ہے کہ ازواج اصالتاً داخل ہوں اور ذریت تبعاً کیونکہ اہل بیت کے معنی لغت میں گھر والوں کے ہیں اور گھر والوں کے مفہوم میں بیوی سب سے پہلے داخل ہے اور لفظ آل اصل میں اہل تھا اس لئے اس کا اصل مصداق بھی بیوی ہے...

ازواج مطہرات کی تعداد

آپ کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں جن میں سے دو نے آپ کی حیات ہی میں انتقال کیا... ایک حضرت خدیجہ دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ اور نو بیبیاں حضور کی وفات کے وقت تھیں... حضرت ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہ اپنا نہ اپنی کسی بیٹی کا اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک جبریل امین اللہ عزوجل کے پاس سے وحی لے کر میرے پاس نہیں آ گئے...

متعدد نکاح کرنے سے آپ کا مقصد صرف دین کی تعلیم تھا... کہ جو مسائل اور احکام عورتوں سے متعلق ہیں وہ ازواج مطہرات کے توسط سے امت کی عورتوں تک پہنچ جائیں... ازواج مطہرات کیا تھیں حقیقت میں مدرسۃ النسواں کی طالبات تھیں مسجد نبوی میں مردوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور گھر میں ازواج مطہرات کو کیونکہ یہی ازواج مطہرات آئندہ چل کر امت کی عورتوں کی معلمات بننے والی ہیں... ہر بیوی نے اپنی اپنی استعداد کے موافق علم حاصل کیا...

Marfat.com

ازواج مطہرات کیلئے مبشرات

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح سے پہلے بشارت

اُمہات المؤمنین میں سے اکثر کو خواب میں یا کسی اور ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی بشارتیں ملی ہیں...

☆ اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل تورات وانجیل کے زبردست عالم تھے...ان کے ذریعے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق کافی کچھ جانتی تھیں...ایام جاہلیت میں ایک عید کے موقع پر مکہ کی عورتیں جمع تھیں...ان میں خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں...کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص نمودار ہوا اور بآواز بلند یہ ندا دی...اے عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا...جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو وہ ضرور یہ کام کر گزرے...تمام عورتوں نے اس ندا دینے والے کو سنگ ریزے مارے مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کوئی سنگ ریزہ نہیں مارا بلکہ سن کر خاموش ہی رہیں...

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دل پہلے ہی اس سعادت کے حصول کے لیے آرزوؤں کی جولان گاہ بنا ہوا تھا، اس آواز کو سن کر آتش شوق اور بھی بھڑک اُٹھی...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بشارت

☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ مختلف ہے کہ جب ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو انہیں کچھ معلوم نہ تھا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فرشتے کے ذریعے آپ کی شبیہ دکھائی گئی...

Marfat.com

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تمہیں میں نے تین رات مسلسل خواب' میں دیکھا، تم کو فرشتہ ریشم کے ایک ٹکڑے میں لاتا اور مجھ سے کہتا یہ آپ کی بیوی ہیں... میں تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹاتا اور تمہیں پاتا، پھر میں اپنے دل میں کہتا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کرے گا...☆ بعض روایات کے مطابق حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، اس کا ذکر اپنے شوہر سے کیا تو وہ بولے شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا اور یہ تعبیر حرف بحرف سچ ثابت ہوئی...

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو بشارت

☆ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو بہت غمگین ہوئیں... فرماتی تھیں کہ "ہائے غربت میں کیسی موت ہوئی" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تسلی دلاسے کے لیے تشریف لائے اور ایسا کہنے سے منع فرماتے ہوئے کہا: "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دُعا مانگو اور یہ کہو کہ یا اللہ! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا فرما..." حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں یہ دُعا کرتی تھی لیکن سوچتی تھی کہ ابوسلمہ سے بہتر جانشین کون ہوسکتا ہے؟ لیکن پھر ابوسلمہ کے جانشین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے...

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بشارت

☆ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پہلے شوہر (عبیداللہ بن جحش) کے انتقال کے چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص "یا اُم المؤمنین" کہہ کر پکار رہا ہے جس سے میں گھبرائی، عدت کا ختم ہونا تھا کہ یکا یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح آ گیا...

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بشارت

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں

Marfat.com

آئیں تو آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کے قریب ایک سبز نشان دیکھا، فرمایا یہ کیسی سبزی ہے؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک روز میں اپنے شوہر کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی کہ یہ خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آ گرا ہے، یہ خواب میں نے اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے زور سے میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے...

ازواج مطہرات کے ایمان افروز حالات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا نکاح 25 سال کی عمر میں اس خاتون سے فرمایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں 15 سال بڑی تھیں، یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا... شادی کے وقت ان کی عمر 40 برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر مبارک کا 25 سالہ عرصہ ان ہی واحد خاتون کے ساتھ گزارا، 15 سال نبوت سے پہلے کا اور 10 سال نبوت کے بعد کا عرصہ... جس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا، اس وقت ان کی عمر 65 برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 50 سال تھی....

گویا جب تک یہ معمر خاتون زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا اور انہی کیساتھ بحسن خوبی گزارا فرمایا... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... وہ بھی ایک بیوہ اور معمر خاتون تھیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری تھیں اور باقی تمام ازواج مطلقہ یا بیوہ تھیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مجموعی طور پر گیارہ شادیاں فرمائیں، جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں درج ہے...

Marfat.com

ا...ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو نکاح ہوئے تھے... پہلا نکاح عتیق بن عائذ سے ہوا اور ان کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالہ سے ہوا، لیکن وہ بھی انتقال کر گئے... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 15 سال قبل نبوت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 40 برس تھی... نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 25 سال رہیں اور سن 10 نبوی میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 65 سال تھی... (تاریخ اسلام ص: ۴۰)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی خواتین میں مال، شرافت اور مرتبے کی حیرت انگیز مثال تھیں... آپ کی بڑی وسیع تجارت تھی... آپ بااعتماد لوگوں کو متاجر بنا کر ان کا حصہ مقرر کر کے انہیں تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں... اسی دوران آپ ایک امانت دار نوجوان محمد بن عبداللہ سے واقف ہوئیں، جن کا نسب آپ کے نسب سے ملتا تھا... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی دور اندیش اور ذو فراست معروف تھیں... آپ صبح و شام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے واقعات سنا کرتی تھیں... اسی لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجارت کے لئے بھیجنے کی طرف راغب ہوئیں... آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا اور کہا: آپ کی سچائی اور عظیم امانت داری اور اچھے اخلاق کی وجہ سے میں آپ کو پیغام بھجوانے پر مجبور ہوئی

Marfat.com

ہوں، میں آپ کی تجارت میں آپ کی قوم کے لوگوں سے دوگنا حصہ آپ کو دوں گی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشکش کو قبول فرما لیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشکش کا سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ رزق اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے... (الطبرانی، الهیثمی 9\222)

مکہ کے سرداران اور بڑے بڑے رئیس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کے خواہش مند تھے، مگر آپ نے سب کو انکار کر دیا... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو خوبیاں آپ کو نظر آئیں، ان کی وجہ سے آپ کا رخ اس طرف ہو گیا... آپ نے اپنی ایک سہیلی ''نُفیسہ بنت مُنیہ'' کو اپنے دل کی بات بتا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے بارے میں بات کی اور کہا: اے محمد! آپ کو شادی سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ہاتھ میں شادی کے لئے کچھ بھی نہیں...

انہوں نے کہا: اگر آپ کو کفایت ہو جائے اور حسن، مال اور شرافت کی طرف دعوت ملے تو کیا حامی نہیں بھریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: خدیجہ ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ میرے ذمہ ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے میں تیار ہوں... نفیسہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کامیابی کی خبر لے کر لوٹیں اور انہیں بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے لئے تیار ہیں... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی شادی کر دیں... وہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آل عبد المطلب کو لے کر آئے، جن میں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب تھے... ان سب کی موجودگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا... (طبقات ابن سعد 1\131)

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ یا کوئی دوسرے صحابی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے پھر انہیں چھوڑ کر آپ اونٹ چرانے لگ گئے... حضور اور آپ کے شریک اونٹ کرایہ پر دیا کرتے تھے انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کو بھی اونٹ کرایہ پر دیا جب وہ لوگ سفر پورا کر چکے تو ان اونٹوں کا کچھ کرایہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے ذمہ رہ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس کرایہ کا تقاضا کرنے جانے لگتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا آپ بھی میرے ساتھ چلیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم چلے جاؤ مجھے تو شرم آتی ہے...

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تقاضا کرنے گیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے پوچھا (تم اکیلے تقاضا کرنے آئے ہو) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک نے کہا میں نے ان سے کہا تھا وہ چلیں لیکن انہوں نے کہا مجھے شرم آتی ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حیا والا اور زیادہ پاک دامن اور ایسا اور ایسا آدمی نہیں دیکھا یہ سن کر ان کی بہن حضرت خدیجہ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سرایت کر گئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیج کر بلایا اور کہا کہ آپ میرے والد کے پاس جائیں اور انہیں میرے نکاح کا پیغام دیں...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے والد مالدار آدمی ہیں وہ ایسا نہیں کریں گے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ان سے جا کر ملیں اور ان سے بات کریں آگے بات میں سنبھال لوں گی جب وہ نشہ میں ہوں اس وقت ان کے پاس جانا... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی صبح کو جب وہ اپنی مجلس میں بیٹھے تو کسی نے ان سے کہا آپ نے اچھا کیا (اپنی بیٹی خدیجہ سے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کر دی انہوں نے کہا کیا واقعی میں نے شادی کر دی ہے؟

لوگوں نے کہا جی ہاں... وہ فوراً وہاں سے کھڑے ہو کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یوں کہا کہ لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ میں نے (تمہاری) شادی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی ہے حضرت خدیجہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے اب آپ اپنی رائے کو غلط نہ سمجھیں اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اور ایسے بہت عمدہ صفات والے ہیں... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زور لگاتی رہیں آخر ان کے والد راضی ہو گئے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو اوقیہ چاندی یا سونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور عرض کیا کہ ایک جوڑا خرید کر مجھے ہدیہ کر دیں اور ایک مینڈھا اور فلاں فلاں چیزیں خرید لیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا... (اخرجہ الطبرانی)

ایک روایت میں یہ ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا جوڑا خرید کر میرے والد کو ہدیہ کر دیں...

رخصتی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہاں ہر طرف سے دھن برستا تھا... وہ منہ میں چاندی کا چمچہ لے کر پیدا ہوئیں... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی سے قبل آپ دولت میں کھیلتی تھیں... تقریباً سارا مکہ اور اس کی بیشتر آبادی آپ کے مال تجارت پر اپنی زندگی کی گزران کرتا تھا... کئی نوکر اور چاکر خادمائیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے کام کرنے میں اپنے لئے فخر محسوس کرتی تھیں... لیکن جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اپنی پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تج کر دی... گھر کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے

Marfat.com

کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتیں... اس صبر اور خدمت کا اجر بارگاہِ خداوندی سے یہ ملا کہ خود رب العزت کے سلام آنے لگے... ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برتن میں کھانے کی کوئی چیز لا رہی ہیں، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دیجئے، جو ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا اور اس محل میں نہ کوئی شور و غل ہوگا نہ کسی قسم کی مشقت و تکلیف ہوگی... (بخاری)

جانبین سے محبت والفت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آتے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سارا مال واسباب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا... اس سے آپ کو فکرِ معیشت سے نجات مل گئی... اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور عبادتِ خداوندی تھی... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے پہلے دن ہی سے آپ کی خدمت گزاری میں جان و مال سے ایسی مصروف ہوگئیں کہ گویا باندی ہیں... مرتے دم تک آپ سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر نہیں ہوا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا ہو بلکہ جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی لاحق ہوئی ہو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی اور دل جمعی کی... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء اور تمسخر اڑاتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرتا تو اکثر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرانی طبیعت کو اپنی تسلی آمیز باتوں سے ہلکا کرتی تھیں... ہر امر میں مطیع و فرمانبردار تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر بات میں آپ سے مشورہ لیتے تھے... (البیہقی)

Marfat.com

25 سال کا عرصہ حسن وخوبی سے گزرا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً چوتھائی صدی کے قریب عرصہ گزارا اور اپنی اس مبارک زندگی میں اپنے شوہر کی ہمدرد اور دل جو بیوی ثابت ہوئیں...آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر غم وخوشی میں شریک رہیں، ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشی کا لحاظ رکھا اور جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسیت ہوتی ان سے نیک سلوک روا رکھتیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کا رتبہ بڑھے...آپ کے نیک سلوک اور کرم کی وہ ادائیں سامنے آئیں، جنہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونچے اور باعزت مرتبے پر فائز کر دیا...ایک سال لوگوں کو قحط کا سامنا کرنا پڑا، اسی سال حضرت حلیمہ سعدیہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے تشریف لائیں اور جب واپس لوٹیں تو ان کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیا ہوا ایک اونٹ تھا، جس پر پانی لدا ہوا تھا اور چالیس بکریاں بھی ساتھ تھیں...ان کا یہ سلوک اس کے بعد بھی ظاہر ہوا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی رضائی ماں حضرت ثوبیہ تشریف لاتیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی بناء پر آپ ان کا خوب اعزاز واکرام کرتیں...(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص: 27)

نکاح کے بعد مثالی طرز معاشرت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی ہستی تھیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر وعظمت کو پہچانا اور اپنا تن، من، دھن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا...آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بعد 25 سال کی زندگی میں بے پناہ مشکلات آئیں، مگر ان تمام مشکلات میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح ساتھ دیا...قریش مکہ قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام وسکون پہنچاتی

Marfat.com

تھیں...آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف کو دیکھ کر وہ کبھی مایوس نہ ہوتیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حوصلہ افزائی کرتیں اور تبلیغ کے کام میں ہر ممکن مدد کرتیں...آپ نے اپنی ہر خوشی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دی...محرم الحرام، 7 نبوی میں قریش مکہ نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ لکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم اور ان کے حامیوں سے یک قلم تمام تعلقات منقطع کر لئے اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا... یہ محاصرہ 3 سال تک رہا... جو سخت تکلیف دہ تھا... یہاں تک کہ بھوک سے بچوں کے بلبلانے کی آواز باہر سنائی دینے لگتی اور سنگ دل بلبلانے کی آواز سن کر خوش ہوتے...حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعب ابی طالب میں تمام بنو ہاشم کے ساتھ محصور تھیں اور ہر وہ تکلیف برداشت کر رہی تھیں جو دوسرے محصورین کو دی جاتی تھی...(تاریخ التواریخ 2\341، العقد الفرید 3\96)

باہمی معاونت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی...آپ کی موجودگی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی...سب کام آپ نے سنبھالے ہوئے تھے...سب سے پہلے ایمان بھی آپ ہی لائیں اور آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نمازیں سب سے پہلے پڑھیں جو پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے تھیں، یعنی دو رکعت صبح اور دو رکعت رات کو...آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال ساتھ دیا...ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدیجہ نے جو مجھ سے وفاداری کی، اس کے سبب مجھے ان کی یاد بہت مرغوب ہے...جب لوگوں نے میری نبوت کا انکار کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب میری مدد کرنے سے لوگ ڈرتے تھے تو وہ چٹان کی طرح مضبوطی سے میرے ساتھ کھڑی رہیں...وہ بہترین ساتھی تھیں اور میرے بچوں کی ماں...(امہات المومنین قدم بہ قدم)

Marfat.com

وفات سے پہلے بشارت

مرض الموت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جو کچھ میں نے تمہارے لئے دیکھا ہے، کیا تم اس سے خوش نہیں؟ اللہ تعالیٰ ناپسندیدگی میں ہی خیر فرمانے والا ہے، یعنی ہماری جدائی کے اس غم میں ہی خیر ہے... تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے جنت میں تمہارے ساتھ ساتھ مریم بنت عمران یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ، موسیٰ علیہ لسلام کی بہن کلثوم اور فرعون کی بیوی آسیہ سے میری شادی کی ہے (یعنی جنت میں یہ تمہارے ساتھ ہوں گی)... یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی خبر دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں... اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ محبت و برکت عطا فرمائے... (امہات المومنین قدم بہ قدم، عبداللہ فارانی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے یہ بھی فرمایا: جنت تمہارے دیدار کی مشتاق ہے، تم جہان کی عورتوں سے افضل ہو، تم مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ سے زیادہ بزرگ ہو... (بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کا ذکر بہت محبت سے فرماتے تھے... آپ کی سہیلیوں سے بھی شفقت کا برتاؤ فرماتے... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقعے پر آپ کا خیال رکھتے تھے اور اکثر ان کی تعریف فرماتے تھے... یہاں تک کہ باقی ازواج مطہرات کو رشک آنے لگتا تھا... (بخاری)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دانائی و حق پرستی

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کے پاس گئے... حضرت خدیجہ دیکھتے ہی آپ کو لپٹ گئیں اور سینہ سے لگا لیا... اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں... اس فعل سے میری کوئی غرض نہیں مگر یہ کہ مجھ کو یہ امید ہے کہ شاید آپ ہی وہ نبی ہوں جو عنقریب

Marfat.com

مبعوث ہونے والے ہیں... پس اگر آپ ہی وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق کو یاد رکھیں اور جو خدا آپ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اس سے میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے جواب دیا اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تو نے میرے ساتھ وہ احسان کیا ہے کہ جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا... اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو سمجھ لے کہ جس خدا کے لئے تو یہ عمل کر رہی ہے وہ کبھی تیرے عمل کو ضائع نہ کرے گا... حضرت خدیجہ بار بار ورقہ بن نوفل کے پاس جاتیں اور آپ کے متعلق دریافت کرتیں... ورقہ یہ جواب دیتے... میرا گمان یہ ہے کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے بشارت دی ہے...

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آپ کے لئے کھانا لئے آ رہی ہیں جب آپ کے پاس آئیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پھر میری طرف سے ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دیدیجئے جو ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا... اور اس محل میں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف ہوگی...

حضرت خدیجہ نے سن کر یہ جواب دیا... تحقیق اللہ تعالیٰ تو خود ہی قدوس اور سلام ہیں... یعنی اللہ پر کیا سلام بھیجا جائے... البتہ اے جبریل آپ پر سلام ہو اور یا رسول اللہ آپ پر بھی اللہ کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں (کہ جن کے طفیل میں مجھ پر یہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں... ابن سنی کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے کہ اس پر بھی سلام ہو جو اس کو سن رہا ہو... سوائے شیطان کے...

اولاد

انہیں کے بطن سے آپ کے چار صاحبزادیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور دو لڑکے پیدا ہوئے (جن کا مفصل بیان اولاد کے بیان میں آئندہ آئے گا) اولاد ذکور صغر سنی ہی میں انتقال کر گئی البتہ صاحبزادیاں بڑی ہوئیں اور بیاہی گئیں...

Marfat.com

وفات

جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں اس وقت تک آپ نے دوسرا عقد نہیں کیا... ۱۰ نبوی میں ہجرت سے تین سال پیشتر مکہ میں انتقال کیا اور حجون میں دفن ہوئیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قبر میں اتارا... نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی... پچیس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں... پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا... انا للہ و انا الیہ راجعون

مزید حالات وواقعات

قبیلہ قریش سے تعلق ہے، مکہ کے بڑے متمول لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، بلکہ ان کا نام سرفہرست ہے... عمر چالیس سال ہے، گویا جوانی کی حدود سے نکل چکی ہیں، خاندانی عزت کے علاوہ اپنے بلند اور پاکیزہ کردار کی وجہ سے ''طاہرہ'' کے پیارے لقب سے پکاری جاتی ہیں...

دوسری طرف عبدالمطلب کے یتیم پوتے، ابو طالب کے بھتیجے، محمد بن عبداللہ اپنی نیک نفسی، راست بازی اور امانت داری کی وجہ سے مثالی شخصیت بن چکے ہیں... پچیس سال عمر ہے... اٹھتی ہوئی جوانی اور پھر اس پر رعنائی و دلفریبی کا یہ عالم کہ بولیں تو پھول جھڑیں، چلیں تو سراپا وقار و تمکنت، شرم و حیا کے پیکر اور اخلاق حسنہ کے مجسمہ ہیں... بقول حسان بن ثابت کانک قد خلقت کما تشاء یعنی صورت اور سیرت کے لحاظ سے اپنی مرضی کے مطابق سانچے میں ڈھلے ہوئے... اگر خواہش کریں تو مکہ کی حسین ترین دوشیزائیں ان کی رفاقت میں آنے پر فخر کریں، لیکن واہ رے نصیب اس چہل سالہ طاہرہ طیبہ کے! اپنا سامانِ تجارت، ابو طالب کے بھتیجے کو دے کر روانہ کرتی ہیں وہ واپس آتے ہیں تو ان کی امانت و دیانت سے اتنی متاثر ہوتی ہیں کہ خود ہی عقد کے لئے درخواست کرتی ہیں... سن و سال میں تناسب نہیں ہے، مزید یہ کہ دو خاوندوں

Marfat.com

سے بیوہ ہو چکی ہیں جب کہ آپ ناکتخدا ہیں بظاہر کوئی جوڑ نہیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہیں، مکہ کے دستور کے مطابق عقد کی تکمیل ہوتی ہے ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور یوں حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بن گئیں... رفاقت خوب نبھی....

حضرت خدیجہ نے وفاداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی... ان کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے، حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ (جن کے لقب طاہر اور طیب بھی ہیں) اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہوئیں...

شادی کے بعد پندرہ سال کا عرصہ بیت گیا... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور رسالت کے منصب عالی پر سرفراز فرمایا گیا (تفصیل سیرت کی کتابوں میں دیکھئے) دعوت کا سلسلہ شروع ہوا تو علی الاطلاق سب سے پہلے لبیک کہنے والی یہی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ طاہرہ ہیں (علیها و علی سائر امهات المومنین سلام الله و رضوانه) یوں سیدہ طاہرہ کو خاتون اول اور امت مسلمہ کی پہلی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا... زہے نصیب!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حضرت خدیجہؓ دس سال تک بقید حیات رہیں، ان دس سالوں میں مسلمانوں اور خود ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کی جفا کاریاں اور ستم رانیاں بالعموم معلوم ہیں... اس عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب حتیٰ المقدور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سپر بنے رہے وفا شعار رفیقہ حیات نے خدمت گزاری اور غم گساری میں کوئی کسر نہ چھوڑی... اللہ کی مرضی کہ بعثت کے دسویں سال پہلے چچا ابو طالب فوت ہو گئے اور پھر چند ہی روز بعد رفیقہ حیات داغ مفارقت دے گئیں... اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام زندگی جس تلخی ترشی سے گزر رہے تھے، اس پر مستزاد یہ صدمے،

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا...

ماہ وسال گزرتے رہے، گردش لیل ونہار، گونا گوں انقلابات سے دوچار کرتی رہی، مگر حضرت خدیجہ کی یاد کبھی قلب اقدس سے نہ گئی...

؎ آتی رہیں گی یاد ہمیشہ وہ صحبتیں ڈھونڈا کریں گے ہم تمہیں فصل بہار میں

جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا عقد نہیں فرمایا... ان کی وفات کے بعد، بعض احباب کے مشورے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ازدواجی تعلق، ہجرت کے بعد ہوا...

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے کسی پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر فرماتے اور جب گھر میں کوئی خاص چیز پکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سہیلیوں کو بھجوایا کرتے تھے ایک دن تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ گزریں ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس بڑھیا کو کیوں یاد کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہتر بیویاں دیں ہیں؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر جواب میں ارشاد فرمایا... تم نہیں جانتیں وہ اس وقت مجھ پر ایمان لے آئیں، جبکہ ایک بھی میرا ماننے والا نہیں تھا، اس نے اس وقت میری تصدیق کی، جب کہ لوگ میری تکذیب کر رہے تھے اس نے اس وقت اپنا مال میرے سپرد کر دیا جب کہ لوگ مجھ سے دور بھاگتے تھے... پھر اللہ نے اس سے مجھے صاحب اولاد کیا... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے دل میں طے کر لیا کہ آئندہ کبھی ان کا ذکر برائی سے نہ کروں گی...

Marfat.com

ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا بی بی خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ رہی ہیں ان کے ہاتھ میں کوئی برتن ہے، جس میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہے... وہ پہنچ جائیں تو انہیں اللہ رب العزت کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیے

وبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب

(بخاری شریف ص ۵۳۹ ج ۱ مسلم شریف ص ۲۸۴ ج ۲)

اور انہیں خوش خبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے بہشت میں ایک گھر جوف دار (اندر سے خالی) موتیوں سے بنا ہوا ہے جس میں نہ کوئی شور وغل ہوگا نہ کوئی تکان...

بشارتیں اور حضرات وخواتین کو بھی ملی ہیں، لیکن جس شان سے خوشخبری کا یہ پروانہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نام آیا ہے، یہ انہی کا حصہ ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ قرون گذشتہ کی بہترین خاتون حضرت مریمؑ تھیں، اور اس امت کی بہترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں...

ھنیئالک یا ام المومنین سلام اللہ ورضوانہ علیک

Marfat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام وکنیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کی صاحب زادی ہیں ...والدہ ماجدہ کا نام زینب اور ام رومان کنیت تھی... حضرت عائشہ کے خود کوئی اولاد نہیں ہوئی... لیکن اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام سے ام عبداللہ اپنی کنیت رکھی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح اور رخصتی

ماہ شوال ۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا... خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے جا کر پیام دیا... ابوبکر صدیق نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں... اور خدا کی قسم ابوبکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی...

ابوبکر صدیق یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے... مطعم کی بیوی بھی سامنے تھی مطعم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے... مطعم کی بیوی نے ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو قوی اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ صابی یعنی بے دین نہ ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے... ابوبکر صدیق مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مطعم تم کیا کہتے ہو... مطعم نے کہا میری بیوی نے جو کہا وہ آپ نے سن لیا... جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر

Marfat.com

انکار کیا... ابوبکر اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی... ابوبکر وہاں سے اٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں... چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا... چار سو درہم مہر مقرر ہوا..."

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا... آپ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی... ہجرت کے سات آٹھ مہینہ بعد شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی اور عروسی کی رسم ادا ہوئی... اس وقت آپ کی عمر نو سال اور کچھ ماہ کی تھی...

اللہ تعالیٰ نے آپ سے نکاح کر دیا ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا نکاح ابوبکر کی بیٹی سے کر دیا اور جبریل کے ساتھ عائشہ کی ایک تصویر بھی تھی جو مجھ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم

زہری فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ کے علم کا تمام امہات المومنین اور تمام عورتوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم سب سے بڑھا رہے گا...

فصاحت و بلاغت کا یہ عالم تھا کہ حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی خطیب کو حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح و بلیغ نہیں دیکھا...

صدقہ وخیرات

ام درہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر نے دو بوریوں میں روپے بھر کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا جو تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار درہم تھے... حضرت عائشہ اسی وقت ان کو تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئیں... جب شام ہوئی تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا...

Marfat.com

روزے سے تھیں... جب شام ہوئی تو خادمہ سے افطاری منگائی خادمہ نے روٹی اور زیتون کا تیل لاکر رکھ دیا... ام درہ نے کہا اگر آپ ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں تو اچھا ہوتا... عائشہ صدیقہ نے فرمایا اگر یاد دلاتی تو منگا لیتی... عروہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ ستر ستر ہزار درہم تقسیم کر دیتی تھیں اور کرتی میں پیوند لگا ہوا تھا...

امت کی عورتوں پر فضیلت

حضرت ابو موسیٰ اشعری راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں سے سوائے مریم بنت عمران، اور آسیہ زوجۂ فرعون کے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ان دونوں حدیثوں کو امام بخاری نے کتاب المناقب باب فضل عائشہ میں ذکر کیا ہے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حضرت عائشہ سے محبت رکھتے تھے اگر محض باکرہ ہونے کی وجہ سے محبت ہوتی تو حضرت خدیجہ کو بھول جاتے... مگر آپ کا حال یہ تھا کہ ہمیشہ حضرت خدیجہ کا ذکر کیا کرتے تھے... اور جب کبھی کوئی جانور ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ کی ہمنشیں عورتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے پاس ہدیۃً گوشت بھیجتے... جب تک وہ زندہ رہیں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا اور حضرت عائشہؓ کے ہوتے ہوئے آپ نے آٹھ نکاح فرمائے اور سب بیواؤں سے... معاذ اللہ اگر کوئی نفسانی خواہش ہوتی تو ایک بیوہ سے بھی نکاح نہ فرماتے... نیز حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ حسن و جمال میں حضرت عائشہ سے کہیں بڑھ کر تھیں...

مزید حالات

خود صحابیہ، ماں باپ صحابی، دادا صحابی بھائی بہن صحابی، بھتیجے بھانجے صحابی،

Marfat.com

چار پشتیں شرف صحابیت سے بہرہ ور... ''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' کا مصداق سبحان اللہ! پھر باپ کیسا افضل البشر بعد الانبیاء ماں کیسی؟ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...

من سره ان ینظر الٰی امراۃ من الحور العین فلینظر الی ام رومان (استیعاب ص ۷۹۲) جو شخص (جنت کی حورعین میں سے کسی کو دیکھنا چاہے، وہ ام رومان (حضرت عائشہ کی والدہ) کو دیکھ لے...اور خود کیسی تھیں؟ وہبی اور کسبی کمالات کا مجموعہ، نسوانی حسن و جمال کا مرقع، سیرت و کردار کا نمونہ، علم کا بحر بیکراں، گویائی میں سیل رواں، فصاحت و بلاغت کا مجسمہ، اخلاق حسنہ کی پیکر اور سونے پر سہاگہ، یہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری زوجہ مطہرہ، صدیقہ بنت صدیق، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا...

ام المومنین کا تعارف کیا کرایا جائے؟ آفتاب آمد دلیل آفتاب

آپؓ نبوت کے دسویں سال، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں منسلک ہوئیں اور ہجرت کے دوسرے سال رخصتی ہو کر حرم سرائے نبوت میں داخل ہوئیں، حضرت عائشہ کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات حالت بیوگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں لیکن حضرت عائشہؓ دوشیزگی میں ام المومنین بنیں...نہایت ذہین اور عقل مند تھیں، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر بھرپور علمی استفادہ کیا...نتیجتاً آپ قرآن کریم کی رمز شناس، حدیث وفقہ میں باکمال، اسرار شریعت کی واقف اور تفقہ و اجتہاد میں بے مثال ثابت ہوئیں...اکابر صحابہؓ آپؓ سے علمی استفادہ کرتے تھے، علوم دینیہ کے علاوہ طب، تاریخ اور شعر و شاعری کے فنون میں بھی کوئی کم ہی آپؓ سے ٹکر لے سکتا تھا...شعر آپ خود نہ کہتی تھیں، لیکن بہت سے شعرا کا کلام ان کے نوک زبان تھا...فصیح و بلیغ تو تھیں ہی، اس لئے خطابت میں بھی آپ کو بڑا ملکہ تھا...

رفیقہ حیات کی حیثیت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کی بڑی

Marfat.com

قدر و منزلت تھی... مرض الوفات کی شدت کے ایام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گذارے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وفات کے بعد انہیں کا حجرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بنا، جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے:

ادب گاہیست، زیر آسماں، از عرش نازک تر   کہ سر خم کردہ نے آیند، جنید و بایزید ایں جا

عہد خلافت راشدہ میں، حضرت عائشہؓ کی ذات مرجع الخلائق بنی رہی... حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو مسلمانوں کی یکجہتی اور ہم آہنگی کی جگہ افتراق و انتشار نے لے لی... امت مسلمہ دو دھڑوں میں بٹ گئی ایک طرف سیدنا علی المرتضیٰ سربراہ تھے، دوسری طرف حضرت طلحہؓ و زبیرؓ تھے... ان دونوں حضرات نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور پھر جمل کا ناخوش گوار واقعہ پیش آیا العیاذ باللہ اکابر صحابہؓ میں سے کسی کے دل میں کوئی فتور نہیں تھا سب کا مقصد اصلاح احوال تھا، مگر ایک بدنیت ٹولے کی اندرونی سازش رنگ لائی اور جو نہیں ہونا چاہیے تھا، وہ ہو کر رہا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا...

اس سانحہ کے دوران ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایلچی کوفہ پہنچے، ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے وہاں جو تقریر کی، اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کا اعتراف ان لفظوں میں کیا

انی لا علم انها لزوجته فی الدنیا والاخرة ولکن الله ابتلاکم لتتبعوه او ایاها (صحیح بخاری ص ۵۲۲) (یقیناً میں جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ دنیا اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتے ہیں کہ تم اس کا حکم مانتے ہو یا بی بی صاحبہ کے پیچھے چلتے ہو...

علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں بحوالہ صحیح ابن حبان، حضرت عائشہؓ

Marfat.com

سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا...

اما ترضین ان تکونی زوجتی فی الدنیا والاخرة (کیا تجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تو دنیا اور آخرت میں میری زوجہ بنے...) حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ شاید حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان سن رکھا تھا، جس کا اظہار انہوں نے اپنی کوفہ کی تقریر میں کیا تھا... المختصر، یہ تھیں گوناگوں کمالات کا مجموعہ اور طرفہ محاسن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، جو رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات پا کر، ملاءِ اعلیٰ میں اپنے شوہر مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں...

شوہر کی راحت کا خیال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت فرماتیں اور زندگی کے ہر مرحلے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت وچاہت کا خیال رکھتیں... آپ فرماتی ہیں: رمضان کے مہینے میں طبعی مجبوری کی وجہ سے جو روزے مجھ سے قضاء ہو جاتے تھے، میں عام طور پر ان روزوں کو آنے والے شعبان کے مہینے میں رکھا کرتی تھی، یعنی تقریباً گیارہ ماہ بعد... یہ میں اس لئے کرتی تھی کہ شعبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کثرت سے روزے رکھتے تھے، لہٰذا اس زمانے میں اگر میں بھی روزے سے ہوں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے سے ہوں گے تو یہ صورت زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں روزے سے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ نہ ہو... حالانکہ وہ نفلی روزے نہیں تھے بلکہ قضاء روزے تھے اور قضاء روزوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے ان کو ادا کر لینا چاہئے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے خیال سے شعبان تک مؤخر فرماتی تھیں... (مسلم ح:14466)

خوشی کا ایک واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے دعا فرما دیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: یا اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کیئے اور علی الاعلان کیئے وہ بھی سب معاف فرما... اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہوگئی، جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں... (الھیثمی 244/9)

مقرب فرشتہ کی طرف سے سلام

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا قرب حاصل تھا کہ کئی مرتبہ آپ کی موجودگی میں حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جبریل امین آئے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں، تو میں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ... (الطبرانی، الھیثمی 8\33)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھے اور گھر کے باہر اس کے پاس گئے... میں بھی دیکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ترکی گھوڑے کی گردن کے بالوں پر سہارا لگائے کھڑا ہے... جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو ایسے لگا کہ یہ دحیہ کلبی ہیں اور وہ پگڑی باندھے کھڑے ہیں، جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا ہے... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: آپ بہت تیزی سے اٹھ کر باہر گئے تھے، میں نے بھی باہر جا کر دیکھا... وہ تو دحیہ کلبی تھے (ان کی وجہ سے آپ کو اتنی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں تھی)... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا واقعی تم نے انہیں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں... تو آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا: یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، انہوں نے مجھے کہا ہے کہ بنو قریظہ پر حملہ کرنے کے لئے چلوں... (طبقات ابن سعد 4\250)

دربار نبوت سے تعلیم وتربیت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ کم عمری میں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئی تھیں، اس لئے آپ کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوئی... اسی زمانے میں آپ نے لکھنا پڑھنا سیکھا... آپ کا حجرہ چونکہ مسجدِ نبوی کے ساتھ ہی تھا... اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتیں سنتی رہتی تھیں... کوئی بات سمجھ نہ آتی تو آپ بلا جھجک پوچھ لیتی تھیں... (بخاری)

9 سالہ رفاقت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ 9 سال گزارے اور اس عرصے میں خوب علم حاصل کیا... احادیث کی کتب میں بے شمار مسائل ایسے ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوچھنے سے امت کو معلوم ہوئے... اس طرح بہت سے صحابہ وتابعین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد تھے... حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی الجھن پیش آتی تو اس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کرتے تھے... جب بھی ہم نے ان سے کچھ پوچھا انہیں اس مسئلے کے بارے میں ضرور علم ہوتا تھا... (امہات المومنین قدم بہ قدم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کمال علم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر قرآن کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا اور نہ اسلام کے فرائض، حلال وحرام کا جاننے والا اور عرب کے

Marfat.com

واقعات جاننے والا آپ سے بڑھ کر کوئی دیکھا...آپ اہل عرب کے نسب کی بھی سب سے زیادہ واقف تھیں...طب سے بھی آپ کو خوب واقفیت تھی...(امہات المومنین قدم بہ قدم)

امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کے علم کو جمع کیا جائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم سب سے بڑھا ہوا رہے گا...(امہات المومنین قدم بہ قدم)

علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ گزاری، عبادت گزاری، آہ وزاری اور سخاوت وقناعت میں بھی آپ کو ایک منفرد مقام حاصل تھا...آپ اکثر روزے سے رہتیں، تہجد، اشراق و چاشت کا اہتمام فرماتیں اور اکثر مصلے پر اپنے رب کے سامنے روتی اور گڑگڑاتی رہتیں...

ہر معاملے میں شریعت کا خیال رکھتیں...آپ اس قدر قناعت پسند تھیں کہ صرف ایک جوڑا اپنے پاس رکھتیں اور اسی کو دھو دھو کر پہنتیں...یہ تمام حالات حدیث کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں...

نکاح اور رخصتی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی سے پہلے ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنی بیوی کو گھر کیوں نہیں لے آتے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے...یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ مجھ سے قرض لے لیں...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات منظور فرمالی اور ان سے قرض لے کر مہر ادا کیا...

رخصتی کی کیفیت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں: میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ والدہ نے آکر مجھے آواز دی، مجھے

Marfat.com

معلوم نہیں تھا کہ کیوں بلا رہی ہیں، میں ان کے پاس پہنچی تو میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلیں، میرا سر اور ہاتھ منہ دھوئے، گھر کے اندر انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے...

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعوت کے لئے دودھ کے ایک پیالے کے سوا کچھ بھی نہ تھا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا دودھ نوش فرمایا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا تو وہ شرمانے لگیں... حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا: رسول اللہ کا عطیہ واپس نہ کرو، چنانچہ حضرت عائشہ نے دودھ پی لیا... (مسند احمد 6\438)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میری رخصتی میں نہ کوئی اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ کوئی بکری، ہاں! کھانے کا ایک پیالہ تھا، وہ بھی سعد بن عبادہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا... (مسند احمد 6\210، الہیثمی 9\227)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح...... حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کچھ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم کچھ بھی نہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اسبابِ جنگ میں سے وہ زرہ کہاں گئی جو میں نے دی تھی؟

میں نے عرض کیا: قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے! وہ زرہ ٹوٹ چکی تھی، یعنی جگہ جگہ تلواروں سے کٹ گئی تھی، اس کی قیمت چار درہم کی بھی نہیں تھی، وہ میرے پاس ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہاری شادی فاطمہ کے ساتھ کردی، اس زرہ کو فاطمہ کے پاس بھیج دو اور اس مہر

Marfat.com

کے ذریعے فاطمہ کو اپنے لئے جائز کرلو... (البدایۃ والنہایۃ 3\346)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب فاطمہ علی کے گھر رخصت ہو کر گئیں تو ہم نے علی کے گھر اس کے سوا کچھ نہ پایا کہ ان کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھا ہوا تھا، ایک تکیہ تھا جس کا بھراؤ کھجور کی چھال کا تھا، ایک گھڑا تھا اور ایک پانی پینے کا برتن تھا... (الطبرانی، حیاۃ الصحابہ 2\784)

حیات طیبہ کے آخری لمحات اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا اعزاز

ربیع الاوّل سن ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی... تیرہ دن علیل رہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات شروع ہوا تو کچھ دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری ازواج مطہرات کے ہاں جاتے رہے...

لیکن جب بیماری نے شدت اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت چاہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار داری عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کی جائے، تمام ازواج مطہرات نے اس بات کی اجازت دے دی...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے، پھر وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے ہاں رہے... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پھیر دیا کرتی تھیں...

وفات سے کچھ دیر پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کمر لگا کر بیٹھ گئے... کچھ دیر بعد غشی طاری ہوگئی... جب افاقہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظریں چھت کی طرف کرلیں اور فرمایا "اللھم فی الرفیق الاعلیٰ" اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے، ان کے پاس مسواک تھی... رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نرم نہ کر سکے... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا میں اسے نرم کر دوں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا ہاں!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر اسے چبایا، اس کو نرم کیا... پھر صاف کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب اچھی طرح مسواک کی... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لعاب دہن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت

پیر کا دن تھا... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے...

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوالات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتی رہتی تھیں...

◄ ایک مرتبہ سوال کیا کہ یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، فرمائیے میں ہدیہ دینے میں دونوں میں سے کس کو ترجیح دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:
"اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا" (کہ دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو اس کو ترجیح دو)... (بخاری شریف ۱۲)

◄ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی "اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا" (کہ اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لیجیو) یہ دُعا سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا کہ یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی؟ آپ نے فرمایا اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کر دیا جائے گا (یہ آسان حساب ہے! پھر فرمایا کہ) یقین جانو! جس کے حساب میں چھان بین کی گئی اے عائشہ! وہ ہلاک ہو گیا... (رواہ احمد ۱۲) کیونکہ جس کے حساب میں چھان بین ہوگی وہ حساب دے کر کامیاب نہیں ہو سکتا...

◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے (نفلی) روزہ رکھ لیا، پھر کھانا مل گیا جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا... ہم نے اس میں سے کھا لیا... تھوڑی دیر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے...

Marfat.com

میرا ارادہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے (جرأت کر کے) حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھ لیا اور جرأت میں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی... یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے اور عائشہ نے نفلی روزہ کی نیت کی تھی... پھر ہمارے پاس ہدیۃً کھانا آ گیا جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا.. فرمایئے اس کا کیا حکم ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا... (جمع الفوائد ۱۲)

◄ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ اُٹھائے جائیں گے (جیسے ماں کے پیٹ سے دُنیا میں آئے تھے) یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) کیا مرد عورت سب ننگے ہوں گے؟ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اس کے جواب میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! (قیامت کی سختی اس قدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا) مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا... (الترغیب والترہیب ۱۲)

◄ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ: "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْن"

ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے دُنیا سے اُٹھا اور قیامت میں مسکینوں میں حشر **کیجیو**...

یہ دُعا سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسی دُعا کیوں کی؟ آپ نے فرمایا (اس لیے کہ) بلاشبہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے... اس کے بعد فرمایا کہ اے عائشہ! (اگر مسکین سائل ہو کر آئے تو) مسکین کو کچھ دیئے بغیر واپس نہ کر اور کچھ نہیں تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کر...

Marfat.com

اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب کر جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز اپنے سے قریب فرمائیں گے... (ترمذی شریف)

◄ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ جو اللہ جل شانہ نے (قرآن مجید) میں فرمایا ہے:

"وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ" (۶۰:۲۳)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں...

تو ان خوفزدہ لوگوں سے (کون مراد ہیں) کیا وہ لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی! نہیں (ایسے لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ اس آیت میں خدا نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے) جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور (اس کے باوجود) اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول نہ کیے جائیں، ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ "اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ" ....(کہ یہ لوگ نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں)...(۶۱:۲۳)

◄ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ (یہ تو آپ نے بڑی گھبرا دینے والی بات سنائی کیونکہ) موت ہم سب کو (طبعاً) بری لگتی ہے... (لہٰذا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا... لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی ہم میں سے کسی کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے) اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے طبعی طور پر موت بری لگے اللہ کو اس

Marfat.com

سے ملاقات ناپسند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مؤمن کی موت کا وقت آپہنچتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز و اکرام کی خوش خبری سنائی جاتی ہے... لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اُسے پیش آنے والی ہے... اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے... لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور بلاشبہ کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر دی جاتی ہے... لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اس کے سامنے آنے والی ہے... اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے... چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں... (مشکوٰۃ عن البخاری والمسلم)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں ہے یعنی حج اور عمرہ... (مشکوٰۃ شریف ۱۲)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! (یہ تو واقعہ ہے کہ) کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائے گا... تین مرتبہ یوں ہی فرمایا... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آپ نے ماتھے پر مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ" (میں بھی جنت میں داخل نہ ہوں گا مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے) تین مرتبہ یہی فرمایا... (مشکوٰۃ ۱۲)

◄ ایک مرتبہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو فرمایئے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر کون

Marfat.com

سی ہے (یعنی یہ علم ہو جائے کہ آج لیلۃ القدر ہے) تو دُعا میں کیا کہوں!
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہنا:
"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" (مشکوٰۃ ۱۲)
(اے اللہ! بلاشبہ تو معاف کرنے والا ہے... معاف کرنے کو پسند کرتا ہے... لہٰذا تو مجھے معاف فرما)...

ایک پرلطف رقت آمیز واقعہ

ایک بزرگ اپنے وعظ میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم مجھ سے جو مانگنا چاہتی ہو مانگ لو... اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بارہ میں اپنے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرلوں...

آپ نے فرمایا، ہاں! تمہیں اجازت ہے... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئیں... اور عرض کیا کہ آج مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال محبت سے یہ فرمایا ہے کہ جو مانگنا چاہتی ہو... وہ مانگ لو... تو آپ مجھے مشورہ دیں کہ اس سنہرے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مانگوں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ معراج کی رات میں اُن کی اللہ تعالیٰ سے جو راز و نیاز کی باتیں ہوئی تھیں... ان میں سے ایک بات مجھے بتا دیجئے... خوش نصیب والد کی خوش نصیب بیٹی یہ سن کر واپس جانے لگی... تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا... دیکھنا بیٹی جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بتائیں وہ مجھے بھی ضرور آ کر بتانا...

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خوشی خوشی گھر لوٹیں... اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! معراج کی شب آپ کی اللہ تعالیٰ سے جو ہم کلامی ہوئی ہے... ان باتوں میں سے ایک بات مجھے بتا دیجئے...

Marfat.com

یہی میری مانگ ہے اور یہی میری چاہت ہے...

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا... معراج کی رات والی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا... وہ مسلمان جو کسی مسلمان بھائی کے دل کو جوڑے گا مجھ پر واجب ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں... یہ عظیم بشارت سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد کے پاس آئیں... اور انہیں یہ اہم بات بتادی... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو زاروقطار رونے لگے... بیٹی نے دلاسہ دیا... اور کہا کہ ابا جان! یہ بات تو بڑی بشارت والی ہے آپ کیوں روتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس بات سے معلوم ہوا کہ جو کسی مسلمان کا دل جوڑے گا... تو اللہ اس کو جنت میں بھیجے گا... اسی بات سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو کسی مسلمان کا دل توڑے گا... تو اللہ اسے جہنم میں بھیج دے گا... بس یہی سوچ کر میں رو رہا ہوں... کہ میرے کسی عمل سے کسی کا دل نہ ٹوٹا ہو... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے ہم بہت کچھ سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں... لیکن معاشرہ میں جو سلگتے مسائل ہیں... ان کے بارہ میں ہم سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے... اپنے ذرا سے فائدہ کے لیے اپنی ناک اونچی کرنے کے لیے کتنے لوگوں کے دل توڑ دیتے ہیں... اور اسے اپنی کامیابی سمجھتے ہیں...

مذکورہ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی آشکارہ ہے... اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درد و غم بھی واضح ہے... کیا یہ حدیث سن کر ہمیں اپنی معاشرتی زندگی میں نظر ثانی کرنے کا کوئی داعیہ پیدا ہوتا ہے... بزرگوں سے سنا ہے کہ

"دل بدست آور کہ حج اکبر است" کہ کسی کا دل جوڑنا حج اکبر ہے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر اپنی شکل وصورت... اپنے معاملات... اپنی معاشرت اور اپنا ہر قول وعمل سنوارنے کی فکر کریں... سیرت طیبہ کا یہی اہم پیغام ہے... اللہ تعالیٰ نے اپنے

Marfat.com

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لیے مبعوث فرمایا کہ تا قیامت ان کی پاکیزہ سیرت کو اپنایا جائے...آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے کرنے والے تو بہت ہیں...

لیکن جو اصل کام ہے...یعنی سیرت طیبہ کو اپنانا اور اپنی پوری زندگی کو سنت کے سانچے میں ڈھالنا...ایسا کرنے والے باہمت کم ہی لوگ ہیں...

ربیع الاوّل کے حوالہ سے ہم سب اس عہد کی تجدید کریں...کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے...کہ ہم اپنے کسی مسلمان بھائی کے دل کو توڑنے کا ذریعہ نہ بنیں...بلکہ دلوں کو جوڑنے والے بنیں...ہم اپنی زندگی میں سیرت طیبہ کے کسی گوشے کو بھی زندہ کرلیں تو بصد غنیمت ہے...اور پھر آہستہ آہستہ اپنی زندگی کے ہر موقع پر ہر لمحہ میں مسنون اعمال کو رواج دیں...تاکہ ہم دُنیا بھر میں جہاں کہیں بھی جائیں... ہمارا کردار لوگوں کو دین اسلام کے قریب کرنے کا ذریعہ بنے...اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ اطاعت...اور اتباع سنت سے بھی آراستہ فرمائے...آمین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ چند خصلتیں مجھ کو من جانب اللہ عطا کی گئیں... سوائے حضرت مریم کے اور کسی عورت کو نہیں عطا کی گئیں اور خدا کی قسم میں بطور فخر نہیں کہتی یعنی اللہ کی نعمت کو بیان اور ظاہر کرنا مقصود ہے وہ خصلتیں یہ ہیں...

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں فرمایا...

(۲) نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا اور آپ کو دکھا کر کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں اللہ کا حکم ہے کہ آپ ان سے نکاح کریں...

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے تھے...

(۴) اور جو شخص آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا میں اس کی بیٹی ہوں

(۵) آسمان سے میری برائت میں متعدد آیتیں نازل ہوئیں اور میں طیبہ اور پاکیزہ پیدا کی گئی اور طیب اور پاکیزہ کے پاس ہوں اور اللہ نے مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا...

Marfat.com

(۶) میں نے جبریل کو دیکھا میرے سوا آپ کی ازواج میں سے کسی نے جبریل کو نہیں دیکھا...

(۷) جبریل آپ پر وحی لے کر آتے تھے اور میں آپ کے پاس ایک لحاف میں ہوتی تھی... میرے سوا اور کہیں اس طرح وحی نازل نہیں ہوئی...

(۸) میری باری کے دو دن اور دو رات تھے اور باقی ازواج کی باری ایک دن اور ایک رات تھی... ایک دن اور ایک رات تو خود حضرت عائشہ کی باری کا تھا ہی اور دوسرا دن حضرت سودہ کی باری کا تھا جو انہوں نے سن رسیدہ ہو جانے کی وجہ سے حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا...

(۹) انتقال کے وقت آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا...

(۱۰) وفات کے بعد میرے حجرے میں مدفون ہوئے...

حضرت صدیقہؓ کی فقیہانہ اور عالمانہ تحقیقات اور فاضلانہ تقریر کو دیکھ کر حضرت موسیٰ بن طلحہؒ نے فرمایا کہ میں نے صدیقہ عائشہؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ نہیں دیکھا... (رواہ الترمذی) (معارف مفتی اعظم)

وفات

۹ سال آنحضرت کی زوجیت میں رہیں... جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ کی عمر ۱۸ سال کی تھی... اڑتالیس سال آپ کے بعد زندہ رہیں... اور ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق دیگر ازواج مطہرات کے پہلو میں رات کے وقت بقیع میں دفن ہوئیں...

وفات کے وقت ۶۶ سال کی عمر تھی... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی... قاسم بن محمدؒ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن ابی عتیق اور حضرت زبیر کے دونوں صاحبزادے عروہ اور عبداللہ ان لوگوں نے آپ کو قبر میں اتارا...

Marfat.com

واقعۂ اِفک

اِفک کا معنیٰ اور مطلب

اِفک ، انتہائی درجہ کا جھوٹ، اِفک کا لغوی معنیٰ ہے موڑ دینا ، اُلٹ دینا، حضرت عائشہؓ پر تہمت کو افک اس وجہ سے فرمایا کہ آپ اپنی پاک دامنی اور شرافتِ نفس کی وجہ سے تعریف اور دعا کی مستحق تھیں، صدیقِ اکبرؓ کی بیٹی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں... مسلمانوں کی ماں تھیں ہر طرح کی تعظیم وتکریم آپ کی واجب تھی ، پس اس کے برعکس جس نے آپ کے اوپر تہمت لگائی اس نے (گویا) حقیقت کو ہی اُلٹ دیا... یہ قلبِ حقیقت ہو گیا... (تفسیر مظہری)

سفر میں حضرت عائشہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا

واقعۂ افک یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کا واقعہ غزوہ بنی المصطلق ۵ھ کے سفر سے واپسی کے وقت پیش آیا... اس سفر میں عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں... چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے ہودج میں سوار کی جاتی تھیں اور جب اتاری جاتیں تو ہودج سمیت ہی اتاری جاتیں اور ہودج پر پردے لٹکے رہتے تھے... واپسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک مقام پر قیام کیا... لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا گیا...

قافلہ سے پیچھے رہ جانا

حضرت عائشہ قضاء حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئیں... جب لوٹنے لگیں تو ہار ٹوٹ گیا جو نگینوں کا تھا... ان نگینوں کے جمع کرنے میں دیر ہو گئی... قافلہ تیار تھا... ہودج

Marfat.com

کے پردے چھٹے ہوئے تھے... لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ ام المومنین محمل میں ہیں... محمل کو اونٹ پر رکھ کر کوچ کر دیا اس وقت عورتیں عموماً دبلی پتلی ہوتی تھیں اور خاص کر عائشہ صدیقہ صغیرۃ السن ہونے کی وجہ سے اور بھی دبلی پتلی تھیں اس لئے سوار کرتے وقت لوگوں کو محمل کے ہلکے ہونے کا کچھ خیال نہ آیا... لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا... جب ہار لے کر لشکر گاہ میں واپس آئیں تو یہاں کوئی بھی نہ تھا... سب روانہ ہو چکے تھے... یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر مجھ کو نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کے لئے آدمی روانہ فرمائیں گے... اسی جگہ چادر لپیٹ کر لیٹ گئیں اسی میں نیند آ گئی...

قافلے کے نگران کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لینا

صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کے لئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آ گئے دیکھتے ہی عائشہ صدیقہ کو پہچان لیا... پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا... اس وقت دیکھتے ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا... عائشہ صدیقہ کی ان کی آواز سے آنکھ کھل گئی... فوراً چادر سے منہ ڈھانپ لیا... عائشہ صدیقہ فرماتی

خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے انا للہ کے میں نے کوئی کلمہ سنا... (غالباً حضرت صفوان نے بآواز بلند اسی لئے انا للہ کہا تا کہ ام المومنین بیدار ہو جائیں اور خطاب وکلام کی نوبت نہ آئے... چنانچہ نہیں آئی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قافلہ میں پہنچنا

حضرت صفوان نے اپنا اونٹ لا کر ام المومنین کے قریب بٹھلا دیا ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ صفوان نے اونٹ سامنے کر کے خود پیچھے ہٹ گئے آھ... ام المومنین سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان مہار پکڑ کر روانہ ہوئے... یہاں تک کہ لشکر میں جا پہنچے...

Marfat.com

منافقوں کی تہمت تراشی

عین دو پہر کا وقت تھا... عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین نے دیکھتے ہی واہی تباہی بکنا شروع کر دیا جس کو ہلاک اور برباد ہونا تھا وہ ہلاک اور برباد ہوا...

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیمار ہونا

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئیں ایک مہینہ بیماری میں گزرا... افتراء پرداز اور طوفان اٹھانے والے اسی چرچہ میں تھے... مگر حضرت عائشہؓ کو اس کا مطلق علم نہ تھا... مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تلطف اور مہربانی میں کمی آ جانے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں مبذول رہی دل کو خلجان اور تردد تھا کہ کیا بات ہے کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں مجھ سے دریافت نہیں فرماتے... آپ کی اس بے التفاتی سے میری تکلیف میں اور اضافہ ہوتا تھا...

تہمت کی خبر ہونا

ایک بار شب کو میں اور ام مسطح قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلے... عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے... راستہ میں ام مسطح نے اپنے بیٹے مسطح کو برا کہا... حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو کیوں برا کہتی ہو جو بدر میں حاضر ہوا... ام مسطح نے کہا اے بھولی بھالی تم کو قصہ کی خبر نہیں... عائشہؓ صدیقہ نے فرمایا کیا قصہ ہے... ام مسطح نے سارا قصہ بیان کیا... یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت ہو گئی... سعید بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ سنتے ہی لرزہ سے بخار چڑھ آیا... معجم طبرانی میں باسناد صحیح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں میں جا کر گرا دوں... بغیر قضاء حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہو گئی...

Marfat.com

والدین کے گھر جانا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تا کہ ماں باپ کے ذریعہ سے اس واقعہ کی تحقیق کروں...آپ نے مجھ کو اجازت دے دی...میں اپنے ماں باپ کے یہاں آ گئی اور اپنی ماں سے کہا اے ماں تم کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں... ماں نے کہا اے بیٹی تو رنج نہ کر دنیا کا قاعدہ ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حسد کرنے والی عورتیں اس کے پیچھے پڑ جاتی ہیں...میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں اس کا چرچہ ہے...ہشام کی روایت میں ہے میں نے کہا کیا میرے باپ کو بھی اس کا علم ہے' ماں نے کہا ہاں...

صدمہ اور اس کا اثر

ابن اسحاق کی روایت میں ہے میں نے کہا اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچہ ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا...یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چیخیں نکل گئیں...ابوبکر بالا خانہ پر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے...میری چیخ کی آواز سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہوگئی...یہ سن کر ابوبکرؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں...اور مجھ کو اس شدت سے لرزہ آیا کہ میری والدہ ام رومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے...تمام شب روتے گزری ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھمتے تھے اسی طرح صبح ہوگئی...

حضرت اسامہ کی حضور کو رائے دینا

جب نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا...حضرت اسامہ نے عرض کیا...یا رسول اللہ وہ آپ کے اہل ہیں جو آپ کی شایان شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں...

Marfat.com

ان کی عصمت وعفت کا پوچھنا ہی کیا... آپ کے حرم محترم کی طہارت ونزاہت تو اظہر من الشمس ہے... اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر حضور کو ہمارا ہی خیال معلوم فرمانا ہے تو یہ عرض ہے جہاں تک ہم کو معلوم ہے آپ کے اہل اور ازواج مطہرات میں ہم نے سوائے خیر اور خوبی نیکی اور بھلائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں...

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج وغم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا: یا رسول اللہ، اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ اگر گھر کی لونڈی سے دریافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتا دیگی... یعنی آپ مجبور نہیں مفارقت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لونڈی سے تحقیق فرمالیں وہ آپ سے بالکل سچ سچ بتلا دے گی (اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے خانگی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے...

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا بیان

آپ نے بریرہ کو بلوایا... مقسم کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو بلا کر آپ نے یہ فرمایا کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، بریرہ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں... چھپانا نہیں (ورنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بذریعہ وحی بتلا دے گا) بریرہ نے کہا ہاں چھپاؤں گی نہیں... آپ دریافت فرمائیں... آپ نے فرمایا کیا تو نے عائشہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے... بریرہ نے کہا نہیں...

بخاری میں ہے کہ آپ نے بریرہ سے فرمایا اے بریرہ اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شے ایسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا تو بتلا... بریرہ نے کہا:...

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہ کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی صرف یہ کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہے... آٹا گندھا

Marfat.com

ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری کا بچہ آ کر اسے کھا جاتا ہے یعنی وہ تو اس قدر غافل اور بے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں وہ دنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے...

مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ سے یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اول خدا کی حمد وثناء کی اور بعد ازاں عبداللہ بن ابی کا ذکر کر کے یہ ارشاد فرمایا...اے گروہ مسلمین...کون ہے کہ جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے...خدا کی قسم میں نے اپنے اہل سے سوائے نیکی اور پاک دامنی کے کچھ نہیں دیکھا اور علیٰ ہذا جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا...

یہ سن کر سردار اوس سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر برادران خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیل حکم کریں گے...سعد بن عبادہ سردار خزرج کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ہم پر تعریض کر رہے ہیں کہ اہل افک قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آ گیا جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں اس کی تصریح ہے...اور سعد بن معاذ کو مخاطب بنا کر کہا خدا کی قسم تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے (یعنی اگر ہمارے قبیلہ کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے...)

سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو مخاطب بنا کر کہا تم غلط کہتے ہو...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو قتل کا حکم دیں گے تو ہم ضرور قتل کریں گے اگرچہ وہ شخص قبیلہ خزرج کا ہو یا کسی قبیلہ کا ہو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا...اور کیا تو منافق ہے جو منافقین کی طرف سے مجادلہ اور جوابدہی کرتا ہے...اسی طرح گفتگو تیز ہو گئی...قریب تھا کہ دونوں قبیلے لڑ پڑیں...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو خاموش کیا...

Marfat.com

حضرت عائشہ کی صدمہ سے حالت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ دن بھی تمام کا تمام روتے ہوئے گزرا ایک منٹ کے لئے آنسو نہیں تھمتا تھا... رات بھی اسی طرح گزری... میری اس حالت سے میرے ماں باپ کو یہ گمان تھا کہ اب اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا... جب صبح ہوئی تو بالکل میرے قریب آ کر بیٹھ گئے... اور میں رو رہی تھی... اتنے میں انصار میں سے ایک عورت آ گئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دینا

ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گئے... اس واقعہ کے بعد سے کبھی آپ میرے پاس آ کر نہیں بیٹھے تھے... وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا... بیٹھ کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد یہ فرمایا... اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھ کو ضرور بری کرے اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہو گئے... آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دو باپ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں... پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا' ماں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہو گئی ہے کہ اگر میں یہ

Marfat.com

کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کرلوں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین کرو گے اور رو کر میں نے یہ کہا خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہ کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں... بس میں وہی کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا... فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اور یہ کہہ کر بستر پر جا کر لیٹ گئی... اور اس وقت قلب کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو بری فرمائیں گے لیکن یہ وہم وگمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی...

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی... کہ جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی...

ہاں یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب کے میری برأت بتلادی جائے گی... اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ واقعۃً وحی الٰہی کے آثار نمودار ہوئے... باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینہ کے قطرات ٹپکنے لگے...

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا خدا کی قسم میں بالکل نہیں گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں بالکل بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے... لیکن میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی جان نہ نکل جائے ان کو یہ خوف تھا کہ مبادا وحی اس کے موافق نہ نازل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں ابوبکر کا یہ حال تھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ

Marfat.com

نا معلوم آسمان سے کیا حکم نازل ہوتا ہے جو پھر قیامت تک نہیں ٹل سکے گا اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور اطمینان کو دیکھ کران کو ایک گونہ امید ہوتی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مبارک

سوائے عائشہ صدیقہ کے سارا گھر اسی خوف ورجا اور امید وبیم میں تھا کہ وحی آسمانی کا نزول ختم ہوا اور چہرۂ انور پر مسرت وبشاشت کے آثار نمودار ہوئے مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منور کو پونچھتے ہوئے حضرت عائشہ کی طرف متوجہ ہوئے پہلا کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا... بشارت ہو تجھ کو اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری برات نازل کی... میری والدہ نے کہا اے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کر میں نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری برأت نازل کی کسی کا شکر نہ کروں گی...

آیات برأت

بعد ازاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں...

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ... لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِھِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ھٰذَا اِفْکٌ مُّبِیْنٌ لَوْلَا جَآءُ وْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ... فَاِذْلَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَاللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْہِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِذْتَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَاللّٰہِ عَظِیْمٌ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَیُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ... وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ

Marfat.com

اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ... وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ وَاَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے لئے خیر ہے ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور جو اس طوفان کے بڑے حصہ کا متولی بنا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے...اس بات کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے متعلق نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ پس جبکہ یہ لوگ گواہ نہ لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جبکہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر لانا ہی زیبا نہیں...تم کو یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ سبحان اللہ...یہ تو بہتان عظیم ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے...اور اللہ علیم اور حکیم ہے تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو نہ معلوم کیا مصیبت آتی...اور بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور رحیم ہے...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا والد ماجد سے شکوہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات برأت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور صدیق اکبر نے اپنی لخت جگر کی عصمت وعفت طہارت ونزاہت پر اللہ عزوجل کی شہادت کو سن لیا تو اٹھے اور عفت مآب اور عصمت جناب بیٹی کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا...بیٹی نے کہا اے باپ پہلے سے تم نے مجھ کو کیوں نہ معذور اور بے قصور سمجھا...

Marfat.com

صدیق اکبر نے (جس کے رگ وپے میں صدق اور راستی سرایت کر چکی تھی... صدق اور سچائی کے جبل عظیم اور کوہ گراں تھے... بڑے سے بڑا حادثہ اور سخت سے سخت صدمہ بال برابر بھی ان کو جادۂ صدق سے ہٹا نہیں سکتا تھا) اس وقت بیٹی کو یہ جواب دیا کہ جو دلوں کی الواح (تختیوں) پر کندہ کر لینے کے قابل ہے... کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کونسی زمین مجھ کو اٹھائے اور تھامے جبکہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہوں جس کا مجھ کو علم نہ ہو...

سب کے سامنے آیات برأت کی تلاوت

بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے مکان سے مسجد تشریف لائے اور مجمع عام میں خطبہ دیا اور عائشہ صدیقہ کی برأت میں نازل شدہ آیات کی سب کے سامنے تلاوت فرمائی...

فتنہ کا بانی اور اس میں مبتلا ہونے والے

اس فتنہ کے بانی مبانی تو اصل میں منافقین تھے بحمد اللہ مسلمانوں میں کوئی اس میں شریک نہ تھا... صرف دو تین مسلمان اپنی سادہ لوحی اور بھولے پن کی وجہ سے منافقین کے دھوکہ میں آ گئے... جن کے نام حسب ذیل ہیں... مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابت' حمنہ بنت جحش... ان پر حد قذف جاری کی گئی... اسی اسی درے مارے گئے اور اپنی غلطی سے تائب ہوئے... عبداللہ بن ابی کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں دی گئی اس لئے کہ وہ منافق تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی حد جاری کی گئی...

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کا معاملہ

مسطح' حضرت صدیق اکبر کے خالہ زاد بھائی تھے... عسرت اور تنگدستی کی وجہ سے صدیق اکبر ان کو خرچ دیتے تھے... مسطح نے اس قصہ میں شرکت کی اس لئے ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کو کبھی خرچ نہ دوں گا... اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی...

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی

Marfat.com

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا... اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ... وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور: ۲۲)

جو لوگ تم میں سے فضیلت والے اور وسعت والے ہیں ان کو چاہیے کہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اہل قرابت اور مساکین اور مہاجرین کی اعانت نہ کریں گے... ان کو چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے...

شان صدیقی

جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو سنائی تو یہ کہنے لگے... بلی واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی کیوں نہیں... خدا کی قسم البتہ تحقیق میں اس کو بہت ہی زیادہ محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمائے...

اور مسطح پر بدستور خرچ دینا شروع کر دیا اور قسم کھائی کہ واللہ مسطح کا خرچ کبھی بند نہ کروں گا... معجم طبرانی میں ہے کہ جتنا پہلے دیتے تھے اس سے دگنا دینے لگے...

اس آیت کریمہ یعنی وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ کے نازل کرنے سے صدیق اکبر کو تنبیہ مقصود تھی کہ مقام صدیقیت اور دائرۂ کمال سے قدم باہر نہ نکلے... غلطی اور خطا کی وجہ سے اگرچہ مسطح کا وظیفہ بند کر لینا جائز ہو مگر مقام صدیقیت کا مقتضی یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے ابوبکر صدیق اس اشارہ کو سمجھ گئے اور گزشتہ کے اعتبار سے مسطح کا وظیفہ دگنا کر دیا مسطح سے اگرچہ غلطی اور لغزش ہوئی کہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر بیٹھے مگر چونکہ بدریین میں سے تھے جن کے متعلق حکم خداوندی یہ نازل ہو چکا ہے... اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم اس لئے حق تعالیٰ نے بحق بدریت مسطح کی شفاعت فرمائی کہ اے ابوبکر تم اہل فضل میں سے ہو اور مسطح اہل بدر میں سے ہے... لہذا تم اس کے وظیفہ میں کمی نہ کرنا اور مسطح سے جو غلطی ہو گئی ہے اس کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف کرے گا... یہ آیت صدیق اکبر کی فضیلت کی صریح دلیل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ حق تعالیٰ ان کو اولو الفضل یعنی صاحب فضل فرمایا ہے...

Marfat.com

اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

پیدائش اور نام ونسب

حضرت حفصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں... والدہ کا نام زینب بن مظعون رضی اللہ عنہا ہے... حضرت حفصہ بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں... جس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے...

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا... جنگِ احد میں انہیں کچھ گہرے زخم آئے، انہی زخموں کی وجہ سے ان کی شہادت ہوئی تو سن 3 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 55 سال اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 22 برس تھی... نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 8 سال رہیں اور سن 41 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 60 برس تھی... (تاریخ اسلام ص:42)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا معاملہ

جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئیں تو آپ کے والد محترم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی شادی کی فکر لاحق ہوئی... چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور ان سے کہا: اگر تم چاہو تو تمہارا نکاح حفصہ سے کردوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں اس معاملے میں غور کرلوں، لیکن کئی راتوں

Marfat.com

کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا... اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ سے کر دوں؟ لیکن وہ خاموش رہے... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ غصہ آیا... اس طرح کئی راتیں گزر گئیں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا...

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا: تم مجھ سے بہت ناراض ہوئے ہو گے، جب کہ تم نے مجھ سے حفصہ سے نکاح کرنے کو کہا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بالکل! یہی بات ہے... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جواب صرف اس لئے نہ دیا کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کیساتھ نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا... اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح نہ فرماتے تو پھر میں ان سے ضرور نکاح کر لیتا... (جمع الفوائد)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی نیکی کا ثمرہ

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق رجعی دے دی، اسی دوران میں ان کے دو ماموں حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے... دیکھا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں اور فرما رہی ہیں: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی... کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ حفصہ کی طلاق سے رجوع فرما لیجئے، کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی اور پرہیزگار ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی... (طبقات ابن سعد 84\4)

Marfat.com

اُم المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حضرت خدیجہ کے انتقال کے کچھ ہی روز بعد حضرت سودہ آپکے نکاح میں آئیں... یہ بھی اشراف قریش میں سے تھیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے... سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی...

لوئی بن غالب پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلسلۂ نسب مل جاتا ہے والد کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ ہے... انصار میں سے قبیلۂ بنی النجار کی تھیں... ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں...

حلیہ ومزاج: حضرت سودہ کا قد لانبا اور بدن بھاری تھا... مزاج میں ظرافت تھی کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتیں...

پہلا نکاح اور بیوگی

پہلا نکاح ان کے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا... صحابہ نے جب دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو سودہ اور سکران بھی ان مہاجرین میں تھے... جب مکہ واپس ہوئے تو راستہ میں سکران کا انتقال ہو گیا... ایک بیٹا عبدالرحمٰن نامی یادگار چھوڑا... عبدالرحمٰن مشرف باسلام ہوئے اور جنگ جلولہ میں شہید ہوئے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے انتقال سے نہایت غمگین اور پریشان تھے... ایک دن خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

Marfat.com

عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خدیجہ کے نہ ہونے سے پریشان دیکھتی ہوں... آپ نے فرمایا ہاں بال بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام سب اسی سے تھا... خولہ نے کہا کیا میں آپ کے لئے کہیں پیام نہ دوں... آپ نے فرمایا مناسب ہے اور عورتیں ہی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں... آپ نے فرمایا کس جگہ پیام دینے کا خیال ہے خولہ نے کہا اگر کنواری سے نکاح کرنا چاہیں تو آپ کے نزدیک تمام مخلوق میں جو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کی بیٹی عائشہ سے نکاح فرمائیں اور اگر بیوہ سے چاہیں تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے جو آپ پر ایمان لائی اور آپ کا اتباع کیا... آپ نے فرمایا دونوں جگہ پیام دیدو... خولہ اول سودہ کے پاس گئیں اور کہا مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا پیام دے کر بھیجا ہے... سودہ نے کہا مجھ کو کوئی عذر نہیں مگر میرے باپ سے اس کا تذکرہ کرلو اور جاہلیت کے طریقہ پر ان کو سلام کرنا خولہ کہتی ہیں کہ میں ان کے باپ کے پاس پہنچی اور جاہلیت کے طریقہ پر انعم صباحاً کہا پوچھا کون ہے... میں نے کہا خولہ ہوں... آپ نے مرحبا کہہ کر دریافت کیا کہ کیسے آنا ہوا... میں نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا آپ کی بیٹی سے پیام لے کر آئی ہوں... آپ نے سن کر کہا ہاں بیشک وہ شریف کفو ہیں... لیکن معلوم نہیں کہ سودہ کی کیا رائے ہے... میں نے کہا وہ بھی آمادہ ہے... چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نکاح پڑھا گیا...

حضرت سودہ کے بھائی عبداللہ بن زمعہ کو جو اس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے... جب انکو اسکا علم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی جب مشرف باسلام ہوئے تو اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوئے اور جب کبھی اس کا خیال آجاتا تو یہ کہتے کہ میں اس روز بڑا ہی نادان تھا کہ جس روز میں نے اپنے سر پر اس وجہ سے خاک ڈالی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بہن سے نکاح فرمایا...

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کے لئے ایثار

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا...

حضرت سودہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اپنی زوجیت میں رہنے دیجئے... میری تمنا یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ کو آپ کی ازواج میں اٹھائے اور چونکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اس لئے اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کئے دیتی ہوں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمایا...

وفات: ماہ ذی الحجہ ۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے اخیر زمانہ خلافت میں وفات پائی... بعض کہتے ہیں کہ ۵۴ھ میں وفات پائی... واقدی نے اسی کو راجح قرار دیا ہے...

خواب میں بشارت

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں تو آپ نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر انکی گردن کو چھوا ہے، یہ خواب انہوں نے اپنے خاوند سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا... حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں انتقال کر جاؤں گا اور تیرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا... پھر ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ سوئی ہوئی ہیں اور آپ پر چاند ٹوٹ کر گرا ہے... یہ خواب بھی آپ نے اپنے خاوند سے بیان کیا... انہوں نے کہا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ میں تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کر جاؤں گا...

چنانچہ اسی رات حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑے اور تھوڑے دنوں کے بعد ان کا انتقال ہوگیا... پھر کچھ عرصے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا... (طبقات ابن سعد 8\56)

Marfat.com

کمال جذبہ اطاعت

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبوی کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھیں... اطاعت وفرمانبرداری تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے بعد گھر میں بیٹھنا... حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے بھی نہ گئیں... فرماتی تھیں: میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گھر میں ہی بیٹھوں گی... (مسند احمد 6\324)

سادگی اور سخاوت

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت میں سادگی تھی، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے پاس درہموں سے بھرا ہوا تھیلا بھیجا، آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے بتایا کہ یہ درہم ہیں، تو حیران ہو کر فرمایا: ارے! کھجوروں کی طرح تھیلے میں درہم... پھر انہوں نے وہ سارے درہم تقسیم کر دیے... (الاصابۃ 4\339)

Marfat.com

اُم المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

خاندان: حضرت صفیہ حیی بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی تھیں... حیی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا... ماں کا نام ضرہ تھا...

پہلا نکاح

پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا... سلام کے طلاق دے دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا... کنانہ غزوہ خیبر میں مقتول ہوا...

گرفتاری' آزادی اور حرم نبوی میں شمولیت

غزوۂ خیبر ہی میں ان کا خاوند قتل ہوا اور یہ گرفتار ہوئیں.. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور یہی ان کا مہر قرار پایا.. خیبر سے چل کر آپ مقام صہبا میں اترے، جو خیبر سے ایک منزل ہے وہاں پہنچ کر عروسی فرمائی اور یہیں ولیمہ فرمایا...

عجیب شان کا ولیمہ

ولیمہ عجب شان سے ہوا... چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا گیا اور حضرت انس سے فرمایا کہ اعلان کر دو کہ جس کے پاس جو کچھ سامان جمع ہو وہ لے آئے... کوئی کھجور لایا اور کوئی پنیر اور کوئی ستو لایا اور کوئی گھی لایا... جب اس طرح سامان جمع ہو گیا تو سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھا لیا اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی کچھ نہ تھا... مقام صہبا میں تین

Marfat.com

روز آپ نے قیام کیا اور حضرت صفیہ پردہ میں رہیں ... جب آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو خود حضرت صفیہ کو اونٹ پر سوار کرایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا کہ کوئی دیکھ نہ سکے گویا کہ یہ اعلان تھا کہ حضرت صفیہ ام المومنین ہیں ام ولد نہیں...

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت صفیہ رو رہی ہیں ... فرمایا کیوں روتی ہو کہا کہ عائشہ اور حفصہ مجھ کو چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں زیادہ مکرم اور محترم ہیں... ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کے چچا کی بیٹیاں بھی ہیں...آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو باپ میرے ہارون ہیں اور چچا میرے موسیٰ ہیں اور شوہر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانثاری

ایک بار تمام ازواج مطہرات مرض الوفات میں آپ کے پاس جمع ہوئیں... حضرت صفیہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میری یہ تمنا اور آرزو ہے کہ آپ کے بدلہ میں یہ تکلیف مجھ کو ہو جائے ازواج مطہرات نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا... آپ نے دیکھ لیا اور فرمایا... خدا کی قسم البتہ تحقیق یہ سچی ہے...

اپنے زیور کی تقسیم

سعید بن مسیّب سے مرسلا مروی ہے کہ جب حضرت صفیہ مدینہ آئیں تو آپ کے کانوں میں سونے کا کچھ زیور تھا... اس میں سے کچھ تو حضرت فاطمہ کو دیا اور کچھ اور عورتوں کو... (اخرجہ ابن سعد بہ سند صحیح)

سبحان اللہ... پیغمبر کی زوجیت میں آئیں اور دنیا کا قصہ ختم کیا...

وفات: ماہ رمضان المبارک ۵۰ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں...

Marfat.com

مزید حالات وواقعات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو نکاح ہوئے تھے... پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا، اس نے آپ کو طلاق دے دی تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی حقیق سے ہوا، یہ خیبر کے سردار کا بھتیجا تھا... آپ کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا اور یہ بنو نضیر کا سردار تھا... خیبر کی لڑائی میں آپ کے والد، بھائی اور شوہر سب مارے گئے، تو سن 7 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 59 سال اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی عمر 17 برس تھی... نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 4 سال رہیں اور سن 50 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 60 برس تھی... (تاریخ اسلام ص 45)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آکر گرا ہے... یہ خواب میں نے اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے بہت زور سے میرے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہا: تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے! (الہیثمی 9\251)

خیبر کی لڑائی کے بعد حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک باندی مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرحمت فرما دیا... چونکہ یہ سردار کی بیٹی تھیں... اس لئے لوگوں نے عرض کیا: یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی، صفیہ کو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دل داری ہوگی... اس لئے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاطر خواہ عوض دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا اور آزاد فرما کر آپ سے نکاح کر لیا... بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اختیار دے دیا اور فرمایا: اگر تم اپنی قوم اور ملک میں رہنا چاہو تو آزاد ہو، چلی جاؤ اور اگر میرے پاس میرے نکاح میں رہنا چاہو تو رہو... آپ نے

Marfat.com

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شرک کی حالت میں آپ کی تمنا کرتی تھی، اب مسلمان ہو کر کیسے جا سکتی ہوں! اس سے مراد آپ کا وہ خواب تھا جو آپ نے خیبر کی لڑائی سے پہلے دیکھا تھا... (فضائل اعمال ص: 155)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: خیبر کی لڑائی میں یہودیوں کی شکست کے بعد جب میں گرفتار ہوئی اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ناپسندیدہ انسان کوئی بھی نہ تھا، کیونکہ میرا باپ، شوہر اور دوسرے رشتہ دار قتل ہو چکے تھے... شادی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد اور خاوند کے قتل کی وجوہات بیان فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا: اے صفیہ! تمہاری قوم نے ہمارے ساتھ یہ یہ کیا ہے... آپ فرماتی ہیں: جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی نہ تھا... (الطبرانی، الہیثمی 9\251)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسن اخلاق کا مجسمہ کوئی اور نہیں دیکھا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر سے ایک اونٹنی پر سوار ہوئے، اس وقت مجھے اونگھ آ رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار مجھے جگاتے کہ کہیں میں اونٹ سے گر نہ جاؤں اور فرماتے: اے بنتِ حیی! تھوڑی دیر انتظار کرو، یہاں تک کہ ہم صہبا پہنچ جائیں... (امہات المومنین قدم بہ قدم، عبداللہ فارانی)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت عقل مند، عالمہ اور فاضلہ تھیں... بردباری تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی... آپ میں برداشت کا مادہ بھی بہت تھا... خیبر کی لڑائی کے بعد جب آپ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو آپ کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، لیکن آپ ان کی طرح بالکل نہیں چیخیں، یہاں تک کہ اپنے شوہر کی لاش کو دیکھ کر بھی صبر سے کام لیا... (امہات المومنین قدم بہ قدم، عبداللہ فارانی)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حسن و جمال سے بھی خوب نواز تھا... آپ جب خیبر سے مدینہ منورہ آئیں تو حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر اتاری گئیں... آپکے حسن و جمال کی شہرت سن کر بہت سی انصاری عورتیں آپ کو دیکھنے کیلئے آئیں... (طبقات ابن سعد)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ یہودیوں کے سردار کی بیٹی تھیں، اس لئے شروع ہی سے اپنے چاروں طرف دولت کے انبار دیکھے... اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں فیاضی عطا فرمائی تھی... جب آپ ام المؤمنین بن کر مدینہ منورہ میں آئیں تو آپ کے پاس سونے کے زیورات تھے... آپ نے ان میں سے کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کچھ ان کے ساتھ آنے والی دوسری عورتوں کو تحفے کے طور پر دیے... (الاصابۃ 347\4)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت آخری وقت میں ناساز ہوئی تو آپ نے نہایت حسرت سے کہا: کاش! آپ کی بیماری مجھے لگ جاتی... اس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کی طرف حیرت سے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفیہ سچ کہہ رہی ہے...

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع پر آپ کی دلجوئی فرماتے تھے... ایک سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا... اس سفر میں دوسری ازواج مطہرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں... ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو اونٹ تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ کو دے دو... انہوں نے نہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو ماہ تک ان صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض رہے... (امہات المومنین قدم بہ قدم)

نکاح اور حرم نبوی میں آمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر میں قیدی جمع کئے گئے تو

Marfat.com

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں سے ایک باندی مجھے دے دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا کر لے لو چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو لے لیا تو ایک آدمی نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا نبی اللہ! آپ نے قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دے دی وہ تو آپ ہی کے مناسب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس (صفیہ) کو یہاں لاؤ... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا (اے دحیہ!) تم اس کی جگہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور ان سے شادی کر لی... (اخرجہ ابوداؤد واخرجہ البخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خیبر گئے... جب خیبر کا قلعہ اللہ تعالیٰ نے فتح کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہما کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا... ان کا خاوند قتل ہو چکا تھا اور ان کی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے خاص کر لیا حضور انہیں وہاں سے لے کر چلے جب آپ صہباء کے مقام کے سد نامی پہاڑ کے قریب پہنچے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت فرمائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے چھوٹے دستر خوان پر کھجور گھی اور آٹے کا حلوہ تیار کیا پھر مجھ سے فرمایا اپنے آس پاس کے لوگوں کو خبر کر دو (کہ ولیمہ تیار ہے) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہی ولیمہ تھا پھر ہم وہاں سے مدینہ چلے تو میں نے دیکھا کہ حضور اونٹ کی کوہان پر چادر سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے پردے کا انتظام فرماتے پھر اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا کھڑا کر دیتے جس پر اپنا پاؤں رکھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہوتیں... (عند البخاری)

Marfat.com

اُم المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام ونسب

میمونہ آپ کا نام ہے... باپ کا نام حارث اور ماں کا نام ہند تھا...

نکاح

ماہ ذی قعدہ ۷ ہجری میں جب آپ عمرۂ حدیبیہ کی قضاء کرنے کے لئے مکہ تشریف لائے اس وقت آپ کی زوجیت میں آئیں... ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری بیوی تھیں... جن کے بعد آپ نے پھر کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا... آپ سے پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں... ابورہم کے انتقال کے بعد آپ کی زوجیت میں آئیں... پانچ سو درہم مہر مقرر رہوا... ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ سے پیام دیا تو حضرت میمونہ نے حضرت عباس کو اپنا وکیل مقرر کیا... چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہ سے آپ کا نکاح کر دیا... (رواہ احمد والنسائی)

روایات اس بارہ میں بہت مختلف ہیں کہ نکاح کے وقت آپ محرم تھے یا حلال تھے امام بخاری کے نزدیک یہی راجح ہے کہ نکاح کے وقت آپ محرم تھے...

مکہ سے چل کر آپ مقام سرف میں ٹھہرے اور وہاں پہنچ کر عروسی فرمائی... بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عروسی دونوں مقام سرف ہی میں ہوئے...

وفات

۵۱ ہجری میں مقام سرف میں اسی جگہ انتقال کیا جہاں عروسی ہوئی تھی... اور وہیں

Marfat.com

دفن ہوئیں... عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی... قبر میں عبداللہ بن عباس اور یزید بن اصم اور عبداللہ بن شداد اور عبیداللہ خولانی نے اتارا... تین اول الذکر آپ کے بھانجے تھے اور چوتھے آپ کے پروردہ یتیم تھے...

یہ گیارہ ازواج مطہرات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں رہیں اور امہات المومنین کے لقب سے مشہور ہوئیں اور چند عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن سے آپ نے نکاح تو فرمایا لیکن مقاربت سے پہلے ہی ان کو اپنی زوجیت سے جدا کر دیا... جیسے اسماء بنت نعمان جونیہ اور عمرہ بنت یزید کلابیہ...

حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے اگلے سال ذیقعدہ ۷ ہجری میں عمرہ کے لئے تشریف لے چلے ذیقعدہ وہی مہینہ ہے جس میں ایک سال پہلے مشرکوں نے مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا جب آپ یاجج مقام پر پہنچے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آگے حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن عامریہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شادی کا پیغام دیا....

تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں چنانچہ حضرت عباس نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرف مقام پر آ کر ٹھہر گئے اور مکہ مکرمہ سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا وہاں آ گئیں اور وہاں ان کی رخصتی ہوئی اور اللہ کی عجیب شان جہاں ان کی رخصتی ہوئی تھی وہاں ہی بعد میں ان کا انتقال ہوا... (اخرجہ الحاکم ۴/۳۰)

Marfat.com

مزید حالات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو نکاح ہوئے تھے... پہلا نکاح مسعود بن عمرو سے ہوا، لیکن کسی وجہ سے دونوں میں علیحدگی ہو گئی تھی...اس کے بعد دوسرا نکاح ابورحم سے ہوا، اس کا انتقال ہوا تو سن 7 ہجری میں سرف کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا...نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 59 سال اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 36 برس تھی...نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 3 سال رہیں اور سن 51 ہجری میں بمقام سرف، جہاں نکاح ہوا تھا وہیں وفات پائی...وفات کے وقت آپ کی عمر 81 برس تھی... (تاریخ اسلام ص:46)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی خالہ تھیں...سن 7 ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہنوئی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ میمونہ سے نکاح فرمالیں... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے نکاح فرمالیا... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا...آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنالیا اور انہوں نے آپ کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا...عمرۃ القضاء ادا کرنے کے بعد حدودِ حرم ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا...نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام اتار چکے تھے... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو مقام سرف پر، جو کہ مدینہ منورہ

Marfat.com

کے راستے پر مکہ مکرمہ سے 10 میل پر واقع ہے، قیام فرمایا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر سرف پہنچے... یہیں رسم عروسی ادا ہوئی... (مستدرک الحاکم 4\30)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت عقل منداور دور اندیش تھیں... سفر حج میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں... لوگوں کو 9 ذی الحجہ کو شک ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہے یا نہیں؟ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پیالہ دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی لیا... سب لوگوں نے دیکھ لیا اور اس ترکیب سے پتہ چل گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ نہیں... (ازواج مطہرات حیات وخدمات، ص: 201)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دینی مسائل کی بہت بڑی عالمہ تھیں... ایک مرتبہ ایک عورت نے بیماری کی حالت میں منت مانی تھی کہ شفایاب ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی... اللہ تعالیٰ نے اس کو شفاء دی اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگی... جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی تو آپ نے اس کو سمجھایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرلو، کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے... (ازواج مطہرات حیات وخدمات، ص: 199)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں... وہاں کچھ طبیعت خراب ہوئی تو فرمایا: مجھے مکہ سے لے چلو، کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی... یہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا... چنانچہ مکہ سے روانہ ہوئیں اور جب مقام سرف پہنچیں تو انتقال فرمایا...

(ازواج مطہرات حیات وخدمات، ص: 201) (بحوالہ اسلامی نظریہ تعدد ازواج)

Marfat.com

اُم المؤمنین سیدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

پیدائش اور نام ونسب

رملہ آپ کا نام اور ام حبیبہ آپ کی کنیت تھی... ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار کی بیٹی تھیں والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا... جو حضرت عثمان کی پھوپھی تھیں... بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں...

نکاح' اسلام اور ہجرت حبشہ

پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا ام حبیبہؓ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں اور ان کے شوہر بھی اسلام لے آئے اور دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں جا کر ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا اور اسی کے نام پر ام حبیبہ کنیت رکھی گئی اور پھر اسی کنیت سے مشہور ہوئیں...

چند روز کے بعد عبیداللہ بن جحش تو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا... مگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا برابر اسلام پر قائم رہیں...

خواب اور بیوگی

ام حبیبہ کہتی ہیں کہ عبیداللہ کے نصرانی ہونے سے پہلے اس کو نہایت بری اور بھیانک شکل میں خواب میں دیکھا بہت گھبرائی جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ عیسائی ہو

Marfat.com

چکا ہے... میں نے یہ خواب بیان کیا (کہ شاید متنبہ ہو جائے) مگر کچھ توجہ نہیں کی اور شراب وکباب میں برابر منہمک رہا... حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال ہو گیا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی کے نام پیغام

چند روز کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یا ام المومنین کہہ کر آواز دے رہا ہے جس سے میں گھبرائی عدت کا ختم ہونا تھا کہ یکا یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچا... ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبشہ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر ام حبیبہ مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم بطور وکیل نکاح پڑھوا کر میرے پاس بھیج دو...

نجاشی کا بطور وکیل آپکا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا

نجاشی نے اپنی باندی ابرہ کو ام حبیبہ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک والا نامہ اس مضمون کا یعنی پیام کا آیا ہے اگر تم کو منظور ہو تو اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنا لو... ام حبیبہؓ نے اس پیام کو منظور کیا... اور خالد بن سعید بن العاص اموی کو اپنا وکیل مقرر کیا اور اس بشارت اور خوشخبری کے انعام میں ہاتھوں کے دونوں کنگن اور پیروں کی پازیب اور انگلیوں کے چھلے جو سب نقرئی تھے ابرہ کو دے دیئے... جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفر اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خود خطبۂ نکاح پڑھا... وہ خطبہ یہ ہے...

الحمد للّٰہ الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار اشھد ان لآالٰہ الا اللّٰہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ' و انہ الذی بشربہ عیسیٰ بن مریم صلی اللّٰہ علیھما وسلم

اما بعد... فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کتب الی ان ازوجہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فاجبت الیٰ مادعا الیہ رسول اللّٰہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصدقتھا اربعمأته دینار

حمد ہے خداوند قدوس اور خدائے غالب اور عزیز اور جبار کی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندہ اور رسول برحق ہیں...اور آپ وہی نبی ہیں جن کی عیسےٰ بن مریم صلے اللہ علیہما وسلم نے بشارت دی ہے...

امابعد...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کردوں...میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کردیا اور چارسو دینار مہر مقرر کیا ہے...

اوراسی وقت وہ چارسو دینار خالد بن سعید اموی کے حوالے کردیئے اس کے بعد خالد بن سعید کھڑے ہوئے اور یہ تقریر فرمائی...

الحمد للّٰہ احمدہ واستعینہ' واستغفرہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ' و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون...

اما بعد... فقد اجبت الی مادعا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زوجت ام حبیبہ بنت ابی سفیان فبارک اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...

الحمدللہ...میں اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں اوراس سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور رسول برحق ہیں...جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین برحق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو...

Marfat.com

امابعد میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیام کو قبول کیا اور آپ سے ام حبیبہ کا نکاح کر دیا... اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے...

ولیمہ

لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا... نجاشی نے کہا کہ ابھی بیٹھئے... حضرات انبیاء کی سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد ولیمہ بھی ہونا چاہئے...

چنانچہ کھانا آیا اور دعوت سے فارغ ہو کر سب رخصت ہوئے مہر کی رقم جب حضرت ام حبیبہ کے پاس پہنچی تو ابرہ کو بلا کر پچاس دینار اور دیئے ابرہ نے یہ پچاس دینار اور وہ زیور جو پہلے دیا گیا تھا یہ کہہ کر سب واپس کر دیا کہ بادشاہ نے مجھ کو تاکید کر دی ہے کہ آپ سے کچھ نہ لوں... اور آپ یقین کیجئے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو ہو چکی ہوں اور اللہ عزوجل کے لئے دین اسلام کو قبول کر چکی ہوں اور آج بادشاہ نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا کہ ان کے پاس جو خوشبو اور عطر ہو اس میں سے ضرور آپ کے پاس ہدیہ بھیجیں... چنانچہ دوسرے روز ابرہ بہت سا عود اور عنبر وغیرہ لے کر آپ کے پاس آئی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آمد

ام حبیبہ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ عود اور عنبر سب رکھ لیا اور اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی... اس کے بعد ابرہ نے کہا کہ میری ایک درخواست ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا اسلام کہہ دینا اور یہ عرض کر دینا کہ میں آپ کے دین کی پیرو ہو گئی ہوں... میری روانگی تک ابرہ کا یہ حال رہا کہ جب آتی تو یہی کہتی کہ دیکھو میری درخواست کو بھول نہ جانا چنانچہ جب مدینہ پہنچی تو یہ تمام حالات اور واقعات آپ سے بیان کئے... آپ مسکراتے رہے اخیر میں ابرہ کا سلام پہنچایا آپ نے فرمایا وعلیہا السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

Marfat.com

انتقال

۴۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا اور بعض کہتے ہیں کہ دمشق میں انتقال ہوا مگر صحیح یہی ہے کہ مدینہ منورہ میں انتقال ہوا...

کل عمر

چونکہ بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں لہذا اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی اور وفات کے وقت ۷۴ سال کی تھی...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آخری گفتگو

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ نے انتقال کے وقت مجھ کو بلایا اور کہا کہ باہم سوکنوں میں جو کچھ پیش آتا ہے وہ تم کو معلوم ہے... جو کچھ ہوا ہو وہ معاف کرنا... اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے... میں نے کہا سب معاف ہے... اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے... ام حبیبہؓ نے فرمایا اے عائشہ تم نے مجھ کو خوش کیا... اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے اور پھر ام سلمہ کو بلایا اور ان سے بھی یہی گفتگو ہوئی...

دینی غیرت وحمیت کا عجیب واقعہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سیرت کے ساتھ حسن صورت سے بھی نوازا تھا... آپ میں ایمانی غیرت، دینی حمیت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حد درجہ تھی... یہی وجہ ہے کہ ہجرتِ حبشہ کے وقت آپ نے اپنے باپ تک کو چھوڑ دیا اور شوہر کے مرتد ہو جانے کے باوجود خود ایمان واسلام پر ڈٹی رہیں... فتح مکہ سے پہلے آپ کے والد ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، صلح کی مدت میں اضافے کے لئے جب مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے ان کے گھر آئے...

Marfat.com

اندر داخل ہونے کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر لپیٹ دیا...

ابوسفیان دھک سے رہ گئے اور ناراض ہو کر بولے: یہ کیا بیٹی! تم نے بستر کیوں لپیٹ دیا؟ تو نے بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں؟

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ اللہ کے رسول کا بستر ہے، اس پر ایک مشرک نہیں بیٹھ سکتا جو شرک کی نجاست سے آلودہ ہو... یہ سن کر ابوسفیان کو غصہ آ گیا اور بولے: اللہ کی قسم تو میرے بعد شر میں مبتلا ہو گئی ہے...

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: میں شر میں نہیں بلکہ کفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کے نور اور ہدایت کی روشنی میں داخل ہو گئی ہوں اور حیرت ہے کہ آپ قریش کے سردار ہو کر پتھروں کو پوجتے ہیں، جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں... (الاصابۃ 4\298)

پیکر صبر و رضا

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی متبع شریعت تھیں... جب آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو تین دن بعد آپ نے خوشبو منگوائی، جس میں زردی تھی... پھر وہ خوشبو اپنے لباس، جسم اور اپنے رخساروں پر لگائی اور فرمایا: کسی عورت کے لئے جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتی ہو، حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ شوہر کے مرنے پر چار ماہ دس دن سوگ کرے... (ازواج مطہرات حیات وخدمات ص179)

Marfat.com

اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری

حضرت زینب بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں... یعنی آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں...

پہلا نکاح اور طلاق

آپ کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ کے متبنٰی اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں باہمی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے زید نے ان کو طلاق دے دی... حضرت چونکہ موالی میں سے تھے... اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک نہایت شریف اور معزز خاندان سے تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور عرب کا یہ دستور تھا کہ موالی (آزاد کردہ غلاموں) سے مناکحت کو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے... اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب سے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کا پیغام دیا تو حضرت زینب اور ان کے بھائی نے صاف انکار کر دیا... اس پر یہ آیت نازل ہوئی...

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ... وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

اس آیت میں مومن سے عبداللہ بن جحش یعنی حضرت زینب کے حقیقی بھائی مراد ہیں اور مومنہ سے خود حضرت زینب مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ کسی مومن اور مومنہ

Marfat.com

کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دے تو اس پر راضی نہ ہوں... اس آیت کے نزول کے بعد یہ دونوں راضی ہو گئے اور خدا کے حکم کے موافق زینب کا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا... نکاح تو ہو گیا مگر گھر میں باہم لڑائی ہوتی اور موافقت مزاجی نہ ہوئی اور زید ہمیشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زینب کی بے اعتنائی کا شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ میں زینب کو چھوڑ دیتا ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید کو طلاق دینے سے منع فرماتے...

جب بار بار یہ جھگڑے پیش آتے رہے تو آپ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر زید نے زینب کو طلاق دیدی تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے ممکن نہیں کہ میں خود اس سے نکاح کروں... لیکن جاہلوں اور منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ یہ لوگ یہ طعنہ دیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی کو گھر میں رکھ لیا... یعنی اس سے نکاح کر لیا... حالانکہ لے پالک یعنی متبنیٰ کسی طرح بیٹے کے حکم میں نہیں اور عرب میں مدت سے یہ ایک بڑا دستور چلا آ رہا تھا کہ جس کو منہ بولا بیٹا بنالیں اس کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنے کو غایت درجہ معیوب سمجھتے تھے... خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس بری رسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور عمل سے توڑ دیں اور آپ کو بذریعہ وحی آسمانی مطلع کر دیا گیا کہ زید کے طلاق دینے کے بعد زینب آپ کی زوجیت میں آئے گی تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کا وہ حکم نہیں کہ جو صلبی بیٹے کی بیوی کا حکم ہے...

غرض یہ کہ آپ کو بذریعہ وحی کے مطلع کر دیا گیا کہ زینب تمہارے نکاح میں آئے گی... مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدباطنوں کے طعن و تشنیع کے خیال سے کہ یہ طعنہ دیں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا... شرم کے مارے اس پیشگوئی کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اس کو دل ہی میں پوشیدہ رکھا اور خیال کیا کہ خدا کی خبر بالکل حق اور صدق ہے... اپنے وقت آنے پر خود ظاہر ہو جائے گی... نیز خدا تعالیٰ کی طرف سے فی الحال اس پیشگوئی کے اظہار اور اعلان کا بھی کوئی حکم اور

Marfat.com

اشارہ نہ تھا اس لئے آپ نے اس امر تکوینی کو تو دل میں مخفی رکھا اور تشریعی طور پر زید کو یہ مشورہ دیتے رہے کہ زینب کو طلاق نہ دینا اس لئے کہ شریعت کا حکم یہی ہے کہ شوہر کو یہی مشورہ دیا جائے کہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور بیوی کی بے اعتنائی اور چیرہ دستی پر صبر کرو اگر کسی کو بذریعہ وحی اور الہام یہ معلوم ہو جائے کہ تکوینی طور پر آئندہ چل کر یہ ماجرا پیش آنے والا ہے اور قضاء وقدر میں یہ مقدر ہو چکا ہے تو فی الحال تشریعی حکم کا اتباع کرنا ہوگا... قضاء وقدر اپنے وقت پر خود ظاہر ہو جائے گی... آخر کار ایک دن زید نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تنگ آ گیا ہوں اور طلاق دیدی ہے... آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

حضرت انس سے مروی ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ہی کو حکم دیا کہ تم خود جا کر زینب سے میرے نکاح کا پیغام دو (تا کہ یہ امر خوب واضح ہو جائے کہ یہ جو کچھ ہوا وہ زید کی رضامندی سے ہوا ہے) حضرت زید آپ کے نکاح کا پیغام لے کر زینب کے گھر گئے اور دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوئے... (حالانکہ حجاب اور پردہ کا حکم ابھی نازل نہ ہوا تھا مگر یہ ان کا کمال تقویٰ تھا) اور کہا اے زینب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے... حضرت زینب نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتی جب تک میں اپنے پروردگار عز وجل سے مشورہ یعنی استخارہ نہ کرلوں... اسی وقت اٹھیں اور گھر میں جو ایک جگہ مسجد کے نام سے عبادت کے لئے مخصوص کر رکھی تھی وہاں جا کر مشغول استخارہ ہو گئیں...

چونکہ حضرت زینب نے اس بارہ میں کسی مخلوق سے مشورہ نہیں کیا بلکہ خدائے عز وجل سے مشورہ چاہا اور اسی سے خیر طلب کی کیونکہ وہی اہل ایمان کا ولی ہے... اس

Marfat.com

لئے خدائے عزوجل نے اپنی خاص ولایت سے آسمان پر فرشتوں کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے کر دیا... آسمانوں میں تو اعلان ہو ہی گیا... اب ضرورت ہوئی کہ زمین پر بھی اس کا اعلان ہو چنانچہ جبریل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے... فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

پس جب زید زینب سے اپنی حاجت پوری کر چکے اور ان کو طلاق دے دی تو اے نبی کریم ہم نے زینب کا نکاح تم سے کر دیا... اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے گھر تشریف لے گئے اور بلا اذن داخل ہوئے... ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ یہ آیتیں نازل ہوئیں جب وحی کا نزول ہو چکا تو آپ مسکراتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کون ہے کہ جو جا کر زینب کو بشارت سنائے... اور اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اخیر تک یہ آیتیں آپؐ نے ہم پر تلاوت فرمائیں... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیتیں تلاوت فرما چکے تو مجھ کو یہ خیال آیا کہ حضرت زینب میں جمال تو تھا ہی اب وہ اس بات پر بھی فخر کریں گی کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا...

چونکہ حضرت زینب کو اس حکم ربانی اور وحی آسمانی کی خبر پہنچ چکی تھی اس لئے اس اطلاع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں بغیر اذن کے داخل ہوئے کیونکہ زوجنا کہا... نکاح آسمانی کا یہ اعلان اور حضرت کا اطلاع کے بعد قولاً اور عملاً اس کو قبول کر لینا اور سجدۂ شکر بجالانا اور پیغام نکاح حضرت زید کے ذریعہ پہلے ہی جا چکا تھا یہ رسمی نکاح سے بڑھ کر نکاح ہے... گھر میں داخل ہونے کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے چونکہ حضرت زینب کا اصلی نام برہ تھا... تو یہی کہا کہ میرا نام برہ ہے... آپ نے بجائے برہ کے زینب نام تجویز کیا...

نکاح کا سنہ اور عمر

حافظ ابن سید الناس فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۴ھ میں آپ کی

Marfat.com

زوجیت میں آئیں اور بعض کہتے ہیں ۵ ہجری میں آپ سے نکاح ہوا... نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۵ سال کی تھی... مہر چار سو درہم مقرر ہوا...

ولیمہ

چونکہ یہ نکاح اللہ عزوجل نے اپنی خاص ولایت سے فرمایا اور پھر اس کے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل فرمائیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کے ولیمہ میں خاص اہتمام فرمایا... چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام نہیں فرمایا... جس قدر کہ حضرت زینب بنت جحش کے ولیمہ میں فرمایا ایک بکری ذبح فرمائی اور لوگوں کو مدعو کیا اور پیٹ بھر کر لوگوں کو گوشت اور روٹی کھلائی...

ولیمہ کے موقعہ پر نازل ہونے والی آیات

لوگ کھانا کھا کر چلے گئے مگر تین آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے... آپ نے شدۃ حیاء کی وجہ سے زبان سے تو کچھ نہیں فرمایا لیکن مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ سمجھ جائیں اور حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف لے گئے... حضرت عائشہ نے آپ کو مبارکباد دی یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں...

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ... اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ... وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ... ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر جبکہ تم کو اذن دیا جائے کھانا کھانے کے لئے درآنحالیکہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو... لیکن تم کو بلایا جائے کہ اب کھانا تیار ہو گیا تو آجاؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں مت

Marfat.com

لگ جاؤ اس سے خدا کے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ کہنے سے شرماتے ہیں اور اللہ کو حق بات کے کرنے سے کوئی حجاب نہیں اور اگر تم بیبیوں سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو... اس میں تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی طہارت اور صفائی ہے...

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں کہ یا رسول اللہ میں تین وجہ سے آپ پر ناز کرتی ہوں...

(۱) میرے اور آپ کے جدامجد ایک ہی ہیں... یعنی عبدالمطلب ' ایک روایت میں ہے کہ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں... اس کا بھی مطلب وہی ہے...

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح مجھ سے آسمان پر فرمایا...

(۳) جبریل امین اس بارہ میں کوشش کرتے رہے...

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ زینب بنت جحش مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی ہیں... رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وہ میری ہم پلہ تھیں میں نے ان سے زیادہ کسی عورت کو دیندار اور خدا سے زیادہ ڈرنے والی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور سب سے زیادہ صدقہ اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی... اور نہ ان سے زیادہ محنت کر کے صدقہ کرنے والی اور اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنے والی عورت کو دیکھا...

عبادت کا خاص ذوق

عبادت کا خاص ذوق تھا... نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھیں... چنانچہ جس وقت زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام لے کر گئے فوراً نماز استخارہ میں مشغول ہوگئیں... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ مال فئے مہاجرین پر تقسیم فرما رہے تھے کہ درمیان میں حضرت زینب بول پڑیں... حضرت عمر نے جھڑک دیا... آنحضرت نے فرمایا اے عمر تم ان کو رہنے

Marfat.com

دو... یعنی زینب سے کچھ تعرض مت کرو... انھا اواھة تحقیق یہ بڑی اواہ ہیں...

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اواہ کے کیا معنی آپ نے فرمایا کہ اواہ کے معنی خاشع اور متضرع کے ہیں... اور یہ آیت تلاوت فرمائی... اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ تحقیق ابراہیم بڑے بردبار اور نرم دل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں

تقویٰ وزہد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب پہلی مرتبہ حضرت زینب کا سالانہ نفقہ بھیجا تو یہ سمجھیں کہ یہ سب ازواج مطہرات کا ہے اور یہ فرمایا اللہ عمر کی مغفرت فرمائے... بہ نسبت میرے وہ زیادہ تقسیم کرنے پر قادر تھا... لوگوں نے کہا یہ سب آپ کا ہے حضرت زینب نے فرمایا... سبحان اللہ اور اپنے اور اس مال کے درمیان میں کپڑے کا ایک پردہ ڈال دیا ہے... تاکہ وہ مال نظر نہ آئے کیونکہ وہ اجنبی اور نامحرم ہے...

اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ اس کو ایک طرف ڈال دو اور ایک کپڑا اس پر ڈھانک دو اور فرمایا کہ اس کپڑے کے نیچے سے مٹھی بھر کر فلاں یتیم کو دے آؤ اور پھر مٹھی بھر فلاں کو دے آؤ... جب اس طرح وہ مال تقسیم ہوتا رہا اور برائے نام کچھ باقی رہ گیا تو برزہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے آخر ہمارا بھی اس مال میں کچھ حق ہے... آپ نے فرمایا اچھا جو اس کپڑے کے نیچے ہو وہ تم لے لو برزہ کہتی ہیں جب میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو پچاسی درہم تھے جب مال سب تقسیم ہو چکا تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی... اے اللہ اس سال کے بعد عمر کا وظیفہ مجھ کو نہ پائے... چنانچہ سال گزرنے نہ پایا تھا کہ انتقال ہو گیا... ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینب کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم تھے... جو صرف ایک سال کے لئے لیا... جب وہ بارہ ہزار درہم بیت المال سے آپ کے پاس آئے تو بار بار کہتی تھیں...

اے اللہ یہ مال سال آئندہ میرے پاس نہ آئے تحقیق یہ بڑا فتنہ ہے... اور یہ کہہ کر اسی وقت تمام مال اپنے اقارب اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا... حضرت عمر کو جب اطلاع ہوئی تو یہ فرمایا کہ کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے خیر

Marfat.com

اور بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے... فوراً ایک ہزار درہم اور روانہ کئے اور سلام کہلا کر یہ پیغام بھیجا کہ وہ آپ نے خیرات کر دیا... یہ ایک ہزار آپ اپنی ضرورتوں کے لئے رکھ لیں ...حضرت زینب نے وہ ایک ہزار بھی اسی وقت تقسیم کر دیئے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنی ازواج مطہرات سے یہ فرمایا کہ تم میں سب سے جلد مجھے وہ ملے گی جس کا ہاتھ تم میں سب سے زیادہ لانبا ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ سخاوت اور فیاضی کی طرف تھا لیکن ازواج مطہرات نے اس کو ظاہر پر محمول کیا چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات جب جمع ہوتیں تو باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتیں کہ کس کا ہاتھ لانبا ہے... حضرت زینب جو قد میں چھوٹی تھیں جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تب معلوم ہوا کہ حضرت زینب کا ہاتھ صدقہ اور خیرات میں سب سے لانبا تھا کیونکہ وہ اپنے دست و بازو سے کماتی تھیں چمڑا رنگنے کا کام جانتی تھیں اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ سب خدا کی راہ میں خیرات کر دیتی تھیں...

پہلے سے کفن کی تیاری

کفن بھی زندگی ہی میں تیار کر لیا تھا... قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے... غالباً عمرؓ بھی میرے لئے کفن بھیجیں گے... ایک کفن کام میں لے آنا اور دوسرا صدقہ کر دینا... چنانچہ حضرت عمرؓ نے وفات کے بعد پانچ کپڑے خوشبو لگا کر کفن کے لئے بھیجے... حضرت عمر ہی کے بھیجے ہوئے کفن میں ان کو کفنایا گیا اور وہ کفن جو خود حضرت زینب نے تیار کر رکھا تھا ان کی بہن حمنہ نے صدقہ کر دیا...

وفات

سن بیس ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا... حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ

Marfat.com

پڑھائی انتقال کے وقت پچاس یا ترپین سال کی عمر تھی اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا تھا اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین

افسوس آج ایسی عورت گزر گئی جو بڑی پسندیدہ اوصاف والی اور عبادت گزار اور یتیموں اور بیواؤں کا ٹھکانہ تھی...

مزید حالات

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ایک روز یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ وفات پا گئی ہیں... فوراً سجدے میں چلے گئے... ساتھیوں نے پوچھا: جناب! یہ سجدہ کا کیا موقعہ تھا؟ جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اذا رایتم ایۃً فاسجدوا (جب تم کوئی بڑی نشانی دیکھو، تو سجدے میں گر جاؤ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی وفات سے بڑی نشانی کیا ہو سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کسی نیک بخت خاتون کا حضور کے عقد میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی گزارنے کے بعد دار الفناء سے دار البقاء کو منتقل ہو جانا، ایۃ من ایات اللہ ہے بالخصوص حضرت زینب بنت جحشؓ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ زوجیت میں منسلک ہونا ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہے... زوجنکھا کے قرآنی لفظ نے تمام ازواج مطہرات میں ان کا سر افتخار بلند کر دیا ہے... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ازواج مطہرات میں بی بی زینب ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک چاہت اور قدر و منزلت کے لحاظ سے میری ہمسری کرتی تھیں... میں نے کوئی عورت دین کے معاملہ میں زینب سے بہتر، زیادہ خدا ترس، راست باز، قرابت داری کا لحاظ کرنے والی، مخیرؔ اور قرب الٰہی کے عمل میں زیادہ کوشاں نہیں دیکھی، بس مزاج میں کچھ تیزی تھی، اگر کوئی بات ہو جاتی تو فوراً اصلاح کر لیتی تھیں... (مسلم شریف ص ۲۸۵ ج ۲)

Marfat.com

اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

ام سلمہ آپ کی کنیت تھی... ہند آپ کا نام تھا ابوامیہ قریشی مخزومی کی بیٹی تھیں... ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا...

پہلا نکاح اور اسلام

پہلا نکاح اپنے چچازاد بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا... انہی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں اور انہی کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر وہاں سے مکہ واپس آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی...

بیوگی

ابوسلمہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے... غزوۂ احد میں بازو پر ایک زخم آیا ایک مہینہ تک اس کا علاج کرتے رہے زخم اچھا ہو گیا یکم محرم الحرام ۴ھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسلمہ کو ایک سریہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا... ۲۹ روز کے بعد واپس ہوئے واپسی کے بعد وہ زخم پھر جاری ہو گیا... اسی زخم سے ۸ جمادی الآخری ۴ھ میں انتقال کیا...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک بار میرے شوہر ابوسلمہ گھر میں آئے اور کہا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سن کر آیا ہوں جو میرے نزدیک دنیا اور

Marfat.com

مافیہا سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ انا للہ الخ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے...

اللّٰھم عندک احستب مصیبتی ھٰذہ اللّٰھم اخلفنی فیھا بخیر منھا

اے اللہ میں تجھ سے اپنی اس مصیبت میں اجر کی امید رکھتا ہوں اے اللہ تو مجھ کو اس کا نعم البدل عطا فرما... تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا...

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ابوسلمہ کے انتقال کے بعد یہ حدیث مجھ کو یاد آئی جب دعا پڑھنے کا ارادہ کیا تو یہ خیال آیا کہ مجھ کو ابوسلمہ سے بہتر کون ملے گا... مگر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا اس لئے پڑھ لیا... چنانچہ اس کا یہ ثمرہ ظاہر ہوا کہ عدت گزرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کا پیام دیا جن سے دنیا میں کوئی بھی بہتر نہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کا پیام دیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے چند عذر پیش کئے...

(۱) میرا سن زیادہ ہے... (۲) میں عیالدار ہوں... یتیم بچے میرے ساتھ ہیں...
(۳) میں بہت غیور ہوں... (مبادا آپ کو میری وجہ سے کوئی ناگواری پیش آئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میرا سن تم سے زیادہ ہے اور تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہیں اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ غیرت (یعنی وہ نازک مزاجی اور شک کا مادہ جس کا تم کو اندیشہ ہے) تم سے جاتی رہے گی... چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور ویسا ہی ہوا...

ماہ شوال ۴ھ میں آپ سے نکاح ہوا تو شوال کا آخر تھا کچھ راتیں باقی تھیں...
حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں کچھ سامان بھی دیا جس کی قیمت دس درہم تھی...

ابن اسحاق راوی ہیں کہ ایک بستر بھی دیا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک رکابی اور ایک پیالہ اور ایک چکی دی...

Marfat.com

حسن و جمال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو مجھ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے بہت رشک ہوا...

فہم و فراست

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فضل اور کمال حسن اور جمال فہم اور فراست عقل اور دانائی مسلم تھی... حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہدی ذبح کرنے اور حلق کرانے کا تین بار حکم دیا... مگر کسی نے نہ ہدی ذبح کی اور نہ سر منڈایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب خبر ہوئی تو فرمایا... یا رسول اللہ صحابہ اس صلح سے بہت افسردہ دل ہیں آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں... آپ اپنی ہدی ذبح کر لیں اور حلق کرا لیں چنانچہ آپ کا ہدی ذبح کرنا تھا کہ صحابہ نے فوراً اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کر لیا اور حلق بھی کرا لیا... یہ عقدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رائے اور مشورہ سے حل ہوا...

وفات

سن وفات میں بہت اختلاف ہے امام بخاری تاریخ کبیر میں فرماتے ہیں کہ ۵۸ھ میں انتقال کیا... واقدی کہتے ہیں کہ ۵۹ھ میں انتقال کیا... ابن حبان کہتے ہیں کہ ۶۱ھ میں انتقال کیا جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی ابو نعیم کہتے ہیں ۶۲ھ میں انتقال کیا... حافظ عسقلانی نے اصابہ اور تقریب میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے بعد میں حضرت ام سلمہ نے انتقال فرمایا... حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی انتقال کے وقت ۸۴ سال کی عمر تھی...

پہلے شوہر کے دونوں بیٹوں عمر اور سلمہ نے اور عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی امیہ اور عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں...

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت اُم سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میری عدت پوری ہو گئی تو

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا میں نے انہیں انکار کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کا پیغام دے کر ایک آدمی بھیجا میں نے اس سے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دو کہ مجھ میں غیرت کا مضمون بہت زیادہ ہے اور میرے بچے بھی ہیں اور میرا کوئی سرپرست یہاں موجود نہیں ہے (اس آدمی نے جا کر یہ باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا کر ام سلمہ سے کہہ دو کہ تم نے جو کہا ہے کہ مجھ میں غیرت کا مضمون بہت زیادہ ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا یہ غیرت (کی زیادتی) جاتی رہے گی اور تم نے جو کہا ہے کہ میرے بچے بھی ہیں تو تمہارے بچوں کا بھی انتظام ہو جائے گا اور تم نے جو کہا ہے کہ میرا کوئی سرپرست یہاں نہیں ہے تو تمہارا کوئی موجود یا غیر حاضر سرپرست (مجھ سے شادی کرنے پر) ناراض نہیں ہوگا (اس آدمی نے جا کر حضرت ام سلمہ کو یہ باتیں بتائیں) اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو اور میری شادی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دو چنانچہ اس نے میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کر دی... (اخرجہ النسائی)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی (ابوسلمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور دودھ شریک بھائی تھے... حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد سن 4 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 56 سال اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 24 برس تھی... نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 7 سال رہیں اور سن 59 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 59 برس تھی... ازواج مطہرات میں سب

Marfat.com

سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی... (تاریخ اسلام ص:43)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میرے شوہر ابوسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے میرے ہاں آئے اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے، جس سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا... تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ضرور عطا فرماتے ہیں... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کی اس بات کو یاد رکھا، چنانچہ جب ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو میں نے یہ عمل کیا، دعا تو میں نے پڑھ لی، لیکن دل میں یہ خیال آتا رہا کہ ابوسلمہ سے بہتر مجھے کون مل سکتا ہے! جب میری عدت ختم ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دے دیا، تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ سے بہتر خاوند عطا فرمایا... (مسلم ح:918، فتح الباری 2\335، البدایۃ والنہایۃ 4\91)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے محبت والفت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب میری بیٹی زینب پیدا ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے شادی کا پیغام دیا... میں نے کہا: کیا مجھ جیسی عورت کا بھی نکاح ہوسکتا ہے؟ میری عمر اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ اب میرا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا اور مجھ میں غیرت بھی بہت ہے اور میرے بچے بھی ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عمر میں تم سے بڑا ہوں اور تمہاری غیرت کو اللہ تعالیٰ دور کردے گا اور تمہارے بچے اللہ اور اس کے رسول کے حوالے... تو میں راضی ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ازراہِ شفقت فرمایا: زناب کہاں ہے؟ زینب کو لاؤ... (پیار کی وجہ سے زناب فرمایا)... (طبقات ابن سعد 8\93، الاصابۃ 4/459)

Marfat.com

شوہر کی مختصر جامع تعریف

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جامع کلام فرماتی تھیں... ایک مرتبہ چند صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرون خانہ زندگی کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں... آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن یکساں ہے... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے واقعہ بیان کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کہا... (ازواج مطہرات حیات وخدمات ص148)

حسن تدبیر سے شوہر کو تسلی

حضرت ام سلمہ بہت بہترین مشورہ دینے والی اور لوگوں کی فطرت کا صحیح اندازہ لگانے والی خاتون تھیں... صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح نامے کی لکھائی سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم فرمایا، کیونکہ معاہدے کی رو سے سب لوگوں کو بغیر عمرہ کئے واپس لوٹنا تھا... اس معاہدے کی شرائط ظاہری طور پر مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھیں، اس وجہ سے مسلمان بہت غمگین تھے... وہ اس قدر غم زدہ تھے کہ کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا... اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج محسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں تشریف لے آئے، وہاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات آپ کو بتائی تو آپ نے عرض کیا: مسلمانوں کو یہ صلح بہت ناگوار گزری ہے، اس لئے وہ بہت رنجیدہ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کی، آپ کسی سے کچھ نہ کہیں اور باہر نکل کر قربانی کر کے اپنا سر منڈوالیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشورے پر عمل کیا، جب صحابہ نے یہ دیکھا تو وہ بھی کھڑے ہوگئے اور اپنے قربانی کے جانور ذبح کرنے کے بعد ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے... اس وقت ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا... (بخاری)

Marfat.com

کمال خدمت کا جذبہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتی تھیں... حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام تھے، درحقیقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے... آپ نے انہیں اس شرط پر آزاد کیا کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم باحیات رہیں، ان کی خدمات کرنا تمہارے لئے لازمی ہے... (مسند احمد)

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین نکاح ہوئے تھے... پہلا نکاح طفیل سے اور دوسرا نکاح عبیدہ سے، یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے... ان کے بعد تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد تھے... حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو اسی سال سن 3 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 55 سال اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 30 برس تھی... نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف 2 یا 3 ماہ رہنے پائی تھیں کہ آپ کا انتقال ہو گیا... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد صرف آپ ہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 30 برس تھی... (تاریخ اسلام ص:42)

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ غریبوں اور مسکینوں کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اس لئے آپ ''اُم المساکین'' کی کنیت سے مشہور ہو گئیں... (الاصابۃ)

Marfat.com

اُم المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام اور لقب

زینب آپ کا نام تھا... چونکہ آپ بہت سخی اور فیاض تھیں اس لئے ایام جاہلیت ہی سے ام المساکین کہہ کر پکاری جاتی تھیں... باپ کا نام خزیمۃ بن الحارث ہلالی تھا...

پہلا نکاح و بیوگی

پہلا نکاح عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا...۳ھ میں عبداللہ بن جحشؓ غزوۂ احد میں شہید ہوئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

عدت گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا... پانچ سو درہم مہر مقرر رہوا...

وفات

نکاح کے دو تین ہی مہینے گزرے تھے کہ انتقال ہو گیا... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں... انتقال کے وقت ۳۰ سال کی عمر تھی...

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حضرت خدیجہ کے انتقال کے کچھ ہی روز بعد حضرت سودہ آپکے نکاح میں آئیں...

Marfat.com

یہ بھی اشراف قریش میں سے تھیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے...سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی...

لوئی بن غالب پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلسلۂ نسب مل جاتا ہے والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ ہے...انصار میں سے قبیلۂ بنی النجار کی تھیں...ابتداءِ نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں...

حلیہ ومزاج

حضرت سودہ کا قد لانبا اور بدن بھاری تھا...مزاج میں ظرافت تھی کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتیں...

پہلا نکاح اور بیوگی

پہلا نکاح ان کے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا...صحابہ نے جب دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو سودہ اور سکران بھی ان مہاجرین میں تھے...جب مکہ واپس ہوئے تو راستہ میں سکران کا انتقال ہو گیا...ایک بیٹا عبدالرحمٰن نامی یادگار چھوڑا...عبدالرحمٰن مشرف باسلام ہوئے اور جنگ جلولہ میں شہید ہوئے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے انتقال سے نہایت غمگین اور پریشان تھے...ایک دن خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خدیجہ کے نہ ہونے سے پریشان دیکھتی ہوں...آپ نے فرمایا ہاں بال بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام سب اسی سے تھا...خولہ نے کہا کیا میں آپ کے لئے کہیں پیام نہ دوں...آپ نے فرمایا مناسب ہے اور عورتیں ہی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں...آپ نے فرمایا کس جگہ پیام دینے کا خیال ہے خولہ نے کہا اگر کنواری سے نکاح کرنا چاہیں تو آپ کے نزدیک تمام مخلوق میں جو سب سے زیادہ

Marfat.com

محبوب ہے اس کی بیٹی عائشہ سے نکاح فرمائیں اور اگر بیوہ سے چاہیں تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے جو آپ پر ایمان لائی اور آپ کا اتباع کیا... آپ نے فرمایا دونوں جگہ پیام دیدو... خولہ اول سودہ کے پاس گئیں اور کہا مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا پیام دے کر بھیجا ہے... سودہ نے کہا مجھ کو کوئی عذر نہیں مگر میرے باپ سے اس کا تذکرہ کرلو اور جاہلیت کے طریقہ پر ان کو سلام کرنا خولہ کہتی ہیں کہ میں ان کے باپ کے پاس پہنچی اور جاہلیت کے طریقہ پر انعم صباحاً کہا پوچھا کون ہے...

میں نے کہا خولہ ہوں... آپ نے مرحبا کہہ کر دریافت کیا کہ کیسے آنا ہوا... میں نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا آپ کی بیٹی سے پیام لے کر آئی ہوں... آپ نے سن کر کہا ہاں بیشک وہ شریف کفو ہیں... لیکن معلوم نہیں کہ سودہ کی کیا رائے ہے... میں نے کہا وہ بھی آمادہ ہے... چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نکاح پڑھا گیا...

حضرت سودہ کے بھائی عبداللہ بن زمعہ کو جو اس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے... جب انکو اسکا علم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی جب مشرف باسلام ہوئے تو اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوئے اور جب کبھی اس کا خیال آجاتا تو یہ کہتے کہ میں اس روز بڑا ہی نادان تھا کہ جس روز میں نے اپنے سر پر اس وجہ سے خاک ڈالی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بہن سے نکاح فرمایا...

Marfat.com

اُم المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث بن ضرار رضی اللہ عنہا

خاندان

حضرت جویریہ بنت حارث بن ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی تھیں...
پہلا نکاح مسافح بن صفوان مصطلقی سے ہوا تھا...جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا...

گرفتاری

اس غزوہ میں جہاں اور بہت سے بچے اور عورتیں گرفتار ہوئے...
ان میں جویریہ بھی تھیں...

آزادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور چار سو درہم مہر مقرر کیا...۵ ہجری میں آپ کی زوجیت میں آئیں اس وقت آپ بیس سال کی تھیں...

وفات

ربیع الاول ۵۰ ہجری میں انتقال کیا...اس وقت آپ کا سن ۶۵ سال تھا مروان بن حکم نے جو اس وقت امیر مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں...

Marfat.com

عبادت کا خاص ذوق

عبادت کا خاص ذوق تھا... عبادت کے لئے مسجد کے نام سے گھر میں ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی... چنانچہ آپ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الصبح تشریف لائے اور میں اپنی مسجد میں مشغول عبادت تھی... آپ واپس چلے گئے قریب نصف النہار کے پھر تشریف لائے اور مجھ کو اسی طرح مشغول عبادت دیکھا... فرمایا کیا تم اس وقت سے اس وقت تک اسی حالت میں ہو... میں نے کہا ہاں... آپ نے فرمایا میں تم کو کچھ کلمات بتلائے دیتا ہوں وہ پڑھا کرو... وہ کلمات یہ ہیں...

سبحان اللہ عدد خلقہ ۳ بار سبحان اللہ رضا نفسہ ۳ بار
سبحان اللہ وزنۃ عرشہ ۳ بار سبحان اللہ مداد کلماتہ ۳ بار

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں نے تیرے بعد چار کلمے تین بار کہے ہیں... اگر ان کو تیری تمام تسبیحوں کے ساتھ تولا جائے جو تو نے صبح سے اس وقت تک پڑھی ہیں تو وہ چار کلمات وزن میں بڑھ جائیں گے... وہ کلمات یہ ہیں...

سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ و رضا نفسہ وزنۃ عرشہ و مداد کلماتہ

مزید حالات وواقعات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اپنے قبیلے کے ایک شخص مسافع بن صفوان مصطلق سے ہوا تھا... آپ کے والد حارث بن ابی فرار قبیلہ مصطلق کے سردار تھے... آپ کے والد اور شوہر دونوں اسلام کے دشمن تھے... آپ کے والد تو بعد میں ایمان لے آئے تھے، مگر آپ کا شوہر کفر کی حالت میں قتل ہوا... اس کے بعد سن 5 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا... نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 57 سال اور حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 20 برس تھی... نکاح کے بعد آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 5 سال رہیں اور سن 50 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی... وفات کے وقت آپ کی عمر 70 برس تھی... (تاریخ اسلام ص:44)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد نے قریش کے اشارے پر مدینہ منورہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو لے کر قبیلہ بنی مصطلق کی طرف روانہ ہوئے... ازواج مطہرات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے اچانک دشمن پر حملہ آور ہوئے اور اتنا زوردار حملہ کیا کہ دشمن حملے کی تاب نہ لا سکے... ان کے دس مرد قتل ہوئے اور باقی مرد، عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے... بہت سا مال غنیمت بھی ہاتھ لگا... ان میں سردار حارث کی بیٹی "برّہ" یعنی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں... جب مال غنیمت تقسیم کیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں... لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے 4 اوقیہ سونے پر مکاتبت کر لی... آپ کے پاس اتنا سونا نہیں تھا کہ ادا کر سکیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور گزارش پیش کی... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتبت ادا کر دی اور آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح فرما لیا... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا... (البدایۃ والنہایۃ 4\159)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ آور ہونے سے تین رات پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا یثرب کا چاند چل کر میری گود میں آ گیا ہے، میں نے یہ خواب کسی کو بھی نہیں بتایا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، جب ہم قید ہوئیں تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی امید ہو گئی، چنانچہ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے نکاح فرمالیا...(البدایۃ والنہایۃ 4\159)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت حسین تھیں، چہرے پر ملاحت تھی، کہتے ہیں کہ جو نگاہ پڑ جاتی تھی اٹھتی نہ تھی...(الترغیب والترہیب 3\98)

تین کلمات.... جن کے پڑھنے کا بے انتہا ثواب ہے

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے علی الصباح باہر تشریف لے گئے، اس وقت میں اپنے مصلے پر تھی، پھر چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد آپؐ تشریف لائے، اس وقت میں اسی نماز کی جگہ بیٹھی ہوئی تھی جہاں آپؐ نے مجھے چھوڑا تھا، آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم اس وقت سے لے کر اب تک اسی حالت پر ہو، جس پر میں نے تم کو چھوڑا تھا؟ عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں، تم نے جس قدر بھی آج (مسلسل دو تین گھنٹے تک ذکر کیا ہے اگر اس کے مقابلہ میں ان کلمات کو تولا جائے تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہو جائے گا وہ چار کلمات یہ ہیں جن کو تین مرتبہ پڑھا...

(۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ... (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رِضَا نَفْسِہٖ... (۳) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ زِنَۃَ عَرْشِہٖ... (۴) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ... (مشکوٰۃ ص ۲۰۰... بحوالہ مسلم)

حضرت جویریہ کیسے ام المومنین بن گئیں؟

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں جو پہلے یہودی تھے، بعد میں اسلام قبول کیا، شعبان ۵ھ میں بنو المصطلق سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا اس غزوہ میں بنو المصطلق نے شکست کھائی ان کے دس آدمی مارے گئے اور بہت بھاری تعداد میں مسلمانوں کے ہاتھ قیدی آ گئے ان قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں... جنگ میں جو قیدی ہاتھ آئیں اسلام کے قانون

Marfat.com

کے مطابق امیر المؤمنین کی صوابدید پران کو غلام اور باندی بنایا جا سکتا ہے...

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ قید ہو کر آئی تھیں، اس لئے یہ بھی تقسیم میں آ گئیں یعنی حضرت ثابت بن قیسؓ یا ان کے چچازاد بھائی کو دے دی گئیں... حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے باندی بن کر رہنا پسند نہ کیا اور اپنے آقا سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کا معاملہ کر لیا... ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، (ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ چاندی کا ہوتا تھا...۱۲) کتابت اس کو کہتے ہیں کہ باندی اور غلام کا آقا سے اس طرح معاملہ ہو جائے کہ مخصوص اور متعین رقم آقا کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں...

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کتابت کا معاملہ کر کے دربار رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا کہ میں سردار قوم حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں اور میں نے کتابت کا معاملہ کر لیا ہے اور میں آپؐ سے مدد چاہتی ہوں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اس سے بہتر راہ نہ بتا دوں؟ عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا یہ کہ تمہاری طرف سے میں مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، عرض کیا یا رسول اللہ مجھے منظور ہے... چنانچہ آپؐ نے ان کی طرف سے مال ادا فرما دیا اور اس طرح ان کو آزاد کرا کر ان سے نکاح فرما لیا...

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا بے مثال ادب

جب آپؐ نے ان سے نکاح فرما لیا تو سارے مدینہ میں خبر گونج گئی، ان کی قوم اور خاندان کے سینکڑوں غلام اور باندی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں موجود تھے... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مبارک نکاح کی خبر پھیلتے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس احترام کے پیش نظر کہ اب تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہو گئے... یہ تمام غلام اور باندی آزاد کر دیئے... حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو بھی نہ کی تھی، مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اور خاندان والوں کو آزاد کر دیا جس کی خبر میرے چچا کی لڑکی نے مجھے دی... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو

Marfat.com

جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تو اس کی وجہ سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہو گئے....

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرا کے ان سے اپنا نکاح کر لیا تو حضرت جویریہؓ کے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا "میری بیٹی معزز ہے جسے قیدی بنا کر رکھنا گوارا نہیں ہے لہٰذا آپ اسے چھوڑ دیجئے...." آپؐ نے فرمایا اگر میں اسے اختیار دوں کہ جی چاہے تو چلی جائے اور چاہے تو میرے پاس رہے تو اس کو تم اچھا سمجھتے ہو؟ حارث نے جواب دیا جی ہاں بہت مناسب ہے! اس کے بعد حارث اپنی بیٹی کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو چلی جائے... لہٰذا میرے ساتھ چل! حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا اِخْتَرْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا مسلمان ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ دیکھ کر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جب بنو المصطلق کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے ان کو قید کر لیا جن میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو اس موقع پر ان کے والد کسی طرح فرار ہو گئے اور قید ہونے سے بچ گئے....

بعد میں اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لئے مدینہ منورہ کا رُخ کیا، اور مال دے کر چھڑانے کی نیت سے بہت سے اونٹ ساتھ لے کر چلے... چلتے چلتے ان اونٹوں میں سے دو اونٹ دل کو بہت ہی زیادہ بھا گئے جنہیں عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر باقی اونٹ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری بیٹی آپؐ کے قبضہ میں آ گئی ہے لہٰذا اس کے بدلے یہ اونٹ لے کر اسے چھوڑ دیجئے....

آپؐ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کہاں ہیں جن کو تم عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر آئے

Marfat.com

ہو؟ یہ سنتے ہی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور یہ کہا کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں ان دونوں اونٹوں کے چھپانے کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں تھا... جب آپؐ نے ان کے متعلق خبر دی تو ضرور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹوں اور قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا...

نام بدلنا

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے... حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا آپؐ نے بدل کر جویریہ رکھا (برہ بمعنی نیک ہے اس کو اس لئے تبدیل کیا کہ اسے خودستائی ہوتی ہے، اور نیک ہونے کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے) چونکہ اس کتاب میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی روایت پہلی دفعہ آئی ہے اس لئے ہم نے ان کا تعارف کرا دیا ہے، گو بات لمبی ہو گئی مگر مفید بہت ہے یہ حالات الاصابہ اور الاستیعاب سے ماخوذ ہیں...

یہاں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ایک یہودی عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں آتے ہی کیسی عابدہ اور ذاکرہ بن گئی کہ گھنٹوں مصلے پر بیٹھی ہوئی اللہ سے لو لگا رہی ہے، درحقیقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے مردوں اور عورتوں میں شان عبدیت اُجاگر ہو جاتی تھی اور خالق و مخلوق کا رشتہ بہت مضبوط ہو جاتا تھا... بندے اپنے خالق کو پہچاننے لگتے تھے اور خالق کے احکام کی تکمیل کیلئے مر مٹتے تھے اور دل میں اپنے خالق و مالک کی یاد بساتے تھے اور زبان کو بھی اس کی یاد میں تر رکھتے تھے، آج بھی جو مرد و عورت اتباع سنت کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہیں دل و جان اور لسان و جنان (زبان و دل) سے ذکر الٰہی میں لگے رہتے ہیں...

حدیث شریف سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ کثرت عمل ہی کثرت ثواب کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ بعض مرتبہ تھوڑا عمل بھی بڑے عمل سے بڑھ جاتا ہے جس کا ثواب زیادہ مل جاتا ہے... (تحفہ خواتین)

Marfat.com

حرم نبوی کی دیگر کنیزیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار کنیزیں تھیں...

ا: ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ آپ کی ام ولد ہیں آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انہی کے بطن سے ہیں... ماریہ قبطیہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ نے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں بھیجا تھا... ماریہ قبطیہ نے حضرت عمر کے زمانہ خلافت ۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن ہوئیں...

۲: ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا

ریحانہ... خاندان بنو قریظہ یا بنی نضیر سے تھیں... اسیر ہو کر آئیں اور بطور کنیز آپ کے حضور میں رہیں... حجۃ الوداع کے بعد ۱۰ ہجری میں انتقال کیا... اور بقیع میں دفن ہوئیں اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ان کو آزاد کر کے نکاح فرمایا تھا... واللہ اعلم

۳: نفیسہ رضی اللہ عنہا

نفیسہ اصل میں ام المومنین زینب بنت جحش کی جاریہ تھیں... ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صفیہ کے بارے میں حضرت زینب سے ناراض ہو گئے تھے... دو تین مہینہ تک آپ ناراض رہے... جب آپ راضی ہوئے تو حضرت زینب نے اس خوشی میں اپنی باندی نفیسہ آپ کو ہبہ کر دی تھی...

ان کے علاوہ ایک اور کنیز تھیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا...

Marfat.com

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر اور نکاح

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابو طالب نے اپنے ذمہ رکھے تھے (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۲۲۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درہم کی تھی... (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۱۹)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۴۲۵)

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو دینار تھا جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمہ رکھے تھے (زاد المعاد ج ۱ ص ۲۷)

اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا (ابن ہشام ج ۲ ص ۲۴۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا تو اس میں جو کا کھانا تھا (فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۷) اور حضرت زینب بنت جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور لوگوں کو گوشت روٹی کھلایا گیا... (مشکوٰۃ ص ۲۷۸)

اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس خیبر سے واپسی پر راستے میں سفر ہی میں جو کچھ موجود تھا سب جمع کر لیا گیا اور اکٹھے ہو کر کھا لیا یہی ولیمہ تھا... (مشکوٰۃ ص ۲۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ، وہ خود فرماتی ہیں نہ اونٹ ذبح ہوا

Marfat.com

نہ بکری، بلکہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ آیا تھا، بس وہی ولیمہ تھا (خمیس ج ۱ ص ۳۵۸)

معلوم ہوا کہ بروقت جو میسر ہو احباء واقرباء کو شکرانے میں کھانا کھلا دیا جائے نہ قرض لینے کی حاجت نہ فخریہ دعوت کرنے کی حاجت آسانی کے ساتھ جو ہو جائے یہی ولیمہ مسنونہ ہے...

اور مہر زیادہ مقرر کرنے کی رسم بھی خلاف سنت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے خبردار مہر زیادہ مت مقرر کرو اس لئے کہ اگر یہ کوئی عزت کی چیز ہوتی دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو تمہارے پیغمبر اس کے زیادہ مستحق تھے... مجھ کو معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو تو بارہ اوقیہ سے زیادہ اور بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو... (مشکوٰۃ ص ۲۷۰)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہوئے اور نصف اوقیہ بیس درہم ہوئے تو ساڑھے بارہ اوقیہ ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں اور ۱۰ درہم سات مثقال چاندی ہوتے ہیں تو ۵۰۰ درہم ۳۵۰ مثقال چاندی ہوئے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ۳۵۰ مثقال ۱۵۷۵ ماشہ چاندی ہوئے جس کے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہوتی ہے اس وقت کے لحاظ سے اتنی چاندی کی قیمت لگالیں اس سے زیادہ مہر گو جائز ہے مگر خلاف سنت اور مکروہ ہے... مستحب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سا مہر ٹھہرائے بلکہ ہر شخص کی حیثیت دیکھ کر اس کے موافق مقرر کریں اور تفاخر سے زیادہ مقرر کرنا گو جائز ہے مگر گناہ ہوتا ہے...

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمات

نیک کردار شریک حیات بلاشبہ ایک انمول خزانہ کے مانند ہے... تاریخ بتلاتی

Marfat.com

ہے کہ بعض بڑے نامور لوگوں کی ناموری اور شہرت میں نیک سیرت شریک زندگی (بیوی) کا بھی بڑا دخل رہا ہے....

چنانچہ دُنیا کے سب سے محترم انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب غارِ حرا میں پہلی وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد متوحش و پریشان ہوئے... گھبراہٹ اور پسینہ آلود پیشانی لیے جب گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے' ماتھے کا پسینہ پوچھنے' ہمت و حوصلہ بڑھانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ حق پر ایمان لانے والی' ہمدرد اور غمگسار ہستی اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں... جنہوں نے قدم قدم پر جانثاری کا حق ادا کیا اور اپنی تمام دولت اشاعت اسلام کے لیے وقف کر دی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا ہوئے اس وقت بھی آپ کا سر مبارک زانوئے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہی تھا... وہ اُمت کی مائیں تھیں جنہوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی مشن کے لیے اپنا سب کچھ قربان کیا... خاندانی اہل ثروت والی بعض زوجہ محترمہ بھی تھیں جو اگر چاہتیں تو اس دولت کا سہارا لے کر بڑے عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکتی تھیں مگر انہوں نے زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن کر عسرت کی زندگی کو دولت پر ترجیح دی...

ایک حدیث پاک میں ہے کہ بہترین خزانہ نیک سیرت شریک زندگی ہے کہ جب مرد اس کو دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب شوہر اسے کچھ حکم دے تو وہ دل و جان سے اس کو پورا کرے اور اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو وہ اپنے نفس اور عصمت کی حفاظت' شوہر کے گھر کی حفاظت' نیز بچوں کی بہترین تربیت کرے اور ایسے کسی شخص کو شوہر کی عدم موجودگی میں گھر کے اندر نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو... (نسائی' کتاب النکاح' مسند احمد)

یہ سچ ہے کہ دولت تو صرف مادی ضروریات کی تکمیل کرتی ہے لیکن صالح عورت

Marfat.com

(بیوی) خاندان کو اور گھر کو خوشی اور امن و امان کا گہوارہ بنا دیتی ہے... وہ اپنی شیریں گفتگو اور بلند اخلاق سے گھر کی فضا میں مٹھاس گھول دیتی ہے اور محبت کی خوشبو سارے گھر میں بکھیر دیتی ہے... اس کا بلند اخلاق اور گھر کے سبھی افراد کے ساتھ خوشگوار برتاؤ خاندان کے تمام افراد کے لیے تربیت گاہ بن جاتا ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' پوری کائنات تو عارضی نفع پہنچاتی ہے مگر عورت (بیوی) دائمی خوشی اور خوشگوار زندگی (دُنیا میں عارضی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے) کی ضمانت ہے... کسی دانشور نے اس کو اس انداز سے ثابت کرنے کی کوشش کی جو حکایت کے طور پر درج ذیل ہے جس میں عورتوں کے لیے لائق تقلید درس بھی ہے...

ایک ضعیفہ جو باوجود کبرسنی کے انتہائی خوبصورت اور نورانی چہرہ کی مالکہ تھیں... ان سے کسی جوان شادی شدہ عورت نے اس نورانیت اور خوبصورتی کا راز دریافت کیا... اس معمر عورت نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے "میں نے اپنے ہونٹوں پر ہمیشہ حق کی سرخی لگائی' اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رکھا' جن چیزوں کو اللہ نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے ان سے ہمیشہ پرہیز کیا یعنی پرہیز کا سرمہ استعمال کیا' اپنے ہاتھوں میں عطا (سخاوت وفیاضی) کی مہندی لگائی اور اپنے اعمال پر صبر واستقامت کا پاؤڈر لگایا' اپنے دل پر خدا کی محبت اور اس کا خوف لازم کیا' اپنی عقل پر حکمت و بصیرت کو غالب رکھا اور اپنے نفس پر اللہ کے حکم کے بعد اپنے شوہر کی اطاعت اور خوشنودی کو مقدم جانا... نفس کو اس خیال سے باندھ کر رکھا کہ اللہ تو ہر جگہ ہے اور وہ ہر بات سے واقف ہے... وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے' یہ میرے چہرے کا نور اسی نیک اعمال کا صدقہ ہے..." دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے گھرانوں کے ماحول کو بھی اسی بزرگ مؤمنہ خاتون کے اعمال جیسا بنا دے... آمین

Marfat.com

ازواج مطہرات کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ سلوک

حدیث میں ہے... خیر کم خیر کم باھلہ وانا خیر کم باھلی سب لوگوں میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی (کنبہ) کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں...

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شوہر کے لئے ضروری بتایا کرتے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش مذاق ہو... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول یہ تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو السلام علیکم خود فرمایا کرتے... رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے...

کھانے' پہننے' مکان اور گزارہ اور ملاقات میں ہر ایک بیوی کے ساتھ برابر سلوک فرمایا کرتے... عموماً بعد عصر ہر ایک کے مکان پر تشریف لے جا کر ان کی ضروریات کو معلوم فرماتے اور بعد نماز مغرب سب بیویوں سے ایک مکان میں مختصر ملاقات فرماتے... شب کو نوبت بہ نوبت ہر ایک کے گھر میں استراحت فرمایا کرتے...

بیویوں کی سہیلیوں کی عزت فرمایا کرتے اور ان کے عزیز و اقارب کو حسن سلوک سے خوش رکھتے... سفر میں روانہ ہونے کے وقت قرعہ اندازی کی جاتی... جس بیوی کا نام نکلتا اسی کو ساتھ لیتے... ہر ایک بیوی کے رہنے کا مکان الگ تھا اور یہ سب مکان جن کو اللہ پاک نے حجرات اور بیوت النبیؐ اور بیوتکن فرمایا ہے باہم پیوستہ

Marfat.com

تھے... مکان نہایت مختصر تھے... مثلاً عائشہ طیبہؓ کا حجرہ جس کا دریچہ مسجد نبوی کے اس حصہ پر کھلتا ہے جسے روضة من رياض الجنة خیابانان جنت میں سے ایک چمن فرمایا گیا ہے... اس قدر تھا کہ جب نماز جنازۂ مطہر کے لئے لوگ اندر داخل ہونے لگے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی... حجرات کے اندر سامان برائے نام ہوتا تھا... مثلاً حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا... جسے دوتہہ کر کے بچھا دیا گیا تھا...

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا... جس کے اندر کھجور کے پٹھے بھرے ہوئے تھے...

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین ہونے کے بعد ام المساکین زینب رضی اللہ عنہا کا گھر ملا تھا... ان کو اس گھر میں جو اثاث البیت نظر آیا وہ ایک چکی اور چند سیر جو تھے... ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے کہ ان کی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر میں پانی ایک مشک میں ہوتا تھا... حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیالہ چوبی کا ذکر کیا ہے... جسے مختلف اشربہ میں برتا جاتا تھا... فتح خیبر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بیوی کے لئے ۸۰ وسق کھجور کے اور ۲۰ وسق جو کے سالانہ مقرر کر دیئے تھے... دودھ کے واسطے عموماً ہر ایک بیوی کو ایک ایک دودھ والی اونٹنی ملا کرتی تھی... ازواج مطہرات بھی ہر ایک شے میں ضرورت کی مقدار رکھ کر باقی سب چیزوں کو بیواؤں اور یتیموں پر خیرات کر دیا کرتی تھیں...

باوجود اس قدر دلداری اور اور مہربانی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گوارا نہ تھا کہ کسی بیوی کے منہ سے اپنی سوکن کی نسبت کوئی ایسا لفظ بھی نکلے جو ان کی شان بلند سے گرا ہوا ہو... ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ایک بار ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہودن کہہ دیا... کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود بن یعقوب تک منتہی ہوتا تھا... مگر کہنے کا انداز اور لہجہ حقارت آمیز تھا... اتنی بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ تک ام

Marfat.com

المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر نہ گئے... جب انہوں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی...

جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی بات یہودن کہنا بھی مرویات میں نقل کی گئی ہے تو ہم کو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا صحیح تصور بندھ جاتا ہے... کیونکہ اس سے زیادہ کوئی بات تلخ بھی کہی گئی ہوتی تو وہ بھی ضرور روایت میں آ جاتی... اللہ اکبر یہ نتیجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان عالیہ کا تھا کہ زوجات کو تاثرات طبعی وجنسی سے ارفع واعلیٰ بنا کر محبت صادقہ ایمانیہ میں متفق ومتحد بنا دیا تھا...

اس راز کے سمجھنے سے وہ افراد قاصر ہیں جو تعلقات زوجین کی حقیقت صرف خواہشات طبعی کے نفاذ کو سمجھا کرتے ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں نے بہشت میں زن وشوہر کے زن وشوہر ہو کر رہنے سے انکار کیا ہے...

امہات المومنین کے کام

زنان امت کی خواتین کو تعلیم دینا... ان کے معروضات کو حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا... پھر جواب سمجھانا... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال وعبادات کو جو حجرات کے اندر کیا کرتے تھے... حفظ واتقان کے ساتھ امت تک پہنچانا مشکلات علمیہ میں فرزندان امت کی رہبری کرنا تھا...

ازواج مطہرات سے محبت بھری باتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ گیارہ عورتوں کا قصہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ اپنے اپنے شوہر کا پورا پورا حال سچ سچ بیان کر دیں... کچھ چھپائیں گی نہیں...

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اپنی کتاب شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں... اگرچہ بعض روایات

Marfat.com

میں بعض کا نام آتا ہے ... یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں ان کے ناموں میں بہت اختلاف ہے اس لئے نام حذف کر دیئے گئے ... ان گیارہ عورتوں سے اپنے اپنے شوہروں کا جو حال بیان کیا پڑھیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ مثالی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنایئے ...

1 ......ایک عورت ان میں بولی کہ میرا شوہر ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے ... (گویا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں رہی اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا) اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے سو وقت اٹھا کر اس کے اتارنے کی کوشش کی ہی جائے اور اس کو اختیار کیا ہی جائے ...

فائدہ: مطلب یہ کہ وہ ایک بے کار ہستی ہے جس سے کسی کو جانی یا مالی نفع نہیں ہے اور پھر اس کے باوجود متکبر اور بد خلق بھی اس درجہ کا ہے اس تک رسائی بھی مشکل ہے ... نہ ملتے بن پڑے نہ چھوڑے بن پڑے کسی مصرف کی دوا نہیں ہے محض بے کار اور بد خلقی اور سخت مزاجی کی وجہ سے اس تک رسائی بھی مشکل ہے ...

2 ......دوسری بولی (کہ میں اپنے شوہر کی بات کہوں تو کیا کہوں؟ اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتی) مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اس کے عیوب شروع کروں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں)

فائدہ... مقصود یہ ہے کہ میں اس کے عیوب کو گنواؤں تو کہاں تک گنواؤں؟ سراپا عیب ہے ... کسی میں دو چار عیب ہوں تو ان کو گنوا بھی دے اور جس میں عیوب ہی عیوب ہوں کہاں تک گنوائے ... کس کس کو جتائے اتنی لمبی داستان ہے کہ سننے والے اکتا جائیں ... بعض شراح نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس نے معاہدہ کے خلاف اپنے شوہر کی بات کہنے سے انکار کر دیا مگر صحیح یہ ہے کہ اس نے مختصر الفاظ میں سب ہی

Marfat.com

کچھ کہہ دیا کہ مجسمہ عیوب ہے اس کے عیوب شمار سے باہر ہیں)

3......تیسری بولی کہ میرا شوہر لم ڈھینگ ہے یعنی بہت زیادہ لمبے قد کا آدمی ہے اگر میں کبھی کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق اگر چپ رہوں تو ادھر میں لٹکی رہوں...

فائدہ...اس کے زیادہ لمبے ہونے کو یا تو اس لئے ذکر کیا کہ مشہور قول کے موافق یہ بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے اور اگر اگلا کلام اس کی بیوقوفی کا بیان ہے اس لئے ذکر کیا کہ بدصورت بھی ہے منارہ کی طرح لمبا جو بلا مناسب مٹاپے کے بدنما ہوتا ہے اور بدخلق بھی ہے کہ اگر کوئی بات بھی زبان سے نکالوں کوئی اپنی ضرورت ظاہر کروں فوراً طلاق دے دے اور چپ رہوں کوئی ضرورت اپنی اس پر ظاہر نہ کروں تو خود اسے کسی بات کی پرواہ نہیں ہے بس یوں ہی ادھر میں لٹکی رہتی ہوں نہ شوہر والیوں میں شمار کہ شوہروں والی کوئی بات ہی نہیں اور نہ بے شوہر والیوں میں کہ کوئی دوسری جگہ تلاش کروں...بعض روایات میں اس عورت کے بیان میں ایک جملہ اور بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں ہر وقت ایسی رہتی ہوں جیسے کوئی تیز تلوار کی دھار کے نیچے ہو کہ ہر وقت فکر سوار نہ معلوم کب کام تمام ہو جائے...

4......چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح معتدل مزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا اس سے کسی قسم کا خوف ہے نہ ملال...

فائدہ...یعنی معتدل مزاج ہے نہ زیادہ چاپلوسی کرتا ہے نہ بیزار رہتا ہے...نہ اسکے پاس رہنے سے خوف ہوتا ہے نہ طبیعت اکتاتی ہے...اس عورت کا نام مہد بنت ابی ہردمہ بتلایا جاتا ہے...تہامہ مکہ مکرمہ اور اسکے گرد ونواح کو کہتے ہیں وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے خواہ دن میں کتنی ہی گرمی ہو...

5......پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر جب گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیقات نہیں کرتا...

فائدہ...اس عورت کا نام کبشہ بتلایا جاتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس

Marfat.com

نے اپنے شوہر کی مذمت کی یا تعریف کی... اس کے کلام سے دونوں نکل سکتی ہیں لیکن ظاہر تعریف ہی معلوم ہوتی ہے بالجملہ اگر اس کو مذمت قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں آ کر چیتے کی طرح بن جاتا ہے نہ بات کا کہنا نہ کام سے غرض' باہر جاتا ہے تو اچھا خاصہ شریفانہ برتاؤ کرتا ہے گھر میں کچھ مصیبت آجائے اس سے کچھ مطلب نہیں... نہ پوچھنا نہ خبر لینا اور اگر تعریف ہے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں آ کر نہایت بے خبر ہو جاتا ہے کسی بات میں کرچیں نہیں نکالتا... خفا نہیں ہوتا... ایسا بے خبر رہتا ہے جیسے سونے والا ہوتا ہے' ہم جو چاہیں کھائیں پکائیں وہ کسی چیز میں دخل نہیں دیتا نہ ہم سے ہر بات کی تحقیق کرتا ہے کہ فلاں کام کیوں کیا؟ فلاں بات کیوں ہوئی؟ باہر جاتا ہے تو شیروں کی طرح سے ڈانٹ ڈپٹ خوب کرتا ہے گھر میں جو کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء ہوں ان کا مطالبہ اور تحقیقات نہیں کرتا کہ کہاں خرچ کی اور کیوں خرچ کی... جو چیز گھر میں آگئی گھر والے جس طرح چاہیں اس کو خرچ کریں...

6...... چھٹی بولی کہ میرا شوہر اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے... میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی معلوم ہو سکے...

فائدہ... اس کے کلام میں بھی تعریف اور مذمت دونوں کہی جاتی ہیں لیکن جیسا کہ پانچویں کے کلام میں تعریف زیادہ ہے جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا... اگر مدح ہے جیسا کہ بعض شراح نے کہا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب کھاتا ہے تو سب کچھ کھاتا ہے کہیں میوہ جات ہیں کہیں پھل ہیں مختلف انواع کے کھانے ہیں اور جب پینے کا نمبر آتا ہے تو کبھی دودھ ہے کبھی شراب ہے... کبھی شربت ہے' غرض سب کچھ پیتا ہے ہر قسم کی چیزیں اس کے دسترخوان پر ہوتی ہیں خرچ کرنے والا ہے... کنجوس بخیل نہیں ہے کہ دال ہے تو گوشت نہیں ہے پانی ہے تو دودھ نہیں' جھگڑوں سے علیحدہ رہتا ہے دوسروں کی پھٹن میں ہاتھ نہیں ڈالتا یعنی تفتیش نہیں کرتا' کوتاہیوں کو تلاش کرتا نہیں

Marfat.com

پھرتا اور اگر مذمت ہے جیسا کہ اکثر کی رائے ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب کھانے کا نمبر آئے تو جو کچھ سامنے ہے سب نمٹا دے گھر والوں کو بچے نہ بچے بھینس کی طرح ساری کونڈ ختم کر دے... پینے کا نمبر آئے تو سارا کنواں چڑھا جائے... غیروں اور اجنبیوں کی طرح الگ اپنی چادر میں لپٹ کر سو جائے مجھ سے لپٹنا تو درکنار کبھی بدن کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا کہ میرے دکھ درد کی کوئی خبر لے یا میرے بدن کی گرمی سردی کا کچھ پتہ لے...

7......ساتویں کہنے لگی کہ میرا شوہر محبت سے عاجز نامرد اور اتنا بے وقوف کہ بات بھی نہیں کرسکتا... دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی وہ اس میں موجود ہے... اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے...

8......آٹھویں نے کہا کہ میرا شوہر چھونے میں خرگوش کی طرح نرم اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہوا ہے...

فائدہ... اس عورت کا نام ناشرہ بنت اوس بتلایا جاتا ہے اس کی تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج ہے... سخت اور بدخو نہیں اس میں لذت جسمانی اور روحانی دونوں موجود ہیں کہ نازک بدن ہے لپٹنے کو دل چاہے یا نرم مزاج ہے کہ غصہ کا نام نہیں اس کے ساتھ خوشبو میں مہکتا رہتا ہے... بعض روایات میں اس کے بیان میں ایک جملہ اور بھی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ میں اس پر غالب رہتی ہوں اور وہ لوگوں پر غالب رہتا ہے یعنی میرا غالب رہنا اس کے عاجز ناکارہ ہونے کیوجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ وہ سب پر غالب رہتا ہے بلکہ میری محبت یا اس کی شرافت کی وجہ سے میں غالب رہتی ہوں...

9......نویں نے کہا کہ میرا شوہر رفیع الشان بڑا مہمان نواز اور اونچے مکان والا بڑی راکھ والا ہے... دراز قد روالا ہے اس کا مکان مجلس اور دارالمشورہ کے قریب ہے...

فائدہ... اس عورت نے اپنے اس کلام میں بہت سی تعریفیں کی ہیں... اول یہ کہ اس کا گھر اونچا ہے اس سے اگر حقیقت میں بڑی عمارت مراد ہے تب تو اس کی ریاست اور مالدار ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے... اس لئے کہ اونچا محل مالدار ہی تیار کرائے گا اور

Marfat.com

اگر او نچے محل سے مکان کا اونچائی پر ہونا مراد ہے جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ سخی اور کریم لوگ اپنا مکان بلندی پر بناتے تھے تا کہ پردیسی مسافر دور سے دیکھ کر چلا آئے تو اس صورت میں اس کے شریف کریم سخی ہونے کی تعریف ہے اور بعض حکماء نے لکھا ہے کہ اونچے مکان سے مراد شرافت اور حسب نسب کے اعتبار سے اونچائی مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ اونچے خاندان کا ہے... دوسری تعریف اس کی مہمان نوازی کی ہے... گھر میں راکھ کا بہت ہونا لازم ہے کثرت سے کھانا پکنے کو جو مہمان نوازی کیلئے لازم ہے... تیسری تعریف اس کے دراز قد کی ہے دراز قد ہونا بشرطیکہ اعتدال سے زیادہ نہ ہو مردوں میں ممدوح شمار ہوتا ہے... مجلس کے گھر کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ذی رائے اور سمجھدار ہے ہر شخص اس سے مشورہ لینے آتا ہے اس لئے گویا اس کا گھر ہر وقت دارالمشورہ رہتا ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی شخص مشورہ لینے آتا ہی رہتا ہے... بندہ کے نزدیک اسکا مطلب یہ بھی محتمل ہے کہ دارالمشورہ سے اپنا گھر قریب رکھتا ہے تا کہ مجتمع ہونے والوں کیلئے تواضع وغیرہ میں یہ کہنا نہ پڑے اگر میرا گھر تو دور ہے اس لئے گھر قریب رکھتا ہے تا کہ تواضعی سامان میں دیر نہ لگے اور اس کی وجہ سے عذر کرنے کی نوبت نہ آئے...

10 ......دسویں نے کہا کہ میرا شوہر مالک ہے مالک کا کیا حال بیان کروں؟ وہ ان سب سے جواب تک کسی نے تعریف کی ہے یا ان سب تعریفوں سے جو میں بیان کروں گا بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں... چراگاہ میں چرنے کیلئے کم جاتے ہیں... وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آ گیا...

فائدہ... اس عورت کا نام کبشہ بنت مالک بتلایا جاتا ہے... اس نے اپنے شوہر کی سخاوت کی تعریف کی ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے جائیں تو ضیافت اور مہمانی کے وقت ان کے واپس آنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اس کے یہاں ہر وقت مہمانداری رہتی ہے اس لئے اس کے اونٹ چرنے نہیں جاتے گھر ہی کھڑے

Marfat.com

کر کے کھلائے جاتے ہیں تا کہ مہمانوں کے آنے پر فوراً ذبح کر دیئے جائیں... باجے کی آواز کی بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ اس کی بات ہے کہ جب کوئی مہمان وغیرہ آتا ہے تو اس کی مسرت میں باجے سے اس کا استقبال کرتا ہے تو اس باجہ کی آواز سنتے ہی اونٹ سمجھ لیتے ہیں کہ اب ذبح کا وقت آ گیا کوئی مہمان آیا ہے لیکن عرب کے دستور کے موافق یہ مطلب زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو وہ شراب کباب' گانے بجانے سے اس کی فوری تواضع کرتا ہے... اس آواز سے اونٹ سمجھتے ہیں کہ اب عنقریب کھانے کا وقت آیا چاہتا ہے اس کی تیاری کیلئے ہمارے ذبح کا وقت آ گیا ہے...

11...... گیارہویں عورت ام زرعہ نے کہا میرا شوہر ابوزرع تھا... ابوزرع کی کیا تعریف کروں؟ زیوروں سے میرے کان جھکا دیئے... (اور کھلا کھلا) کر چربی سے میرے بازو پر کر دیئے مجھے ایسا خوش وخرم رکھتا تھا کہ میں خود پسندی اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا تھا جو بڑی تنگی کے ساتھ چند بکریوں پر گزر کرتے تھے اور وہاں سے ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا تھا جن کے یہاں گھوڑے اونٹ کھیتی کے بیل اور کسان تھے (یعنی ہر قسم کی ثروت موجود تھی اس سب کے علاوہ اس کی خوش خلقی کہ) میری کسی بات پر بھی مجھے برا نہیں کہتا تھا... میں دن چڑھے تک سوتی رہتی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا کھانے پینے میں ایسی ہی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی (اور ختم نہ ہوتا تھا) ابوزرع کی ماں (میری خوش دامن) بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے... اس کا مکان نہایت وسیع تھا... (یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں اس لئے مکان کی وسعت کی کثرت مراد لی جاتی ہے) ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا وہ بھی نور علی نور ایسا پتلا دبلا چھریرے بدن کا کہ اس کے سونے کا حصہ (یعنی پسلی وغیرہ) ستی ہوئی ٹہنی یا ستی ہوئی تلوار کی طرح سے باریک' بکری کے بچہ کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کیلئے کافی (یعنی بہادر کہ سونے کے لمبے چوڑے

Marfat.com

انتظامات کی ضرورت نہ تھی... سپاہیانہ زندگی ذراسی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ لیا اسی طرح کھانے میں بھی مختصر مگر بہادری کے مناسب گوشت کے دو چار ٹکڑے اس کی غذا تھی... ابوزرع کی بیٹی بھلا اس کی کیا بات ماں کی تابعدار باپ کی فرمانبردار موٹی تازی سوکن کی جلن تھی (یعنی سوکن کو اس کے کمالات سے جلن پیدا ہو عرب میں مرد کیلئے چھریرا ہونا اور عورت کیلئے موٹی تازی ہونا ممدوح شمار کیا جاتا ہے) ابوزرع کی باندی کا بھی کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہ کہتی تھی... کھانے تک کی چیز بھی بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی... گھر میں کوڑا کباڑ نہیں ہونے دیتی تھی...

مکان کو صاف شفاف رکھتی تھی ہماری یہ حالت تھی لطف سے دن گزر رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے ابوزرع گھر سے نکلا... راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے... (چیتے کے ساتھ تشبیہ کھیل کود میں ہے اور اناروں سے یا تو حقیقۃً انار مراد ہیں کہ ان کو لڑھکا کر کھیل رہے تھے یا دو اناروں سے اس عورت کے دونوں پستان مراد ہیں) پس وہ کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا (طلاق اس لئے دی کہ سوکن ہونے کی وجہ سے اس کو رنج نہ ہو اور اس کی وجہ سے مجھے طلاق دے دینے پر اس کے دل میں ابوزرع کی وقعت اور زیادہ ہو جائے) ایک روایت میں ہے کہ اس سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد وہ مجھے طلاق دینے پر اصرار کرتی رہی... آخر مجھے طلاق دے دی... اس کے بعد میں نے ایک اور سردار شریف آدمی سے نکاح کر لیا... جو شہسوار ہے اور سپہ گر ہے... اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ گائے بکری وغیرہ وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی کہا کہ ام زرع خود بھی کھا اور اپنے میکہ میں جو چاہے بھیج دے لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو جمع کروں تو تب بھی ابوزرع کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے یہ قصہ سنا کر مجھے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے واسطے...

فائدہ...طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابوزرع کی کیا حقیقت...میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے اس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں...حق تعالیٰ جل شانہ ہر مسلم زوجین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع اس مضمون میں بھی نصیب فرمائے کہ یہ عفت کا باعث ہوتا ہے...آمین...بعض علماء نے اس قصہ میں یہ اشکال کیا ہے کہ جن عورتوں نے اپنے شوہروں کی برائیاں بیان کی ہیں وہ غیبت ہے...جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہوئی اور اگر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قصہ کو ارشاد فرمایا تو اشکال اور بھی قوی ہو جاتا ہے...مگر صحیح یہ ہے کہ غیبت کی حدود میں داخل نہیں ہے...کسی غیر معروف شخص کا حال بیان کرنا جس کو لوگ نہ جانتے ہوں غیبت نہیں ہے...(از شمائل ترمذی)

کمال محبت کا عجیب واقعہ

ہر گھر میں بعض اوقات شکر رنجیاں ہو جاتی ہیں...میاں بیوی میں بھی کبھی کبھار غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں...بعض اوقات بیوی خاوند سے ناراض اور بسا اوقات خاوند کو بیوی سے شکوہ...کائنات کے سب سے بہترین گھرانے میں بھی بعض اوقات ایسی شکر رنجیاں پیدا ہو جاتی تھیں...ان کا اظہار کیسے ہوا؟ آیئے ایک حدیث میں پڑھتے ہیں...اس کے مطالعے کے بعد بہت سے امور آپ کے علم میں آئیں گے...

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَۃً وَّاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی"

ترجمہ:......"جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے اور جب

Marfat.com

ناراض ہو جاتی ہو تب بھی میں سمجھ جاتا ہوں..." حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: "مِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذَالِکَ"

ترجمہ:......"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے یہ سمجھ جاتے ہیں؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَمَّا اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً فَاِنَّکِ تَقُوْلِیْنَ"

"لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا کُنْتِ غَضْبٰی قُلْتِ: لَا وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ"

ترجمہ:......"جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو کہتی ہو: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی قسم اور جب مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم!"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"اَجَلْ وَاللّٰہِ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَھْجُرُ اِلَّا اسْمَکَ" (بخاری: ۵۲۲۸، مسلم: ۲۴۳۹)

ترجمہ:......"بالکل درست فرمایا آپ نے اے اللہ کے رسول! میں قسم کھاتے وقت صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں..." دیکھئے اظہارِ ناراضی کا کتنا لطیف انداز ہے اور بیوی کے مزاج کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر گہرائی میں جا کر سمجھ لیتے ہیں...

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بڑے لوگوں کی شکر رنجی کے انداز بھی نرالے اور باوقار ہوتے ہیں...

میاں بیوی ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ زوجین بھی آپس میں بالکل بے شرم نہ ہو جایا کریں بلکہ حتی الامکان ستر کا خیال رکھیں... چنانچہ ایک مرسل روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدَانِ تَجَرُّدَ الْعِیْرَیْنِ..."

ترجمہ:......"جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو حتی الامکان

Marfat.com

ستر پوشی کرے اور جانوروں کی طرح بالکل ننگے نہ ہوجایا کریں...''

معلوم ہوا کہ حیاء کا تقاضا یہ ہے کہ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پوری زندگی نہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر دیکھا... نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دیکھا... اس بات کا خاص لحاظ رکھ کر شرم وحیا کا ثبوت دینا چاہیے...

والدین کے اعمال واخلاق کا اولاد پر بہت اثر پڑتا ہے... اگر ہم شرم وحیا کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوں گے تو ہماری اولاد بھی ان ہی صفات وخصال کی حامل ہوگی اور اگر ہم شرم وحیا کا خیال نہ رکھیں گے تو اولاد میں بھی اسی طرح کے خراب جراثیم سرایت کرجائیں گے... آج ٹیلی ویژن کے پردے پر ننگے اور انسانیت سے گرے ہوئے مناظر دیکھ کر ہمارے معاشرے میں ان کی نقل اُتارنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ ہمارا رب اور ہمارا خالق و مالک تنہائیوں میں بھی ہمارے اعمال سے پوری طرح واقف ہے' وہ اس بدترین حالت میں ہمیں دیکھے گا تو اسے کس قدر ناگوار گزرے گا... اس لیے اللہ سے شرم کرنی ضروری ہے... یہ شرم وحیا ہی ہمیں ایسی بری باتوں سے بچاسکے گی...

علاوہ ازیں ستر پوشی میں لاپروائی کا ایک اور نقصان حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی پر بھول اور نسیان کا غلبہ ہوجاتا ہے اور ضروری باتیں بھی اسے یاد نہیں رہتیں... علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھول کا مرض پیدا کرنے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی شرم گاہ سے کھیل کرے اور اس کی طرف دیکھے... (شامی: ۲۲۵/۱' کتاب الطہارۃ مطلب ست تورث النسیان)

بہرحال نظر سے صادر ہونے والی نامناسب باتوں میں سے اپنے ستر پر بلاضرورت نظر کرنا بھی ہے جس سے نظر کو محفوظ رکھنا چاہیے...

Marfat.com

سرتاجِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ اخراجات کی کیا صورت تھی؟

حضرت عبداللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے حلب میں میری ملاقات ہوئی... میں نے عرض کیا اے بلال! آپ ذرا مجھے یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کی کیا صورت تھی؟ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ہوتا تو تھا نہیں... آپ کی بعثت کے وقت سے لے کر آپ کی وفات تک یہ خدمت میرے سپرد رہی جس کی صورت یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان آپ کے پاس آتا اور آپ اسے ضرورت مند سمجھتے تو آپ ارشاد فرما دیتے میں جا کر کہیں سے قرض لے کر چادر اور کھانے کی کوئی چیز خرید لاتا اور چادر اسے پہنا دیتا اور کھانا کھلا دیتا... ایک مرتبہ ایک مشرک مجھے سامنے سے آتا ہوا ملا...

اس نے کہا اے بلال! مجھے خوب وسعت حاصل ہے تم کسی سے قرض نہ لیا کرو، جب ضرورت ہو مجھ سے ہی لیا کرو میں نے اسی سے قرض لینا شروع کر دیا... ایک دن میں وضو کر کے اذان دینے کے لئے کھڑا ہوا ہی تھا کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آیا اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا او حبشی! میں نے کہا میں حاضر ہوں (کیا کہتے ہو؟) وہ بڑی ترش روئی کے ساتھ پیش آیا اور بہت برا بھلا کہنے لگا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں؟

میں نے کہا عنقریب ختم ہونے والا ہے... اس نے کہا چار دن باقی ہیں... اگر تو

Marfat.com

نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو میں تجھے اس کے عوض غلام بنالوں گا میں نے تم کو یہ قرضہ جو دیا ہے وہ تمہاری یا تمہارے ساتھی کی بزرگی کی وجہ سے نہیں دیا ہے بلکہ اس لئے دیا ہے تا کہ تم میرے غلام بن جاؤ پھر تم پہلے جس طرح بکریاں چرایا کرتے تھے اسی طرح تمہیں بکریاں چرانے میں لگا دوں... (یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا) اور ایسی باتیں سن کر لوگوں کے دلوں میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ سب میرے دل میں بھی پیدا ہوئے... پھر میں نے جا کر اذان دی... جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر تشریف لے گئے تو میں نے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگی... آپ نے اجازت مرحمت فرما دی...

میں نے اندر جا کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں... جس مشرک کا میں نے آپ سے تذکرہ کیا تھا کہ میں اس سے قرضہ لیتا رہتا ہوں آج اس نے آ کر مجھے بہت برا بھلا کہا ہے اور اس وقت نہ آپ کے پاس اس کے قرضے کی ادائیگی کا فوری انتظام ہے اور نہ میرے پاس ہے اور وہ مجھے ضرور رسوا کرے گا اس لئے آپ مجھے اجازت دے دیں، میں ان مسلمان قبیلوں میں سے کسی قبیلہ میں چلا جاتا ہوں... جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دے دیں گے جس سے میرا یہ قرضہ ادا ہو سکے تو پھر میں آ جاؤں گا... یہ عرض کر کے میں اپنے گھر آیا اور اپنی تلوار، تھیلا، نیزہ اور جوتی اپنے سرہانے رکھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں لیٹ گیا... تھوڑی دیر نیند آتی... پھر فکر کی وجہ سے میری آنکھ کھل جاتی... لیکن جب میں دیکھتا کہ ابھی رات باقی ہے تو میں دوبارہ سو جاتا...

جب صبح کاذب ہو گئی تو میں نے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اتنے میں ایک صاحب نے آ کر آواز دی اے بلال! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جلدی چلو... میں فوراً چل پڑا... وہاں پہنچ کر دیکھا کہ چار اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی بیٹھی ہیں... میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے مجھ سے فرمایا خوش ہو جاؤ! اللہ نے تمہارے قرضہ کی ادائیگی کا انتظام کر دیا ہے... میں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر آپ نے فرمایا کیا تمہارا گزر بیٹھی ہوئی چار اونٹنیوں پر نہیں ہوا ہے؟

میں نے کہا جی ہوا ہے... آپ نے فرمایا وہ سامان سمیت تمہارے حوالے ہیں تم یہ لے لو اور اپنا قرضہ ادا کرلو... میں نے دیکھا تو ان پر کپڑے اور غلہ لدا ہوا تھا جو فدک کے رئیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا... چنانچہ میں نے وہ اونٹنیاں لیں اور ان کا سارا سامان اتارا اور ان کے سامنے چارہ ڈالا... پھر میں نے فجر کی اذان دی... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں بقیع چلا گیا اور وہاں جا کر دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ جس کا بھی اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرضہ ہے وہ آ جائے...

چنانچہ وہ کپڑے اور غلہ خریداروں کے سامنے پیش کرتا اور اسے بیچ کر قرضہ ادا کرتا رہا... یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روئے زمین میں کچھ بھی قرضہ باقی نہ رہا بلکہ دو یا ڈیڑھ اوقیہ چاندی بچ گئی یعنی اسی یا ساٹھ درہم... اسی میں دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا پھر میں مسجد گیا تو آپ وہاں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ کو سلام کیا... آپ نے مجھ سے پوچھا جو کام تمہارے ذمہ تھا اس کا کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جتنا قرض تھا وہ سب اللہ نے اتروا دیا اب کچھ باقی نہیں رہا... آپ نے فرمایا اس میں سے کچھ بچا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں دو دینار بچے ہیں (قرض ادا کرنے کے بعد دو یا ڈیڑھ اوقیہ چاندی بچی تھی لیکن وہاں سے مسجد تک آتے آتے حضرت بلال رضی اللہ عنہ لوگوں کو دیتے چلے آئے ہوں گے اس لئے جب مسجد میں پہنچے تو صرف دو دینار باقی رہ گئے) آپ نے فرمایا انہیں بھی تقسیم کر دو تاکہ مجھے راحت حاصل ہو... جب تک تم انہیں خرچ کر کے مجھے راحت نہیں پہنچا دیتے میں اس وقت تک اپنے کسی گھر میں نہیں جاؤں گا... چنانچہ اس دن ہمارے پاس کوئی نہیں آیا (اور وہ خرچ نہ ہو سکے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے وہ رات مسجد میں گزاری اور اگلا دن بھی سارا مسجد میں ہی گزارا... شام کو دو سوار آئے... میں ان دونوں کو لے گیا اور ان دونوں کے کپڑے پہنائے اور غلہ بھی دیا...

جب آپ عشاء سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا جو تمہارے پاس بچا تھا اس کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے خرچ کرنے کی صورت بنا کر آپ کی راحت کی صورت پیدا کر دی ہے...

آپ نے خوش ہو کر فرمایا اللہ اکبر اور اللہ کا شکر ادا کیا... آپ کو یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو موت آ جائے اور یہ بچا ہوا سامان آپ کے پاس ہی ہو... پھر وہاں سے آپ چلے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا... آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک ایک اہلیہ محترمہ کے پاس گئے اور ہر ایک کو الگ الگ سلام کیا اور پھر جس گھر میں رات گزارنی تھی وہاں تشریف لے گئے... یہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ اخراجات کی صورت جس کے بارے میں تم نے پوچھا تھا... (اخرجہ البیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب ضرورت پوری کر کے گھر واپس آتے اور دروازے پر پہنچتے تو کھنکارتے اور تھوکتے تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک اندر آئیں اور ہمیں کسی نامناسب حالت میں دیکھ لیں؟ چنانچہ وہ ایک دن آئے اور انہوں نے کھنکارا... اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی جو پت کا منتر پڑھ کر مجھ پر دم کر رہی تھی... میں نے اس کو پلنگ کے نیچے چھپا دیا... حضرت عبداللہ اندر آ کر میرے پاس بیٹھ گئے ان کو میری گردن میں ایک دھاگہ نظر آیا... انہوں نے کہا یہ دھاگہ کیسا ہے؟ میں نے کہا اس پر منتر پڑھ کر کسی نے مجھے دیا ہے... انہوں نے دھاگہ پکڑ کر کاٹ دیا اور فرمایا عبداللہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں... میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ منتر' تعویذ اور گنڈا یہ سب شرک ہے... (بشرطیکہ ان چیزوں کو ہی خود اثر کرنے والا سمجھے) میں نے ان سے کہا آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ میری آنکھ دکھنے آتی تھی میں

Marfat.com

فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ دم کیا کرتا تھا... جب بھی وہ دم کرتا میری آنکھ ٹھیک ہو جاتی... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے تھا... شیطان تمہاری آنکھ پر ہاتھ سے چوکہ مارتا تھا (جس سے آنکھ دکھنے لگ جاتی تھی) جب وہ یہودی دم کرتا تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیتا (جس سے آنکھ ٹھیک ہو جاتی) تمہیں یہ کافی تھا کہ تم اس موقع پر یہ دعا پڑھ لیتیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے...

"اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاءً لا یغادر سقماً" (اخرجہ احمد کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/۴۹۴)

میاں بیوی میں ہنسی مذاق

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہنسی کے طور پر عورتوں کی مذمت میں ایک شعر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پڑھا...

ان النساء الشیاطین خلقن لنا   نعوذ باللہ من شر الشیاطین

بے شک عورتیں ہمارے لئے شیطان پیدا کی گئی ہیں... ہم خدا کی شیاطین (یعنی عورت) کے شر سے پناہ مانگتے ہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا

ان النساء ریاحین خلق لکم   وکلکم یشمی شم الریاحین

بلاشبہ عورتیں پھول ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں اور تم میں سے ہر شخص پھولوں کی جانب مائل ہوتا ہے...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ گھر کے فقر و فاقہ کی حالت

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا... آپ نے میرے لئے کھانا منگایا اور فرمایا میں جب بھی پیٹ بھر لیتی ہوں اور رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں... میں نے کہا کیوں؟

Marfat.com

انہوں نے فرمایا مجھے وہ حال یاد آ جاتا ہے جس حال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو چھوڑا تھا... اللہ کی قسم! آپ نے کبھی بھی ایک دن میں روٹی اور گوشت دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا... (اخرجہ الترمذی کذافی الترغیب ۵/ ۱۴۸)

بیہقی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی تین دن تک مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھایا... اگر ہم چاہتے تو ہم بھی پیٹ بھر کر کھاتے لیکن آپ دوسروں کو کھلا دیا کرتے... (کذافی الترغیب ۵/ ۱۴۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے... یہاں تک کہ اپنی لنگی میں چمڑے کا پیوند لگا لیا کرتے اور آپ نے انتقال تک کبھی تین دن تک صبح اور شام کا کھانا مسلسل نہیں کھایا... (اخرجہ ابن ابی الدنیا مرسلا)

فقر و تنگدستی کا تحمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا گیا... آپ نے اسے نوش فرمایا اور کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا الحمدللہ! میرے پیٹ میں اتنے اتنے دنوں سے گرم کھانا نہیں گیا تھا... (بیہقی)

فقیرانہ طرز زندگی

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت سے لے کر انتقال تک کبھی میدہ نہیں دیکھا... حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ لوگوں کے پاس چھلنی ہوتی تھیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت سے لے کر انتقال تک کبھی چھلنی نہیں دیکھی تھی... تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ جو کا آٹا بغیر چھانے ہوئے کیسے کھا لیتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم جو کو پیس کر اس پر پھونک مارتے... جو اڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا... باقی کو ہم گوندھ لیتے... (بخاری)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے گھر کا زاہدانہ ماحول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل وعیال سے کامل محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا پورا پورا خیال رکھتے تھے...اس کا تقاضا یہ ہوسکتا تھا کہ آپ خود تنگی و پریشانی کے ساتھ گزراوقات کر لیتے مگر اپنے گھر والوں کے لیے تو کم از کم رفاہیت اور آرام کے انتظام کر ہی دیتے...انسان کے لیے خود پریشانیاں برداشت کرنا آسان ہوتا ہے مگر اپنے اہلِ خانہ اور بچوں کے چہروں پر وہ فقر کے سائے نہیں دیکھ سکتا...لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل اس سلسلہ میں بالکل ممتاز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کے مطابق ہے...آپ کے گھر کا ماحول اور عمومی نقشہ ویسا ہی تھا جو:

''اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ'' اور ''اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنَۃٌ مَّا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ''...

(یعنی اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہی ہے اور رہی دُنیا تو یہ لعنتی ہے سوائے ان چیزوں کے جن کا اللہ سے کچھ تعلق ہے)...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کی فکر نہیں کی کہ آپ کے گھر والوں کو دُنیا کی زندگی میں رفاہیت حاصل ہو...آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا اکثر فرماتے تھے کہ:

''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا...'' (بخاری' کتاب الرقاق' باب کیف کان عیش النبی)

''اے اللہ! محمد کے گھر والوں کو بقدرِ ضرورت رزق عطا فرما دیجئے...''

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

انتہائی محبوب تھیں' فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں کئی کئی دن چولہا جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی' پوچھا گیا: اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر کیسے بسر ہوتی تھی؟ کہا بس کھجور اور پانی سے ...(بخاری' کتاب الرقاق' باب کیف کان عیش النبی)

ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ کبھی ہم کو دو وقت لگاتار باقاعدہ کھانا نہیں ملا' ایک وقت ضرور صرف کھجور پر بسر کرتے ...(بخاری' کتاب الرقاق' باب کیف کان عیش النبی)

ازواجِ مطہرات کے پاس صرف ایک ہی جوڑا کپڑا رہتا...

(بخاری' کتاب الحیض' باب تصلی المرأۃ فی ثوب)

گھر میں آٹا چھانے بغیر پکتا... کبھی چپاتی پکنے کی نوبت نہیں آتی' راتوں کو چراغ نہیں جلتے تھے...(بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب الصلوٰۃ علی فراش)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کی یہ حالت ہوتی کہ ایسی چٹائی پر لیٹتے کہ جسم مبارک پر اس کے نشان پڑ جاتے...(حوالہ بالا و ترمذی' کتاب الزہد)

کبھی چمڑے کے اندر بھوسا بھر کر گدا بن جاتا' بس یہی بستر تھا (بخاری کتاب الرقاق)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے اندر نظر دوڑائی تو گھر کی کل متاع چند کلو جو اور چمڑے کے چند ٹکڑے ہی نظر آئے ...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے سروسامانی کی زندگی پر ان کا یہ فدائی رو پڑا... عرض کیا: اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا یہ حال ہے' قیصر و کسریٰ اللہ کے باغی کیسے کیسے عیش لوٹتے ہیں؟ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور جلالی شان کے ساتھ فرمایا: عمر کچھ شک ہے' اُن لوگوں کو سارے مزے دُنیا میں لوٹ لینے ہیں...(طبقات ابن سعد)

حجراتِ نبوی کی تعمیر کا یہ حال تھا کہ تعمیر کچی اینٹ کی تھی... کچھ حجرے کھجور کی ٹٹوں کے تھے' چھت اتنی نیچی کہ کھڑے ہو کر ہاتھ لگتا... چوڑائی چھ سات گز اور لمبائی دس ہاتھ تھی... دروازوں کو قاعدے کا پردہ بھی میسر نہ تھا... بوسیدہ کمبل ہی ڈال دیا جاتا تھا...

ازواجِ مطہرات بھی اس طرزِ عمل پر نہایت قانع تھیں اور صبر و شکر سے گزر کرتی تھیں...

Marfat.com

جب اللہ کی طرف سے فتوحات کے بعد غذائی اشیاء اور مال و دولت کی کچھ فراوانی ہوئی تو اُن کو اُمید ہوئی کہ عام انسانوں کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے معیار میں کچھ بہتری لائیں گے... کم از کم دو وقت کی روٹی کی حد تک تو ان کو بھی اُمید تھی کہ یہ میسر ہو ہی جائے گی اور انہوں نے اس کا مطالبہ کیا مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا ناپسند کیا کہ ایک ماہ تک گھر کے اندر تشریف نہیں لے گئے اور اللہ کی طرف سے آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ اپنی بیویوں سے صاف کہہ دیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت تو اسی حال اور فقر وفاقہ کے ساتھ ہی ممکن ہے اس گھر کا تو یہی حال رہے گا' اگر تم میں سے کسی کو دُنیا کی زندگی کی رفاہیت وزینت کی طلب ہے تو وہ مجھ سے بحسن وخوبی الگ ہو سکتی ہے اور اگر تم کو اللہ کی رضا رسول خدا کی رفاقت اور آخرت زیادہ محبوب ہے تو اللہ نے تمہارے لیے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے... یہ حکم قرآن کی آیات کی شکل میں نازل ہوا... (سورۂ احزاب: ۲۸'۲۹) آپ نے ازواجِ مطہرات کو اس فیصلہ سے مطلع کر دیا' ان سب نے بیک زبان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو اختیار کیا... (مسلم کتاب الطلاق' باب بیان ان تخیر المرأة لا یکون طلاقا)

جیسا کہ ابھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ یہ فقر وزبوں حالی اس وقت بھی قائم رہی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال و دولت کے ڈھیر آ کر لگنے لگے تھے جس دن مال آتا' آپ اس وقت تک گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے جب تک وہ تقسیم نہ ہو جاتا' فدک سے کچھ غلہ آیا' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ کر وہ قرض ادا کیا جو ایک یہودی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دینی ضرورت کے لیے لیا تھا... آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو گھریلو امور کی نگرانی کرتے تھے) پوچھا کہ کچھ بچا تو نہیں؟ انہوں نے کہا: کچھ بچ رہا... فرمایا: جب تک کچھ بچ رہے گا میں گھر کے اندر نہیں جا سکتا... انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا کروں' کوئی سائل بھی تو نہیں... مگر آپ نے رات مسجد ہی میں بسر کی... دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دی' اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو سبکدوش کر دیا' یعنی جو کچھ تھا وہ تقسیم کر دیا گیا' آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر گھر کے اندر گئے... (ابوداؤد' باب ہدایات المشرکین)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت والد بزرگوار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے بارے میں اقوال مختلف ہیں سب سے زیادہ معتبر اور مستند قول یہ ہے کہ تین صاحبزادے اور چار صاحب زادیاں تھیں...

قاسم‘ عبداللہ جن کو طیب اور طاہر کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا... ابراہیم‘ زینب‘ رقیہ‘ ام کلثوم‘ فاطمۃ الزہرہ صاحبزادیوں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں... بالاتفاق چارتھیں چاروں بڑی ہوئیں... بیاہی گئیں... اسلام لائیں... ہجرت کی... حضرت ابراہیم کے بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں... یہ بالاتفاق آپ کی ام ولد ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے... حضرت ابراہیم کے سوا تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہے اور کسی بیوی سے آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی...

حضرت خدیجہ کے بطن سے جس قدر لڑکے پیدا ہوئے وہ سب بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئے... اس لئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے... جمہور علماء سیر کا قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے ایک قاسم اور دوسرے عبداللہ اور حضرت عبداللہ ہی کا دوسرا نام طیب و طاہر بھی تھا... بعض کہتے ہیں کہ طیب اور طاہر آپ کے دو صاحبزادے تھے جو حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ کے علاوہ تھے... اس قول کی بناء پر حضرت خدیجہ کے بطن سے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد برابر ہو جاتی ہے... بعض کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے چھ صاحب زادے ہوئے

Marfat.com

پانچویں اور چھٹے صاحب زادے کا نام مطیب اور مطہر تھا... واللہ اعلم...

مؤرخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار لڑکیاں ہوئیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا...لڑکوں میں البتہ بہت اختلاف ہے... جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب حضرات بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے اور عرب میں اس زمانہ میں تاریخ کا اہتمام کچھ ایسا نہ تھا... صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے جاں نثار بھی اس وقت تک کثرت سے نہیں ہوئے تھے جو ہر بات پوری پوری محفوظ رہتی... اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ... حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہوئے... بعضوں نے کہا کہ چوتھے صاحبزادے حضرت طیب رضی اللہ عنہ اور پانچویں حضرت طاہر رضی اللہ عنہ تھے... اس طرح پانچ ہوئے... بعض کہتے ہیں کہ طیب رضی اللہ عنہ اور طاہر رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی صاحبزادہ کے نام ہیں... اس طرح چار ہوئے... اور بعض نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کا نام طیب رضی اللہ عنہ اور طاہر رضی اللہ عنہ تھا... اس طرح تین ہی لڑکے ہوئے اور بعضوں نے دو لڑکے اور بھی بتائے... مطیب رضی اللہ عنہ اور مطہر رضی اللہ عنہ اور لکھا ہے کہ طیب رضی اللہ عنہ اور مطیب رضی اللہ عنہ ایک ساتھ پیدا ہوئے اور طاہر رضی اللہ عنہ اور مطہر رضی اللہ عنہ ایک ساتھ پیدا ہوئے... اس طرح سات لڑکے ہوئے لیکن اکثر کی تحقیق تین لڑکوں کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے پیدا ہوئی...

بیٹی اللہ کی رحمت بھی ہے اور نعمت بھی ہے

خداوند کریم نے اس کائنات میں کوئی تخلیق بے مقصد، بے کار اور بے فائدہ نہیں پیدا کی، خواہ اس کا تعلق حیوانات، جمادات اور نباتات سے ہو یا اشرف المخلوقات حضرت انسان سے ہو... یہ تو ہوسکتا ہے کہ بعض کی علت تخلیق فہم انسانی اور اس کے

Marfat.com

شعور وادراک سے ماورا ہو لیکن یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے کہ رب العالمین کی تخلیق پر اعتراض کرے، ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرے کیونکہ خالق کائنات اپنی تخلیق کی افادیت واہمیت سے خوب واقف ہے، خواہ دیکھنے میں وہ ہمیں کتنی ہی حقیر لگے...

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں □ اسرائیل کی ایک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت! پروردگار عالم نے چھپکلی کو کیوں پیدا کیا؟ یہ تو کسی کام کی نہیں، دیکھنے میں بھدی اور شکل وصورت ایسی کہ ڈر لگے، کوئی خوبصورتی نہیں، کسی کام کی نہیں... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہی سوال انسان کے بارے میں پروردگار عالم سے چھپکلی نے کیا کہ اے خداوند عالم! آپ نے انسان کو کیوں پیدا فرمایا، یہ ناشکرا، بے صبرا، لڑنے جھگڑنے والا، روئے زمین پر فساد برپا کرنے والا، طمع پسند، بغض کینہ رکھنے والا ہے، اس کی تخلیق سے کیا فائدہ؟'' اس کو جواب ملا ''میں اپنی تخلیق کی افادیت اور حکمت سے زیادہ واقف ہوں...''

کسی کی پیدائش ہماری خواہش اور مرضی کے مطابق ہو؟ یہ سوچ اور یہ خیال نادانی پر ہی نہیں عقل وفہم سے بھی بعید ہے... اس سوچ کا مظاہرہ اگر انسان کی طرف سے ہو جس کو اپنی فہم وفراست پر ناز ہے، اپنے علم اور عقل پر گھمنڈ ہے تو تعجب ہی نہیں افسوس بھی ہوتا ہے... زمانۂ جاہلیت سے وطیرہ چلا آرہا ہے کہ انسان لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر ناخوشی کا اظہار کرتا ہے... قرآن پاک میں اس طرزِ عمل پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ (النحل:۵۹،۵۸)

ترجمہ:...... ''جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے، غصے کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے... کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا مٹی میں چھپا دے گا...''

Marfat.com

ان کے اس سنگ دلانہ اور وحشیانہ طرز عمل سے تو دنیا واقف ہے کہ وہ لڑکی کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے... بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں آج بھی لڑکی کے حوالے سے یہ منفی رویہ پایا جاتا ہے... لڑکے کی پیدائش پر خوشی کا جو اظہار نظر آتا ہے' لڑکی کی پیدائش پر وہ مفقود ہوتا ہے... عالم' فاضل اور جاہل سب ہی کم و بیش اس مرض میں مبتلا ہیں... ذرا غور تو فرمائیں لڑکی کی پیدائش میں عورت کا کیا قصور؟ جو چیز اس کی قدرت میں نہیں جس پر اسے اختیار نہیں بلکہ وہ ۹ ماہ کی مدت تک جو مشقت اور تکلیف برداشت کرتی ہے' مرد ۹ دن تو کیا شاید ۹ گھنٹے بھی برداشت نہ کر سکے' ہمارا طرزِ عمل اس کے ساتھ ظالمانہ اور بے رحمانہ ہوتا ہے... ہم لڑکی کی پیدائش پر ناراض ہو جاتے ہیں' تیوری پر بل آ جاتا ہے بلکہ کئی روز تک بیوی سے بات تک نہیں کرتے اور بچی کا چہرہ نہیں دیکھتے...

پھر عورت کا عورت کے ساتھ یہ ظلم ہوتا ہے کہ ساس' نندیں برا بھلا کہتی ہیں' بدکلامی' بدزبانی سے پیش آتی ہیں... یہاں تک کہ اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرنے کی دھمکی دے کر اس کا دل دکھاتی ہیں بلکہ کچھ تو ایسا کر گزرتی ہیں... ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہ طرزِ عمل خدا کی نعمت کا ناشکرا پن ہے... اس کی عطا کی ناقدری ہے' انسانیت کے ناطے بے قصور کو قصور وار ٹھہرانا ایک ظالمانہ طرزِ عمل ہے...

بیٹی خدا کی نعمت بھی ہے اور رحمت بھی... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی اور انہیں حسن تربیت سے مالا مال کیا یہاں تک کہ وہ سنِ شعور کو پہنچیں' قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں...'' (مسلم' کتاب البر والصلۃ)

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی کو ملا کر دکھایا... صحیح مسلم میں حدیث مبارک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص لڑکیوں کی پیدائش میں آزمائش میں ڈالا جائے پھر ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو یہ لڑکیاں اس کے

Marfat.com

لیے قیامت کے روز دوزخ سے آڑ ہوں گی..." (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات)

اس کے علاوہ متعدد احادیث مبارکہ میں لڑکیوں کی پرورش اور حسن تربیت پر نوید بخشش ہے اور ان کے فضائل بیان کیے گئے ہیں... اسی لیے کہا گیا ہے کہ بیٹی نعمت بھی ہے اور رحمت بھی... اولاد ہونے کی وجہ سے نعمت اور بخشش کا سبب ہونے کی وجہ سے رحمت...

اسلام نے عورت کو بڑے مراتب عطا کیے ہیں... عورت کو ماں' بہن اور بیٹی کے مقدس رشتے سے سرفراز کیا ہے... آج کی پیدا ہونے والی بیٹی کل ماں کے مقدس رشتہ کی حامل ہو گی کہ اس کی رضا بخشش کا سبب' اس کی دعا قبولیت کا ذریعہ' اس کو عزت واحترام سے دیکھنا حج کا ثواب' اس کی خدمت میں دخول جنت کا راستہ... یہ بیٹی ہی تو ہے جو اس مقدس مرتبہ کی حامل ہے...

سلسلۂ نسب میں سب سے اعلیٰ وارفع سلسلہ سادات کا ہے... اس پر غور کیجئے تو بہت واضح طور پر یہ چیز سامنے آتی ہے... اس سلسلۂ نسب کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے... یہ شرف ایک بیٹی کو حاصل ہے کہ وہ سلسلۂ سعادت کی منبع ہے...

احادیث مبارکہ کی روشنی میں کیا ہمیں یہ بات زیب دیتی ہے کہ ہم بیٹی کی ولادت پر غم' رنج' ناراضی اور خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور جس کی تخلیق یعنی اس کی پیدائش میں جس کا کوئی دخل نہ ہو' کوئی قصور نہ ہو اس کو قصوروار ٹھہرائیں؟ ہمارا یہ طرزِ عمل جہاں ظالمانہ ہے وہاں نعمتِ خداوندی پر ناشکرا پن بھی اور غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے...

روزمرہ زندگی میں یہ تجربہ ہے کہ بیٹے کے مقابلے میں بیٹی زیادہ وفادار' محبت کی مظہر' شریک غم اور دُکھ درد میں شامل رہتی ہے...

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹیوں کا تذکرہ

خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

نام ولقب

فاطمہ آپ کا نام اور زہراء اور بتول یہ دو آپ کے لقب تھے... حضرت سیدہ کو بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ بتول بتل بمعنی قطع سے مشتق ہے کہ اپنے فضل وکمال کی وجہ سے دنیا کی عورتوں سے منقطع تھیں یا یہ کہ ماسوائے اللہ سے منقطع اور علیحدہ تھیں اور بوجہ باطنی زہرت وبہجت وصفاء ونورانیت زہراء کہلاتی تھیں...

پیدائش

ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ بعثت کے پہلے سال میں پیدا ہوئیں ابن جوزی کہتے ہیں کہ بعثت سے پانچ سال پیشتر پیدا ہوئیں جبکہ قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے...

آپ کی تمام صاحبزادیوں میں حضرت فاطمۃ الزہراء سب سے چھوٹی ہیں... سب سے بڑی حضرت زینب ہیں... پھر حضرت رقیہ پھر حضرت ام کلثوم پھر حضرت فاطمہ اس ترتیب سے پیدا ہوئیں...

نکاح

۲ ہجری میں حضرت علی کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا... پہلے قول کی بناء پر حضرت فاطمہ اس وقت پندرہ سال اور ساڑھے پانچ مہینہ کی تھیں... اور دوسرے قول کی بنا پر

Marfat.com

انیس سال اور ڈیڑھ مہینے کی تھیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ کس سن میں اسلام لائے... ایک قول یہ ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں اور دوسرا قول یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں اسلام لائے... پہلے قول کی بناء پر نکاح کے وقت حضرت علی کی عمر اکیس سال اور پانچ مہینہ ہو گی اور دوسرے قول کے بناء پر چوبیس سال اور ڈیڑھ مہینہ ہو گی... حضرت فاطمہ کے نکاح کی تفصیل ۲ ہجری کے واقعات میں گزر چکی ہے...

فضائل ومناقب

حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں... بار بار آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اے فاطمہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو... ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ تو تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہے... سوائے مریم کے آپ کا معمول تھا کہ جب آپ سفر میں جاتے تو سب سے اخیر میں حضرت فاطمہ سے ملتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے پاس جاتے...

اولاد

حضرت فاطمہ کے پانچ اولاد ہوئیں... تین لڑکے اور دو لڑکیاں... حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب سوائے حضرت فاطمہ کے اور کسی صاحب زادی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کا سلسلہ نہیں چلا... محسن تو بچپن ہی میں انتقال کر گئے... حضرت ام کلثوم سے حضرت عمر نے نکاح فرمایا اور کوئی اولاد نہیں ہوئی... اور حضرت زینب کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور ان سے اولاد ہوئی...

وفات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ مہینہ بعد ماہ رمضان ۱۱ ہجری میں فاطمۃ الزہرا نے انتقال فرمایا... حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی... اور حضرت علی اور حضرت عباس اور فضل بن عباس نے قبر میں اتارا...

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال کی ہوگئی اور سن بلوغت کو پہنچ گئیں تو پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دولت عظمیٰ کے شرف کی درخواست کی مگر آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرما دیا' پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ان کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی... شرماتے ہوئے خود ہی حاضر خدمت ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی عرض کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم الٰہی آیا اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کرلیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انس جاؤ ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر اور ایک جماعت انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا لاؤ یہ سب لوگ حاضر ہو گئے اور آپ نے خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طباق میں خرما لے کر حاضرین کو پہنچا دیئے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیج دیا...

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی منگایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلی اس میں ڈال دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ادھر منہ کرو اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی الٰہی ان دونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ دیتا ہوں... پھر فرمایا ادھر پیٹھ کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا...

پھر ارشاد فرمایا بسم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے گھر میں رہو اور ایک روایت میں

Marfat.com

ہے کہ نکاح کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز عشاء حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لے کر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دعا کی... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگے پیچھے پینے کا حکم فرمایا اور کہا کہ اس سے وضو کرو پھر دونوں کے لئے طہارت اور آپس میں محبت سے رہنے کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا دی اور فرمایا جاؤ آرام کرو دونہالی میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدے دو باز وبند چاندی کے ایک کملی ایک تکیہ' ایک پیالہ' ایک چکی اور ایک پانی کا مشکیزہ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے... ان کو یہ جہیز میں عطا کیا... پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے کام کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ کیا... پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا چند صاع جو کی پکی ہوئی روٹی اور کچھ کھجوریں کچھ مالیدہ تھا وہ کھلا دیا... (تاریخ خمیس ج ا ص ۳۶۲)

لیجئے... دو جہان کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی جو تمام عورتوں کی جنت میں سردار ہوں گی شادی ہوگئی کیا ہی سیدھا سادہ سنت کا طریقہ ہے...

مذکورہ واقعہ سے حاصل شدہ فوائد

اس سے معلوم ہوا کہ منگنی کے یہ تمام بکھیڑے جن کا آج کل رواج ہو رہا ہے لغو اور سنت کے خلاف ہیں... زبانی پیغام خود یا کسی کے ذریعہ پہنچانا اور زبانی جواب ملنا کافی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد بلاوجہ توقف کرنا اچھا نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا' دلہن کی عمر میں جوڑ کا لحاظ رکھنا بھی مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں کچھ زیادہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلوانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ نکاح کا سب کو علم ہو جائے مگر اس جمع کرنے میں کوئی اہتمام نہ ہو بلکہ وقت پر بلا تکلف قریب نزدیک کے دو چار آدمی ہو جائیں کافی ہے...

Marfat.com

یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ چھپ کر بیٹھ جاتا ہے نکاح کی اجازت دیتے ہوئے شرماتا ہے یہ اچھا نہیں بلکہ عالم ہو تو خود نکاح پڑھنا بہتر ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لمبا چوڑا مہر باندھنا بھی خلاف شریعت ہے... ہاں مہر فاطمی باعث برکت ہے اگر وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم باندھ لے اور دیکھ رہے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے سردار کی بیٹی کی الوداعی کیسے ہوئی نہ دھوم دھام نہ سواری نہ کنبہ برادری کا کھانا' کتنا سادہ سادہ کم خرچ سنت طریقہ تعلیم دے گئے ہیں... ہم کو لازم ہے کہ اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نئی دلہن اتنی شرم کرے کہ ایک طرف کو بیٹھ جائے اور نماز بھی نہ پڑھے کام کے ہاتھ نہ لگائے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اور مناسب ہے کہ نکاح کے بعد گھر داماد کے قریب ہو تو پانی چھڑکنے کا مسنون عمل اختیار کیا جائے اور جب نکاح ہو گیا تو اب خاوند سے پردہ کھول دینا چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہیز میں تین باتوں کا خیال رکھو اول گنجائش سے زیادہ اکٹھا کرنے کی فکر نہ کرو دوسری جن چیزوں کی ان کو ضرورت ہوگی وہ دینا چاہئے تیسرے اعلان واظہار نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ احسان وسلوک ہے اس میں دکھلانے کی کیا بات ہے اور عورتوں کو گھر کے کاروبار کو سنبھال لینا چاہئے... عار کرنا اور ناک منہ چڑھانا باعث فساد ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لڑکی کا ولیمہ نہیں ہوتا نہ نکاح کی دعوت ہوتی ہے ہاں لڑکے والے ولیمہ کی دعوت کریں یہ مسنون ہے بلکہ بلا تکلف بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جو میسر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلا دیں بس یہی ولیمہ ہے...

نکاح کا تفصیلی واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا پیغام آیا تو میری ایک باندی نے مجھ سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضور کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا پیغام آیا ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا ان کی شادی کا پیغام آچکا ہے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

پاس کیوں نہیں چلے جاتے تاکہ حضور تم سے شادی کر دیں میں نے کہا کیا میرے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس کے ذریعہ میں شادی کر سکوں؟ اس باندی نے کہا اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تو حضور آپ سے ضرور شادی کر دیں گے اللہ کی قسم وہ مجھے امید دلاتی رہی یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا تو مجھ سے بولا نہ گیا اور حضور کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے میں بات نہ کر سکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیوں آئے ہو؟ کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ میں خاموش رہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم فاطمہ سے شادی کا پیغام دینے آئے ہو... میں نے کہا جی ہاں...

حضور نے فرمایا مہر میں دینے کے لئے تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! کچھ نہیں ہے حضور نے فرمایا میں نے تم کو جو زرہ بطور اسلحہ کے دی تھی اس کا کیا ہوا؟ وہ زرہ قبیلہ حطمہ بن محارب کی بنائی ہوئی تھی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں علی کی جان ہے اس کی قیمت چار درہم نہ تھی (بلکہ چار سو اسی درہم تھی) میں نے کہا وہ میرے پاس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تمہاری شادی کر دی ہے تم وہ زرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دو اور اسی کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر سمجھو... بس یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر... (اخرجہ البیہقی فی الدلائل کذا فی البدایۃ ۳/۳۴۶)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے چند لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام دو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے حضور نے فرمایا ابو طالب کے بیٹے (علی) کو کیا کام ہے؟ حضرت علی نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام دینا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا مرحبا و اھلا... مزید اور کچھ نہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے تو انصار کے وہی لوگ حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے ان لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ حضرت علی نے کہا اور تو میں کچھ جانتا نہیں بس اتنا فرمایا مرحبا و اھلاً ان لوگوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (جملہ فرما کر) تمہیں اہل بھی عنایت فرمایا اور مرحبا بھی یعنی کشادہ جگہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تو ان دو میں سے ایک چیز ہی کافی تھی... جب حضور نے حضرت علی کی شادی کر دی تو ان سے فرمایا...

اے علی! دلہن (کے گھر) آنے پر ولیمہ کا ہونا ضروری ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس ایک مینڈھا ہے (میں وہ دے دیتا ہوں) اور انصار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے چند صاع مکئی جمع کی جب رخصتی کی رات آئی تو حضور نے فرمایا مجھ سے ملنے سے پہلے کچھ نہ کرنا... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا اور وہ پانی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا اور یہ دعا دی اے اللہ! ان دونوں میں برکت نصیب فرما اور ان دونوں کے لئے اس رخصتی میں برکت نصیب فرما... (اخرجہ الطبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی (مجھ سے) شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس سے کلی کی پھر مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور وہ پانی میرے گریبان اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان چھڑکا اور قُل ھُوَ اللہُ اَحَد، قُل اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَق، قُل اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر مجھ پر دم کیا... (اخرجہ ابن عساکر کذا فی الکنز ۱۱۳/۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک جھالر والی چادر ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ دیا جس میں اذخر گھاس بھرا ہوا تھا... (اخرجہ البیھقی فی الدلائل کذا فی الکنز ۱۱۳/۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا تو ان کے ساتھ ایک جھالر

Marfat.com

والی چادر اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال اور اذخر گھاس بھرا ہوا تھا اور ایک مشکیزہ بھی بھیجا وہ دونوں آدھی چادر کو نیچے بچھا لیتے تھے اور آدھی کو اوپر اوڑھ لیتے تھے... (عند الطبرانی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مشقت اٹھانا

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جنت کی خواتین کی سردار، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں، اور اپنے ہاتھ مبارک دکھا کر عرض کرتی ہیں کہ میرے ہاتھوں میں چکی پیس پیس کر گٹے پڑ گئے ہیں، اور پانی کی مشک ڈھو ڈھو کر سینے پر نیل آ گئے ہیں یا رسول اللہ! خیبر کی فتح کے بعد سارے مسلمانوں کے درمیان غلام اور کنیزیں تقسیم ہوئی ہیں، جو ان کے گھروں کا کام کرتی ہیں، لہٰذا کوئی خدمت گار کنیز مجھے بھی عطا فرما دیجئے... اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی کنیز خدمت کے لئے مل جاتی تو اس کی وجہ سے آسمان نہ ٹوٹتا، لیکن جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: فاطمہ! جب تک سارے مسلمانوں کا انتظام نہیں ہو جاتا، اس وقت تک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے گھر والوں کے لئے کوئی غلام اور کنیز نہیں آئیگی میں تمہیں اس مشقت کے عوض غلام اور کنیز سے بہتر نسخہ بتاتا ہوں، اور پھر فرمایا کہ ہر نماز کے بعد "سبحان اللہ" ۳۳ بار "الحمدللہ" ۳۳ بار، اور "اللہ اکبر" ۳۴ بار پڑھا کرو... (صحیح مسلم)

اس وجہ سے اس کو "تسبیح فاطمہ" کہا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی تلقین فرمائی تھی... لہٰذا دوسروں کے ساتھ تو معاملہ یہ ہے کہ غلام تقسیم ہو رہے ہیں... کنیزیں تقسیم ہو رہی ہیں، اور پیسے بھی تقسیم ہو رہے ہیں، اور خود اپنے گھر میں یہ حالت ہے...

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دربار نبوت میں حاضری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے گھر کا تمام کام کاج پیسنا پکانا خود

Marfat.com

اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں.... جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئی ہیں....آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تم ہمیشہ شکایت کیا کرتی ہو کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور گھر کے کام کاج سے مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ بچوں کی خبر لوں ایسے میں جا کر اپنے والد صاحب سے ایک لونڈی مانگ لاؤ....

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا گئیں....ان کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر مسلمانوں کی تکلیف کے آگے اپنی اور اپنے قرابت مندوں کی تکلیف کی پروا نہیں کرتے مگر کچھ ضرورتاً اور کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایماء سے مجبوراً جانا پڑا....اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے آپ واپس آ گئیں....

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنا اور ان کا پیغام سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کیا بات تھی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو ادب و حیا کی وجہ سے خاموش ہو رہیں.... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا....آپ نے جو کچھ جواب میں ارشاد فرمایا مولانا شبلیؒ نے ذیل کے اشعار میں اسے ادا کیا۔

ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن ۔۔۔ جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا

میں انکے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز ۔۔۔ ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا

جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں ۔۔۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا

کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق ۔۔۔ جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا

خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں ۔۔۔ جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

آخر جب جنگ خیبر کے بعد لونڈی غلاموں کی کثرت ہو گئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیز فضیہ نامی آپ کے پاس بھیج دی اور ارشاد فرمایا کہ آدھا کام گھر کا یہ کرے اور آدھا تم کرنا اور دونوں مل کر چکی پیسنا....جو کھانا تم خود کھاؤ وہی اس کنیز کو کھلانا....(ناقابل فراموش واقعات)

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی دن کا فاقہ

مسند حافظ ابویعلیٰ میں حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی دن بغیر کچھ کھائے گزر گئے' بھوک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہونے لگی' آپ اپنی سب بیویوں کے گھر ہو آئے لیکن کہیں بھی کچھ نہ پایا... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور دریافت فرمایا کہ بچی! تمہارے پاس کچھ ہے کہ میں کھالوں؟ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے' وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کچھ بھی نہیں...

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے ہی تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے دو روٹیاں اور گوشت کا ٹکڑا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے لے کر لگن میں رکھ لیا اور فرمانے لگیں: گو مجھے میرے خاوند اور بچوں کو بھی بھوک ہے لیکن ہم سب فاقہ سے گزار دیں گے اور اللہ کی قسم! آج تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دوں گی...

پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائیں... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستے ہی میں تھے لوٹ آئے' کہنے لگیں: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' خدا تعالیٰ نے کچھ بھجوا دیا ہے جسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھپا کر رکھ دیا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیاری بچی! لے آؤ... اب جو کونڈا کھولا تو دیکھتی ہیں کہ برتن روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے' دیکھ کر حیران ہو گئیں' لیکن فوراً سمجھ گئیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نازل ہو گئی ہے... اللہ کا شکر ادا کیا' خدا تعالیٰ کے نبی پر درُود پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر پیش کر دیا...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے دیکھ کر خدا کی تعریف کی اور دریافت فرمایا

Marfat.com

کہ بیٹی! یہ کہاں سے آیا ہے؟ جواب دیا کہ ابا جان! خدا تعالیٰ کے پاس سے وہ جسے چاہے بے حساب روزی دے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اے پیاری بچی! تجھے بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی تمام عورتوں کی سردار (یعنی حضرت مریم علیہا السلام) جیسا کر دیا... انہیں جب کبھی اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا اور ان سے پوچھا جاتا تو یہی جواب دیا کرتی تھیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس سے ہے... اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے...

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب ازواج مطہرات اور اہل بیت نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا، پھر بھی اتنا ہی باقی رہا جتنا پہلے تھا، جو آس پاس کے پڑوسیوں کے ہاں بھیجا گیا... یہ تھی خیر کثیر اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے... (تفسیر ابن کثیر اُردو: جلد ا صفحہ ۴۰۶)

فائدہ: اس واقعے سے ایک طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک کی شدت اور فاقہ برداشت کرنے کا سبق ملا...

دوسری طرف نیک اور دین دار عورتوں کے لیے یہ سبق بھی ہے کہ جب کہیں سے اللہ کی نعمت ملے اور کوئی پوچھے کہ کس نے دیا؟ تو جواب میں کہیں: "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (آل عمران آیت ۳۳)

ترجمہ: ...... "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے..."

(۲) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے ذرا فاصلے پر رہتی تھیں... ایک دن خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے ان کے یہاں پہنچے، بات چیت ہو رہی تھی کہ شفیق باپ نے شفقت کرتے ہوئے فرمایا...

Marfat.com

لختِ جگر! تم بہت دور رہتی ہو، میرا جی چاہتا ہے کہ میں تمہیں اپنے قریب بلا لوں، شفیق باپ کے قریب رہنے کی بات سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے چین ہوگئیں، بولیں یا رسول اللہ! حارث بن نعمان کے کئی مکان ہیں، ایک تو آپ سے بہت ہی قریب ہے، اگر آپ ان سے فرما دیں تو وہ ہرگز انکار نہ کریں گے...

"مگر بیٹی میں ان سے کیسے کہوں؟ مجھے تو یہ بات کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا... خیر خدا خود ہی کوئی انتظام فرما دے گا..." حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرا، دُعائیں دیں اور رُخصت ہوگئے...

حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی طرح یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں، وہ خود ہی دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپ فاطمہ زہرا کو اپنے قریب کسی مکان میں بلانا چاہتے ہیں، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، حارث رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال و جان سب کچھ خدا اور اس کے رسول پر قربان ہے... آپ جانتے ہی ہیں کہ آپ کے قریب میرے کئی مکان ہیں اور خدا شاہد ہے کہ میری جو چیز آپ قبول فرمائیں گے... اس کا آپ کے پاس رہنا مجھے اپنے پاس رکھنے سے زیادہ محبوب ہوگا، یا رسول اللہ! میرا جو مکان پسند ہو حاضر ہے، میری خوشی بھی یہی ہے کہ آپ فاطمہ زہرا کو اپنے قریب بلالیں...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کو دُعائیں دیں اور فرمایا حارث! تم نے جو کچھ کہا سچ ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے قریبی مکان میں بلالیا...

(۴) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول تھا کہ جب بھی سفر سے آتے تو مسجد میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے اور اسی طرح جب بھی سفر پر تشریف لے جاتے تو

Marfat.com

سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سے رُخصت ہوتے...

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی شفیق باپ سے ایسے ہی مثالی محبت تھی...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، تسلی اور تشفی کے کلمات کہنے لگے تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا...

''آخر تمہارے دل نے یہ کیسے گوارا کیا کہ منوں خاک کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبا دیا'' اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے، پھر مبارک قبر پر پہنچیں اور زاروقطار روتی رہیں، پھر قبر سے مٹی اُٹھائی، آنکھوں پر ملی اور یہ دو شعر پڑھے...

''جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی خاک سونگھے اس پر لازم ہے کہ وہ پھر زندگی بھر کوئی دوسری خوشبو نہ سونگھے...مجھ پر جو مصیبتیں آئی ہیں، اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو یہ دن رات بن جاتے...''

لختِ جگر کے کان میں سرگوشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دن تھے...آپ گھر میں تشریف فرما تھے... ازواجِ مطہرات جمع تھیں...ایسے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی زندہ تھیں... ان کے چلنے کا انداز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق تھا...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آتے دیکھا تو مرحبا فرمایا اور اپنے پاس بٹھالیا...پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کے کان میں کچھ کہا...وہ اس بات کو سن کر بے ساختہ رونے لگیں...جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غمگینی دیکھی تو پھر ان کے کان میں کچھ فرمایا، وہ یہ سن کر ہنسنے لگیں...

جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے تشریف لے گئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''اللہ کے رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے آپ کے کان میں کیا کہا تھا؟'' جواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راز کی بات کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی...''

اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں، جو میرا آپ پر ہے، مجھے وہ بات ضرور بتا دیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں کہی تھی...'' جواب میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''پہلی مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ آ کر قرآن مجید کا دور کرتے تھے یعنی مجھے قرآن سناتے تھے اور مجھ سے سنتے تھے، اس مرتبہ انہوں نے دو بار مجھے قرآن مجید سنا اور سنایا... اس سے میں یہی خیال کرتا ہوں کہ میری وفات قریب آ گئی ہے، اے فاطمہ! اللہ سے خوف کھانا اور صبر کرنا، میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں گا... یہ سن کر میں رونے لگی... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روتے دیکھا، میری گھبراہٹ اور پریشانی کو دیکھا تو دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو یا مؤمنوں کی عورتوں کی سردار ہو...''

ایک دوسری روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اے فاطمہ! تم میرے اہل بیت میں سے پہلی شخصیت ہو جو میرے پیچھے آئے گی (یعنی سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی اور تم مجھ سے ملو گی) یہ سن کر میں ہنسنے لگی...''

عورت کیلئے بہترین عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لئے کون سی بات سب سے بہتر ہے؟ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے اور کسی نے جواب نہ دیا....

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مرد... ان کو دیکھیں....

میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے (اسی لئے وہ خوب سمجھیں) (رواہ البزاز والدارقطنی فی الافراد)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ انہیں سے چلا اور ان شاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا... ان کی چھ اولاد تین لڑکے تین لڑکیاں ہوئیں... سب سے اوّل حضرت حسن رضی اللہ عنہ نکاح سے دوسرے سال میں پیدا ہوئے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ تیسرے سال میں یعنی ۴ھ میں... پھر حضرت محسّن رضی اللہ عنہ (یہ س کی تشدید کے ساتھ ہے) پیدا ہوئے جن کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا...

صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا... اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے ان کو لکھا بھی نہیں... دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین سے ہوا جن سے ایک صاحبزادے زید رضی اللہ عنہ اور ایک صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں... حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا... اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی... اُن کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا... اُن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئی...

ان کے انتقال کے بعد ان کے تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا... ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور انہیں کے نکاح میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور اُسی دن ان کے صاحبزادے زید رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہوا... دونوں جنازے ساتھ ہی اُٹھے اور کوئی سلسلہ اولاد کا اُن سے نہیں چلا... یہ تینوں بھائی وہی عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عون اور محمد رضی اللہ عنہ ہیں جن کا قصہ چھٹے باب کے

Marfat.com

نمبر۱۱ پر گذرا ہے... یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور جعفر طیار کے صاحبزادے ہیں... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیسری صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جن کا نکاح عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور دو صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عون رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور انہیں کے نکاح میں انتقال فرمایا... اُن کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا نکاح ان کی ہمشیرہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا... یہ اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوسری بیویوں سے جو بعد میں ہوئیں اور بھی اولاد ہے... مؤرخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد بتیس (۳۲) لکھی ہے جن میں سولہ لڑکے سولہ لڑکیاں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پندرہ لڑکے آٹھ لڑکیاں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چھ لڑکے تین لڑکیاں... رضی اللہ تعالیٰ عنھم وارضاھم اجمعین

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

(۱) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں... کم سنی ہی میں ان کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے ہوگئی تھی، ابوالعاص، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالہ زاد بھائی تھے... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا کے نور نظر تھے... حضرت زینب رضی اللہ عنہا ماں باپ کی بڑی لاڈلی تو تھیں... ماں نے جہیز بھی بڑا قیمتی دیا تھا، جہیز میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یمنی عقیق کا اپنا قیمتی ہار بھی بیٹی کو دیا تھا...

مکے میں تیرہ سال دعوت حق کا کام کرنے کے بعد جب خدا کا حکم آیا کہ مدینے کو ہجرت کر جاؤ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ ہی میں سسرال میں رہ گئیں... دوسرے سال بدر جنگ ہوئی تو ان کے شوہر ابوالعاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے... بدر

Marfat.com

میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بہت سے دُشمنوں کو قید کیا، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی تھے...

مکے والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے فدیے بھیجے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو شوہر کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو بے چین ہو گئیں اور ان کی رہائی کے لیے اپنی ماں کا دیا ہوا ہار اپنے دیور عمرو بن ربیع کو دے کر مدینے بھیجا...

یہ تمام فدیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے... فدیے کی چیزوں میں جب آپ کی نظر اس ہار پر پڑی تو حالت غیر ہو گئی، دل بھر آیا، بیٹی کی محبت نے بھی جوش مارا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد بھی تازہ ہو گئی، کچھ دیر آپ خاموش بیٹھے رہے...

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا، یہ ہار محمد کی بیٹی زینب کا ہے جو اس کی ماں نے اس کو جہیز میں دیا تھا، میں کیسے کہوں کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دو... مگر میرے غم کو تم لوگ سمجھ رہے ہو، تم لوگ خود ہی سوچو کہ ابوالعاص کا فدیہ کیا ہو، مناسب ہو تو یہ ہار بھی زینب کو واپس کر دو اور ابوالعاص کو بھی رہا کر دو...

صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا اور کسی طرح یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر واپس کر دیا جائے... یہ امتیازی سلوک اسلامی ذہن پر بڑا گراں تھا... مشورہ یہ ہوا کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر رہا نہ کیا جائے اور ابوالعاص کا فدیہ یہ ہے کہ وہ مکہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہاں بھیج دیں... ابوالعاص نے بخوشی اس بات کو منظور کیا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا اور فرمایا کہ ابوالعاص کے ساتھ زید بن حارثہ کو بھی بھیج دو... زید مکے سے پہلے بطن یاجج میں قیام کر کے انتظار کریں اور ابوالعاص زینب کو ان کے پاس بطن یاجج پہنچا دیں اور زید بن حارثہ، زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینے کو واپس آ جائیں... زید اور ابوالعاص دونوں روانہ ہو گئے... زید بن حارثہ بطن یاجج میں ٹھہر گئے اور ابوالعاص مکہ پہنچے اور اپنے وعدے کے مطابق بطن یاجج

Marfat.com

میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہنچا گئے...

حضرت زینب کو انہوں نے مدینے تو روانہ کردیا لیکن زینب کے بغیر ان کے شب وروز بے نور ہو گئے... وہ مغموم رہنے لگے... ایک بار شام کے سفر میں تھے کہ بیوی کی یاد نے بے تاب کردیا اور وہ بے ساختہ یہ اشعار گنگنانے لگے...

''میں مقام اراسے گزر رہا تھا کہ زینب کی یاد نے مجھے تڑپا دیا اور بے اختیار میری زبان سے یہ دُعا نکلی... خدا اس شخص کو شاداب وشاد کام رکھے جو حرم میں قیام پذیر ہے اور امین صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کو خدا جزائے خیر دے، شوہر اسی بات کو یاد کر کے تعریف کرتا ہے جس کو وہ خوب جانتا ہے...''

ابو العاص جب شام سے اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ واپس آرہے تھے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے تعاقب میں ایک سو ستر سوار روانہ کیے، عیص کے مقام پر ان کا سامان قبضے میں لے لیا گیا... مگر اسلامی شہسواروں نے دامادِ رسول ابو العاص سے کچھ نہ کہا...

اب ابو العاص نے مکے کے بجائے مدینہ کا رُخ کیا... مدینہ پہنچ کر زینب رضی اللہ عنہا کا گھر معلوم کیا اور ان کے پاس پہنچ کر ان سے پناہ کے طالب ہوئے... مسجد نبوی میں فجر کی نماز ہو رہی تھی، لوگوں نے ایک نسوانی آواز سنی ''میں نے ابو العاص کو پناہ دے دی ہے...''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا، تم لوگوں نے آواز سنی؟ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمانوں کی کمزور ہستیاں دُشمنوں کو پناہ دے رہی ہیں...

آپ گھر پہنچے تو پیاری بیٹی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے شفیق باپ سے کہا، یا رسول اللہ! کیا یہ ممکن نہیں کہ ابو العاص کے قافلے کا جو سامان چھینا گیا ہے وہ واپس کردیا جائے، بیٹی کا مطالبہ سن کر آپ کا دل بھر آیا مگر خاموش رہے اور کچھ دیر کے بعد ان لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا ''ابو العاص میری پیاری بیٹی کا شوہر ہے اور زینب کی

Marfat.com

خواہش ہے کہ ابوالعاص کا سامان واپس کر دیا جائے، میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ تم ضرور ایسا کرو... مگر تم جانتے ہو، زینب کی خوشی میری خوشی ہے، اگر تم ابوالعاص کے ساتھ احسان کرو تو مجھے خوشی ہوگی... سب نے یک زبان ہو کر کہا، حضور ہم آپ پر قربان ہم سب کچھ واپس کرنے کو تیار ہیں... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی کے پاس آئے اور فرمایا، دیکھو سامان سب واپس ہو جائے گا... تم ابوالعاص کی خاطر تواضع اور عزت واحترام میں ذرا کمی نہ کرنا... رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ آنکھیں وہ سب دیکھ رہی تھیں جس تک دوسروں کی نگاہیں نہیں پہنچ سکتی تھیں...

ابوالعاص سارا مال واسباب لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئے مگر اس مرتبہ وہ بار بار مڑ کر مدینے کو دیکھتے تھے، قدم کچھ بوجھل تھے اور دل کی دُنیا کچھ بدلی ہوئی تھی... رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بے پناہ احسان وسلوک رنگ لایا، ابوالعاص مکہ پہنچے جس جس کا جو مال تھا ادا کیا....

ابوالعاص ہمیشہ سے مکہ میں ایک تجربہ کار اور دیانت دار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے، سب کے مطالبات ادا کرنے کے بعد آپ نے اعلان کیا، مکہ کے کسی شخص کا میرے ذمہ کوئی اور مطالبہ ہو تو وہ مجھ سے وصول کر لے، مکے والوں نے کہا آپ انتہائی باوفا، اور انتہائی شریف بھائی ہیں... اب ابوالعاص دل کی بات زبان پر لائے اور کہا، اس بار مدینے سے واپس ہونے کو ہرگز جی نہیں چاہ رہا تھا مگر یہ سوچ کر واپس ہوا کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ میں نے تمہارا مال واسباب غبن کر لیا... اب جبکہ میں تمہارے سارے مطالبے ادا کر چکا اور خدا نے یہ بوجھ میرے دل اور کندھے سے اُتار دیا تو میں اعلان کرتا ہوں سن لو...

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ:... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں...

Marfat.com

۷ ہجری محرم کے مہینہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ دولتِ ایمان سے مالا مال ہو کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے... وہ بات پوری ہوئی جس کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ نگاہیں اس وقت دیکھ چکی تھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کو مکے رُخصت کر رہے تھے اور اس خبر سے مدینے میں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی...

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مدینے کے بیرونی علاقے میں ایک لوہار ابوسیف کے یہاں پرورش پا رہے تھے، آپ اکثر پیدل وہاں جاتے... ابوسیف لوہار تھے، گھر دھوئیں سے بھرا رہتا، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظافت طبع کے باوجود بیٹے کی محبت میں وہاں بیٹھے رہتے اور اسی دھوئیں میں اپنے پیارے بچے کو گود میں لیتے، پیار کرتے، اپنا منہ اور ناک اس کے گالوں پر رکھتے، گویا سونگھ رہے ہیں اور پھر پیدل مدینہ واپس آ جاتے...

ایک بار آپ ابوسیف کے یہاں پہنچے تو پیارے بچے کی سانس اُکھڑ چکی تھی، حضرت انس اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بھی ہمراہ تھے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم لختِ جگر کو گود میں لیے بیٹھے تھے، آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں تھے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو خدا کے رسول سے کہا، یا رسول اللہ! آپ بھی رو رہے ہیں، فرمایا: ''عوف! یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں'' اور آنکھوں سے آنسو پھر ٹپ ٹپ گرنے لگے...

نگاہیں حضرت ابراہیم پر تھیں، شفیق باپ کا دل دُکھی تھا، آپ فرما رہے تھے، ''آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل دکھتا ہے مگر ہم زبان سے صرف وہی کہتے ہیں جس کو ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے، اے ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے...''

Marfat.com

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

ابولہب اور اس کے بیٹوں کی بدبختی

حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم... آپ کی یہ دونوں صاحبزادیاں ابولہب کے بیٹوں سے منسوب تھیں... رقیہ عتبہ بن ابی لہب سے اور ام کلثوم عتیبہ بن ابی لہب سے فقط نکاح ہوا تھا... عروسی نہیں ہوئی تھی... جب تبت یدابی لھب و تب نازل ہوئی ابی لہب نے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ اگر تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو سمجھ لو کہ تمہارے ساتھ میرا سونا اور بیٹھنا حرام ہے... دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور عروسی سے پہلے ہی آپ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دیدی...

نکاح، ہجرت اور اولاد

آپ نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا... حضرت عثمان نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت رقیہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں... کچھ عرصہ تک آپ کو ان دونوں کی کچھ خبر معلوم نہ ہوئی...

ایک عورت آئی اور اس نے یہ خبر دی کہ میں نے دونوں کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا... اللہ ان دونوں کے ساتھ ہو تحقیق عثمان لوط علیہ السلام کے بعد پہلا شخص ہے جس نے مع اہل وعیال کے ہجرت کی ہے... وہاں جا کر ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا... چھ سال زندہ رہ کر انتقال کر گیا...

وفات

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو

Marfat.com

حضرت رقیہ بیمار تھیں اسی وجہ سے حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے ان کی تیمارداری میں رہے... عین اسی روز کہ جس روز حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اسلام کی فتح اور مشرکین کی ہزیمت کی بشارت اور خوشخبری لے کر مدینہ آئے... حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا...

حضرت رقیہ کی علالت کی وجہ سے اسامہ بن زید بھی بدر میں شریک نہیں ہوئے صاحبزادی کے دفن میں مشغول تھے کہ یکایک تکبیر کی آواز سنائی دی... حضرت عثمان نے پوچھا اے اسامہ یہ کیا ہے...

دیکھتے کیا ہیں کہ زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ پر سوار ہیں اور مشرکین کے قتل کی بشارت لے کر آئے ہیں... انتقال کے وقت بیس سال کی عمر تھی...

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

ام کلثومؓ اسی کنیت کے ساتھ مشہور تھیں بظاہر یہ کنیت ہی آپ کا نام تھا... اس کے علاوہ آپ کا کوئی نام ثابت نہیں...

نکاح

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ماہ ربیع الاول ۳ ہجری حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں... چھ سال حضرت عثمان کے ساتھ رہیں اور کوئی اولاد نہیں ہوئی...

وفات

ماہ شعبان ۹ ہجری میں انتقال کیا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی... حضرت علی اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید نے قبر میں اتارا... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے...

Marfat.com

عتیبہ کی بدبختی

حضرت ام کلثوم... پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں... باپ کے کہنے پر طلاق دیدی... طلاق تو دوسرے بیٹے عتبہ نے بھی حضرت رقیہ کو دیدی تھی... مگر عتیبہ نے فقط طلاق پر اکتفانہ کی بلکہ طلاق دیکر آپ کے پاس آیا اور یہ کہا... کہ میں آپ کے دین کا منکر ہوں اور آپ کی بیٹی کو طلاق دیدی ہے وہ مجھ کو پسند نہیں کرتی اور میں اس کو پسند نہیں کرتا...

اس کے بعد آپ پر حملہ کیا اور آپ کا پیراہن چاک کر دیا... آپ نے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اس پر کوئی درندہ اپنے درندوں میں سے مسلط فرما... چنانچہ ایک مرتبہ قریش کا تجارتی قافلہ شام کی طرف گیا جا کر مقام زرقاء میں اترا ابولہب اور عتیبہ بھی اس قافلہ میں تھے... رات کے وقت ایک شیر آ گیا وہ شیر قافلہ والوں کے چہروں کو دیکھتا جاتا تھا اور سونگھتا جاتا تھا... جب عتیبہ پر پہنچا تو فوراً اس کا سر چبالیا... عتیبہ کا اسی وقت دم نکل گیا اور شیر ایسا غائب ہوا کہ کہیں اس کا پتہ نہ چلا...

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت

حضرت ام کلثوم کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میرے دس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دیتا رہتا...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے

صاحبزادہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لڑکوں میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے پہلے پیدا ہوئے... لیکن اس میں اختلاف ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان سے بڑی تھیں یا چھوٹی... حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں انتقال فرمایا... دوسال کی عمر اکثر نے لکھی ہے اور بعضوں نے اس سے کم یا زیادہ بھی لکھی ہے...

صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے ان کا نام طیب رضی اللہ عنہ اور طاہر رضی اللہ عنہ بھی پڑا اور بچپن ہی میں انتقال ہوا... اُن کے انتقال پر بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر کفار بہت خوش ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو گئی جس پر سورۂ اِنَّا اَعْطَیْنَا نازل ہوئی اور کفار کے اس کہنے کا کہ جب نسل ختم ہو گئی تو کچھ دنوں میں نام مبارک بھی مٹ جائے گا...

یہ جواب ملا کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس بعد تک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے فدائی کروڑوں موجود ہیں...

Marfat.com

صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بالاتفاق ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے۔

یہ حضور کی باندی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئے... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری اولاد ہیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن اُن کا عقیقہ کیا اور دو مینڈھے ذبح کئے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ فرمائی اور بالوں کو دفن کرایا۔

ابو ہند بیاضی رضی اللہ عنہ نے سر کے بال اُتارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے نام پر نام رکھا ہے اور سولہ مہینے کی عمر میں ان صاحبزادہ نے بھی ۱۰ ربیع الاوّل ۱۰ھ میں انتقال فرمایا بعضوں نے اٹھارہ مہینے کی عمر بتلائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی تجویز ہوگئی۔

سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

پیدائش' عقیقہ

حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد ہیں... جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ ۸ ہجری میں پیدا ہوئے...

ساتویں روز آپ نے عقیقہ کیا... عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کرائے سر منڈوایا گیا... بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی گئی اور بال زمین میں دفن کئے گئے اور ابراہیم نام رکھا...

Marfat.com

رضاعت

اور عوالی میں ایک دودھ پلانے والی کے حوالے کیا...
کبھی کبھی آپ تشریف لے جاتے اور گود میں لے کر پیار کرتے...

انتقال

تقریباً پندرہ سولہ مہینہ زندہ رہ کر ۱۰ ہجری میں انتقال کیا... جس روز انتقال ہوا اتفاق سے اس روز سورج گہن ہوا... عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مرتا ہے تو سورج گہن ہوتا ہے... اس لئے آپ نے اس عقیدۂ فاسدہ کے رد کرنے کے لئے خطبہ دیا کہ چاند اور سورج اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کے مرنے یا جینے سے ان کو گہن نہیں لگتا... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ جب ایسا دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو... اور صدقہ دو...

سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

آپ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے اور بعثت نبوی سے پیشتر ہی انتقال کر گئے... صرف دو سال زندہ رہے اور بعض کا قول ہے کہ سن تمیز کو پہنچ کر وفات پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہی کے انتساب سے تھی...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت خُسر

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خسر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ''یا رسول اللہ! آپ اپنی بیٹی (فاطمہ) اور اپنے داماد (یعنی مجھ علی) دونوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟'' عجیب وغریب سوال تھا مگر ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑا عجیب وغریب جواب دیا

''فرمایا تم سے زیادہ مجھے فاطمہ محبوب ہے اور فاطمہ سے زیادہ تم مجھے عزیز ہو...''

حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی بات پر ایک بار کچھ خفگی ہوگئی... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذرا سخت رویہ اختیار کیا، فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا روٹھ کر اپنے شفیق باپ کے یہاں پہنچیں کہ باپ کو اپنا غم سنا کر دل کا کچھ بوجھ ہلکا کریں... پیچھے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی گھبرائے ہوئے پہنچے اور آڑ میں کھڑے ہوگئے... خدانخواستہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے تو دین و دُنیا تباہ ہوجائیں گے...

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی سختی اور غصہ کی شکایت کی، ان کی زیادتی کا حال سنایا اور زاروقطار رونے لگیں...

شفیق باپ نے اس طرح بیٹی کو روتے دیکھا تو ان کا دل بھر آیا، آبدیدہ ہوگئے مگر داماد کے حق میں کوئی جملہ کہنے کے بجائے بیٹی کو سمجھاتے ہوئے شفیق باپ نے کہا

Marfat.com

''بیٹی! میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو قریش کے جوانوں میں اور اسلام لانے والوں میں سب سے افضل ہے...''

''بیٹی! میاں بیوی میں کبھی کبھی ایسی باتیں ہو ہی جاتی ہیں، وہ کون سے میاں بیوی ہیں جن کے درمیان کبھی کوئی رنجش کی بات نہ ہو اور بیٹی یہ کیسے ممکن ہے کہ مرد سارے کام ہمیشہ عورت کی مرضی کے مطابق ہی کیا کرے اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے، بیٹی! جاؤ اپنے گھر جاؤ، خدا تمہیں ہمیشہ خوش اور آباد رکھے اور میں تم دونوں کو خوش دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کروں...'' بیٹی کے دل سے کبیدگی دور ہوگئی...

ادھر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مہربان خُسر کی مشفقانہ گفتگو سنی تو ان کا دل بھی بھر آیا، سامنے آئے، آنکھوں میں آنسو تھے...

رقت کے انداز میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا

''خدا کی قسم! آئندہ تم ایسی بات نہ دیکھو گی جس سے تمہارے نازک دل کو دُکھ پہنچے...'' فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دل بھی بھر آیا، بولیں ''نہیں، غلطی تو میری ہی تھی''...

اور دونوں ایک دوسرے کی محبت سے سرشار، خوش خوش اپنے گھر لوٹ گئے...

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے اور پھر یہ محبت اس قدر بڑھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ روزانہ ان کی قبر پر بے تابانہ پہنچتے اور یہ اشعار آپ کی زبان پر ہوتے...

''اے اللہ! یہ میری کیا حالت ہوگئی کہ میں روزانہ قبر پر سلام کرنے آتا ہوں... لیکن میرے حبیب کی قبر مجھے کوئی جواب ہی نہیں دیتی، اے قبر! تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کی پکار کا کوئی جواب نہیں دیتی... کیا تو احباب کی محبت سے کبیدہ خاطر ہوگئی ہے؟

دلچسپ واقعہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے یہاں پہنچے' گھر میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنہا تھیں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے... بیٹی سے پوچھا: ''کہاں ہیں تمہارے چچا کے بیٹے؟'' بیٹی نے کہا: ''میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری ہوگئی' وہ مجھ پر بگڑ گئے اور خفا ہوکر کہیں چلے گئے... یہاں انہوں نے قیلولہ بھی نہیں کیا...''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا: ''ذرا دیکھ کے تو آؤ علی کہاں ہیں؟'' اس آدمی نے بتایا: ''وہ مسجد کی دیوار سے لگے سو رہے ہیں...'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے نکلے' دیکھا کہ وہ چت لیٹے ہوئے ہیں' چادر بھی کچھ سرک کر گر گئی ہے اور جسم پر مٹی لگ رہی ہے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے ''اُٹھ ابوتراب! اُٹھ ابوتراب!''

تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک بار) حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور چکی پیسنے کے نشان جو ان کے ہاتھوں میں تھے ان کو دکھا کر اپنی تکلیف ظاہر کرنے کا ارادہ کیا (مقصد یہ تھا کہ کوئی غلام، باندی مل جائے) اور وجہ یہ تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تھا کہ آج کل آپؐ کے پاس کچھ غلام آئے ہوئے ہیں...

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپؐ کے دولت کدہ پر پہنچیں، تو وہاں آپؐ تشریف نہ رکھتے تھے، لہٰذا ملاقات نہ ہوسکی (جس کی وجہ سے) اپنی معروض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ آئیں...

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کر دیا، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائی تھیں وہ ایسی ایسی بات کہہ گئی ہیں (کہ مجھے چکی پیسنے کی وجہ سے تکلیف ہے، اگر خدمت کیلئے کوئی غلام باندی مل

Marfat.com

جائے تو محنت کے کام سے نجات مل جائے)... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر آپ رات کو ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ہم (دونوں میاں بیوی) سونے کیلئے لیٹ چکے تھے، (آپؐ کے احترام کے لئے) اٹھنے لگے، تو فرمایا

تم دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو، ہمارے قریب تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان تشریف فرما ہوگئے، اور اتنے قریب مل کر بیٹھ گئے کہ مبارک قدم کی ٹھنڈک مجھے اپنے پیٹ پر محسوس ہوگئی... پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر نہ بتادوں جو تم نے مجھ سے سوال کیا؟ تم ایسا کیا کرو کہ (رات کو) سونے کیلئے لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے..." (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۹، از بخاری و مسلم)

تشریح: مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس موقع پر (فرض) نماز کے بعد بھی یہ تسبیحات پڑھنے کو ارشاد فرمایا، فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت ان تسبیحات کو پابندی سے پڑھنا چاہئے، بزرگوں نے بتایا ہے اور تجربہ کیا گیا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم دینے کے بجائے سوتے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے کو ارشاد فرمایا تھا، اس لئے سوتے وقت ان کے پڑھنے سے ایک طرح کی قوت حاصل ہوتی ہے، اور دن بھر کی تھکن محنت اور کام کاج کی دُکھن دور ہو جاتی ہے...

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں پر چکی پیسنے کے نشانات دکھا کر غلام یا باندی حاصل کرنے کے لئے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئی تھیں، دوسری روایات میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صرف چکی ہی نہیں پیستی تھیں، بلکہ پانی کا مشکیزہ بھی بھر کر لاتی تھیں، جس کے نشانات ان کے سینے میں پڑ

Marfat.com

گئے تھے، اور اپنے گھر میں جھاڑو بھی خود ہی دیتی تھیں، جس سے کپڑے غبار میں بھر جاتے تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ بھی خود جلاتی تھیں جس سے ان کے کپڑوں کا رنگ دھوئیں کے اثر سے سیاہی مائل ہو جاتا تھا (ابوداؤد...۱۲)

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محنت و مشقت اور تکلیف کی شکایت کر کے غلام یا باندی کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ باندی عطا فرمائی نہ غلام دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو غلام باندی آئے تھے وہ تم سے پہلے شہداء بدر کے یتیم بچے لے گئے... (ابوداؤد، باب التسبیح عند النوم)

دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ سے فرمایا خدا کی قسم ایسا نہ کروں گا کہ یہ غلام باندی تم کو دے دوں اور اصحاب صفہ کو چھوڑ دوں، جن کے پیٹ بھوک سے پیچ و تاب کھا رہے ہیں، ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا، پھر ان کے پاس رات کو تشریف لے گئے اس وقت دونوں ایک ایسی چھوٹی چادر میں لپٹے ہوئے تھے کہ سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے، اور پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر کھل جاتے تھے....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دونوں اٹھنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اپنی جگہ رہو اور فرمایا، کیا تمہیں اس چیز سے بہتر نہ بتا دوں جو تم نے سوال کیا ہے؟ عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد اور سوتے وقت مذکورہ تسبیحات پڑھنے کو بتائیں... (الاصابہ)

حافظ منذری کی کتاب ''الترغیب والترہیب'' میں یہ بھی ہے کہ ایک خادم مل جانے کی آرزو ظاہر کرنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:...

اتقی اللہ یا فاطمۃ وادی فریضۃ ربک واعملی عمل اھلک.

''یعنی اے فاطمہؓ! اللہ سے ڈرو، اور اپنے رب کے فرائض ادا کرتی رہو اور اپنے شوہر کے کام کاج میں لگی رہو...''

Marfat.com

گھر میں سامان کی کمی کوئی عیب نہیں

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود ہی کرتی تھیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا، کھانے پینے کی بھی کمی رہتی تھی، گھر میں سامان بس بہت ہی معمولی تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زینت کیلئے عمدہ قسم کے کپڑے کا پردہ دروازہ پر لٹکا رکھا ہے تو اس پر خفگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ میرے گھر والے ہیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے حصہ کی عمدہ چیزیں اسی زندگی کے اندر کھالیں... (مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا، اپنے گھر والوں کیلئے بھی اسی کو پسند فرماتے تھے... ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے اور علیؓ کے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال ہے، جسم پر ہم رات کو سوتے ہیں، اور دن کو اس پر اونٹ کو چارہ کھلاتے ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری بیٹی صبر کر، کیونکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے دس برس تک اپنی بیوی کے ساتھ قیام کیا، اور دونوں کے پاس صرف ایک عبا تھی، (اسی کو اوڑھتے اور اسی کو بچھاتے تھے)... (شرح مواہب لدنیہ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو اپنی صاحبزادی کو ایک غلام یا باندی عنایت فرما دیتے، مگر آپؐ نے ضرورت کا احساس فرمایا اور آپ کی خداداد رحمت و رأفت نے اسی پر آپ کو آمادہ کیا، کہ صفہ میں رہنے والے میری بیٹی سے زیادہ ضرورت مند ہیں کسی نہ کسی طرح دکھ تکلیف سے محنت و مشقت کرتے ہوئے صاحبزادی کی زندگی گذر تو رہی ہے، مگر صفہ والے تو بہت ہی بدحال ہیں، جن کو فاقوں پر فاقے گذر جاتے ہیں ان کی رعایت مقدم ہے، اور صاحبزادی کو ایسا عمل بتایا جو آخرت میں بے انتہا اجر و ثواب کا ذریعہ بنے، دنیا کی فنا ہونے والی تکلیف آخرت کے لئے بے انتہا انعامات کے مقابلہ میں بہت ہی بے حقیقت ہے، اسی لئے

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے شوہر کا کام انجام دیتی رہو، اور اپنے رب کا فریضہ ادا کرتی رہو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا، کہ میں اللہ (کی تقدیر) اور اس کے رسولؐ (کی تجویز) پر راضی ہوں" شاید ڈرنے کو اس لئے فرمایا کہ دنیاوی راحت و آرام کا سامان طلب کرنا ان کے بلند مرتبہ کے خلاف تھا، واللہ اعلم...

اگر میری لڑکی ہوتی تو تجھے اپنا داماد بنالیتا

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام سے مدینہ آئے تو آپ اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور تھوڑا سا تیل بھی لیتے آئے مدینہ پہنچ کر قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبوی میں لٹکا دیں اور جب شام ہوئی تو انہوں نے انہیں جلا دیا اس سے پہلے مسجد میں روشنی نہیں ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو روشن پایا تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے؟

صحابہ نے حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے ان کو دعائیں دیں... اور فرمایا اگر کوئی میری لڑکی ہوتی تو میں تمیم سے اس کا نکاح کر دیتا... اتفاق سے اس وقت نوفل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے انہوں نے اپنی بیوہ صاحبزادی ام المغیرہ کو پیش کیا...

آپ نے اسی مجلس میں ام المغیرہ سے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کر دیا... حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے رہنے والے تھے قبیلہ لخم سے نسبی تعلق تھا اور مذہباً عیسائی تھے اسلام لانے کے بعد جتنے غزوات پیش آئے سب میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفاف (گذارہ) کے لیے شام میں قریہ عینو کا ایک حصہ آپ کو دے دیا تھا اور اس کی تحریری سند بھی لکھ دی تھی مگر دیار محبوب کی محبت نے وطن کی محبت فراموش کر دی چنانچہ عہد نبوی کے بعد خلفائے ثلاثہ کے زمانہ تک آپ مدینہ ہی میں رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملی فتنہ

Marfat.com

وفساد شروع ہوا تو آپ بادل ناخواستہ مدینہ چھوڑ کر اپنے وطن شام چلے گئے...

فتح الباری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح با جماعت قائم کی تو مردوں کا امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور عورتوں کا امام حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا ایک مرتبہ روح بن زنباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ گھوڑے کیلئے جو صاف کر رہے ہیں اور گھر کے تمام لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہیں روح نے عرض کیا کیا ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کام کو کر سکے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے گھوڑے کے لیے دانہ صاف کرتا ہے اور پھر اس کو کھلاتا ہے تو ہر دانہ کے بدلے سے ایک نیکی ملتی ہے" اس لیے میں خود اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوں تا کہ ثواب سے محروم نہ رہ جاؤں...

انہوں نے ایک بہت قیمتی جوڑا خریدا تھا جس روز ان کو شب قدر کی توفیق ہوتی تھی اسے اس روز پہنتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ مقام حرہ میں آگ لگ گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے واقعہ بیان کیا حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں گئے اور بے خطر آگ میں گھس گئے اور اسے بجھا کر صحیح وسالم واپس چلے آئے... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکو خیر اہل المدینہ (مدینہ کے سب سے اچھے اور نیک آدمی) فرمایا کرتے تھے... (سیر الصحابہ: ۴/۱۴۰)

ابو جہل' ولید عتبہ وغیرہ کو بد دعا

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے رفقاء جو وہاں جمع تھے ان میں سے کسی نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا اس کی اوجھڑی وہاں پڑی ہوئی تھی... ابو جہل بولا

Marfat.com

تم میں سے ہے کوئی شخص جو اٹھ کر اس اونٹ کی اوجھڑی لے آئے اور جب محمدؐ سجدہ کریں تو ان کے شانوں پر جا کر رکھ دے... آخر جو ان میں سب سے زیادہ بدنصیب تھا اس نے یہ ہمت کی اور جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے تو اس نے وہ اوجھڑی لا کر آپ کے شانوں پر ڈال دی پھر کیا تھا ایک قہقہہ لگا کہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر جا جا کر گرنے لگا... میں یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا... کاش میرے ساتھ کوئی چھوٹی سی جماعت بھی ہوتی تو میں آپؐ کے شانوں سے اس کو اٹھا کر پھینک دیتا ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سربسجود تھے اور اپنا سر مبارک نہ اٹھاتے تھے... اتنے میں کسی نے جا کر حضرت فاطمہؓ کو اس کی خبر کی، یہ اس وقت بہت کم سن تھیں بھاگ کر آئیں اور آپؐ کے شانوں سے وہ اوجھڑی اٹھا کر پھینک دی پھر ان بدکرداروں کو برا بھلا کہنے لگیں...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو بآواز بلند ان پر بددعا فرمائی... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور مبارک یہ تھا کہ جب بددعا فرماتے تو تین بار فرماتے اسی طرح جب کوئی دعا مانگتے تو تین بار مانگتے پھر تین بار فرمایا الٰہی قریش سے انتقام لے"... جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمہ سنا تو ان کی سب ہنسی خوشی غائب ہو گئی اور سہم کر رہ گئے...

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر بددعائیں فرمائیں الٰہی ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید، امیہ اور عقبہ سے اور ایک ساتویں شخص کا نام لیا جو اس وقت مجھ کو یاد نہیں رہا... انتقام لے اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا ہے جن جن مشرکین کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لئے تھے میں نے ان میں سے ایک ایک کو جنگ بدر کے میدان میں مقتول پڑا ہوا دیکھا اس کے بعد وہ گھسیٹ کر وہاں ایک کنویں میں ڈال دیئے گئے... (بخاری ومسلم)

جب ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو گیا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ کو رخصتی سے

Marfat.com

قبل ہی طلاق دیدیں... تو عتیبہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بدتمیزی سے یوں کہا کہ میں تمہارے دین کو نہیں مانتا اور میں نے تمہاری لڑکی کو چھوڑ دیا کہ نہ وہ میرے بلانے پر آئے نہ میں اس کے بلانے پر آؤں... (یا نہ وہ مجھے جواب دے نہ میں اسے جواب دوں) پھر اس بدبخت نے حضور کو ایذا دینے کا قصد کیا اور آپ کا پیراہن مبارک پھاڑ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی کہ اے میرے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دیجئے...

کچھ دنوں کے بعد قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ وہ لڑکا کسی سفر کو نکلا... ملک شام میں ایک مقام پر جس کا نام زرقا تھا وہ قافلہ رات کو اترا... ایک شیر رات میں ان کے پاس سے گھوم گیا تو عتیبہ کہنے لگا اے بھائی بڑا غضب ہو گیا... یہ شیر بخدا مجھے کھا جائے گا... جیسا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ پر بددعا کی ہے حالانکہ وہ اس وقت مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں...

بس پھر اس شیر نے قافلہ کے بیچ میں سے گزر کر اسی پر حملہ کیا اور اس کا سر پکڑا اور اسے مار ڈالا... اور ہشام نے اپنے والد عروہ سے یوں روایت کی ہے کہ جب شیر اس رات میں ان کے پاس سے گھوم گیا تو قافلے والے اٹھ بیٹھے اور وہ عتیبہ کو بیچ میں کر کے چاروں طرف خود پھیل گئے تو وہ شیر سب کے بیچ میں سے گزرتا ہوا آگے آیا اور اس نے عتیبہ کا سر پکڑا اور اسے توڑ ڈالا... اہل سیر کے یہاں اسی طرح مشہور ہے ...ابن تیمیہؒ نے اس کا ذکر الجواب الصحیح میں کیا ہے...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت...نانا محترم

(۱) خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں خطبہ دے رہے تھے، دیکھا کہ مسجد میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی آ رہے ہیں، مسجد کے صحن میں تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے نانا جان کے پاس جلد پہنچنا چاہتے ہیں لیکن قدم لڑکھڑا رہے ہیں اور ہر قدم پر خطرہ ہے کہ کہیں گر نہ جائیں...چھوٹے چھوٹے معصوم بچے سرخ جوڑا پہنے بڑے پیارے لگ رہے ہیں، ننھی ننھی ٹانگیں لرز رہی ہیں، اور وہ نانا جان کی طرف بڑھ رہے ہیں، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر تک تو دیکھتے رہے مگر ضبط نہ کر سکے، منبر سے اُترے، نواسوں کو آغوش میں لیا اور لے جا کر اپنے سامنے بٹھالیا، اب سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، خدا نے کتنی سچی بات فرمائی ہے...

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ

فی الواقع تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے ذریعہ آزمائش ہیں...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے، ”حسین میرا ہے اور میں حسین کا...خدا اس سے محبت رکھے جو میرے حسین سے محبت رکھتا ہے...“

(۲) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت کرنے والے نانا کے پیروں پر پیر رکھے کھڑے تھے...آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا بیٹے! اور اوپر چڑھ آؤ، اور وہ اوپر چڑھتے چڑھتے اس سینے پر چڑھ

Marfat.com

آئے جس میں پوری انسانیت کا درد تھا، نانا جان نے پیار سے نواسے کا منہ چوما اور خدا سے التجا کی ''پروردگار! میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر...''

(۳) خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے یہاں مدعو تھے، تیز تیز قدموں سے جا رہے تھے، چلتے چلتے رُک گئے... پیارے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ راستے میں کھیل رہے تھے...آپ نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور نواسے کو سینے سے لگانے کے لیے بلایا...حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہنسے اور دوڑتے ہوئے آئے مگر پاس آ کر ہر بار کترا جاتے اور بچ کر نکل جاتے...آخر ایک بار پکڑ میں آ گئے...حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر رکھا اور ایک ہاتھ ان کے سینے پر اور مبارک سینے سے جوش محبت میں چمٹا لیا...پھر بڑے پیار سے فرمایا ''حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں...''

(۴) آپ ایک شاہراہ سے گزر رہے ہیں، پیارا نواسہ اس کندھے پر سوار ہے جس پر پورے عالم کی قیادت کا بوجھ تھا...راہ میں کسی نے کہا، کیا اچھی سواری ہاتھ آئی ہے تمہیں صاحبزادے! پیار کرنے والے نانا نے کہا، ''سوار بھی کیسا اچھا ہے...''

(۵) خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں وہ نماز جس کے خلوص اور خشوع وخضوع کی کوئی رمق بھی مل جائے تو پوری اُمت کی نماز نماز ہو جائے...اسی دوران ایک پیاری معصوم بچی آتی ہے اور کندھے پر سوار ہو جاتی ہے، آپ رکوع میں جانا چاہتے ہیں اور بچی کندھے پر سوار ہے...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرمی سے پیاری بچی کو کندھے سے اُتار دیتے ہیں اور خدا کے حضور رکوع وسجود کرتے ہیں، پھر کھڑے ہوتے ہیں تو بچی پھر سوار ہو جاتی ہے، نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو پیاری نواسی کو نہ ڈانٹتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں بلکہ جوش محبت میں سینے سے لپٹا لیتے ہیں...

ایک بار خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ تحفے آئے، اچھے تحفے، ان تحفوں میں ایک سنہرا خوبصورت ہار بھی تھا، یہی بچی ایک کونے میں کھیل رہی تھی، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ہار تو میں اپنے گھر والوں میں سے اسے دوں گا

Marfat.com

جو مجھے بہت زیادہ پیاری ہے، لوگوں نے سمجھا ضرور آپ یہ ہار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے کی زینت بنائیں گے...

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیلنے والی پیاری بچی کو اپنے پاس بلایا، پیار کیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ ہار پیاری نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا...

(۶) پیاری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شفیق باپ کے پاس قاصد بھیجا اور کہلوایا میرے بچے کی جاں کنی کا نازک وقت ہے، ذرا دیر کے لیے تشریف لے آئیے... خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام پہنچا تو قدرتی طور پر غمزدہ ہوئے، ضبط سے کام لیا اور قاصد سے کہلا بھیجا، بیٹی! تم پر سلامتی ہو، جو کچھ خدا نے لے لیا وہ خدا ہی کا ہے اور جو کچھ اس نے عطا فرمایا وہ بھی خدا ہی کا ہے، ہر چیز کا اس کے یہاں وقت مقرر ہے... بیٹی! صبر سے کام لو خدا تمہیں ضرور اس کا بہترین صلہ دے گا...

حضرت زینب رضی اللہ عنہا جاں کنی کا منظر دیکھ کر بے حال تھیں، جگر گوشہ گود میں پڑا اور اپنی آخری گھڑیاں پوری کر رہا تھا، آپ نے پھر قاصد بھیجا اور کہلوایا، حضور ضرور تشریف لائیں بڑا سخت وقت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے... آپ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، اُبی ابن کعب، زید بن ثابت اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی تھے، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے یہاں پہنچے تو بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا گیا... بچے کی جاں کنی ہو رہی تھی، معصوم بچہ آخری ہچکیاں لے رہا تھا، نواسے کی یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپا ٹپ گرنے لگے...

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! یہ کیا آپ رو رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا یہ رحم ہے رحم، جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں...

Marfat.com

نواسوں سے شفقت و محبت

خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میرے بچے (حسن و حُسین رضی اللہ عنہما) کہاں ہیں؟

میں نے عرض کیا آج ہم صبح اٹھے تو گھر میں چکھنے کو بھی کوئی چیز نہ تھی، ان کے والد نے کہا میں ان دونوں کو لے کر باہر جاتا ہوں اگر گھر پر رہیں گے تو تمہارے سامنے روئیں گے اور کھلانے کو تمہارے پاس کچھ ہے ہی نہیں چنانچہ وہ انہیں لے کر فلاں یہودی کی طرف گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادھر ہی تشریف لے گئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں بچے ایک صراحی سے کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے بچا کھچا ادھ کٹا قسم کا کچھ کھجور ہے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اب بچوں کو گھر لے چلو دھوپ بڑھ رہی ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول ! آج صبح سے ہمارے گھر میں ایک دانہ نہیں ہے اگر آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیں تو میں فاطمہ کیلئے کچھ بچے کھچے کھجور جمع کرلوں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ بچے ہوئے کھجور جمع ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجور ایک کپڑے میں باندھ لئے اور بڑھ کر دونوں کو گود لیا اور اٹھا کر لے آئے...

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں...

حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کی کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں کون زیادہ محبوب ہے؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے میرے بیٹوں کو بلاؤ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سینے سے لگاتے...

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم ایک دعوت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستہ کی گلی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر آگے بڑھے اور دونوں ہاتھ پھیلا لئے باقی بچے ادھر ادھر بھاگنے لگے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہا کو ہنساتے ہوئے ان کی طرف بڑھ گئے یہاں تک کہ پکڑ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا دوسرا سر کے اوپر رکھا اور بوسہ لے لیا...

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ...ایک دفعہ میں کسی ضرورت کیلئے رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو کپڑے کے اندر کوئی چیز آپ نے اٹھائی ہوئی تھی مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا جب میں اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کپڑے میں کیا چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا ہٹایا تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...

یہ میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں، اے اللہ!

میں ان سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے محبت کریں اور جو ان سے محبت رکھے ان سے بھی آپ محبت کریں... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کندھے مبارک پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لئے جا رہے تھے تو ایک شخص نے دیکھ کر کہا

Marfat.com

''صاحبزادے! بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اور سوار بھی بہترین ہے''...

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اس لئے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز دوڑتے ہوئے آئے اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی داڑھی پکڑ کر دکھایا کہ یہ)

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک ہاتھ سے پکڑنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن مبارک کھول کر ان کے منہ میں ڈالنے لگے اور فرماتے جا رہے تھے...

''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما'' یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائی...

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو رسول اللہ نے خود آپ کو شہد چٹایا اور ان کے دہن پاک کو اپنی زبان بابرکت سے تر کیا، دعائیں دیں اور حسین نام رکھا...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت بھائی

مجاہدین اسلام نے قبیلہ ٔ ہوازن پر حملہ کیا اور بہت کچھ سامان، لونڈی غلام قبضے میں آئے، ان عورتوں میں حارث کی بیٹی شیما بھی تھیں، یہ باندیاں بھی خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئیں تو شیما دیر تک ٹکٹکی باندھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی رہیں، پھر بولیں جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں تمہاری رضاعی بہن شیما ہوں، دیکھو یہ میری نشانی ہے جس سے تم واقف ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نشانی دیکھی تو کچھ یادیں تازہ ہوگئیں، آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ منظر یاد آ گیا جب شیما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ سعدیہ کی گود میں کھلایا کرتی تھیں...

شیما بولیں، محمد! تمہیں یاد ہے جب میں تمہیں گود میں لیے کھلاتی تھی۔ اور یہ گیت گایا کرتی تھی:

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا حَتّٰی اَرَاهُ یَافِعًا وَاَمْرَدًا
ثُمَّ اَرَاهُ سَیِّدًا مَسْعُوْدًا وَاکْبُتْ اَعَادِیْهِ الْحُسَّدَا

ترجمہ: اے ہمارے رب! محمد کو جیتا رکھ کہ ہم اپنی آنکھوں سے ان کو جوان دیکھیں، پھر ہم اس کو ایک معزز سردار دیکھیں اور اس سے حسد رکھنے والے دُشمن، ذلیل اور سرنگوں ہوں، خدایا! تو اس کو ایسی عزت عطا کر جو ہمیشہ ہمیشہ رہے...

خدا کا شکر ہے یہ سب کچھ آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور شیما کی

Marfat.com

آنکھوں سے خوشی کے دو موٹے موٹے آنسو ٹپک پڑے، انہیں اسیرانِ جنگ میں آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما بھی تھیں، لوگوں نے جب اُن کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں، لوگ تصدیق کے لیے آپ کی خدمت میں لے کر آئے، شیما نے کہا اے محمد! میں تمہاری بہن ہوں اور علامت بتلائی کہ لڑکپن میں ایک مرتبہ تم نے دانت سے کاٹا تھا جس کا یہ نشان موجود ہے..

.آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا اور مرحبا کہا اور بیٹھنے کے لیے چادر بچھا دی.
اور فرطِ مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو نہایت عزت واحترام کے ساتھ تم کو رکھوں گا اور اگر اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے... شیما نے کہا میں اپنی قوم میں جانا چاہتی ہوں اور مسلمان ہو گئیں...
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے ہوئے ان کو کچھ اونٹ اور بکریاں اور تین غلام اور ایک باندی عطا فرمائی... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں بچپن کا پورا منظر گھوم گیا، پرانی یادیں تازہ ہو گئیں، آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، اپنی پاک چادر اپنے ہاتھ سے بچھائی، بڑی بہن کو عزت کے ساتھ اس پر بٹھایا، کچھ دیر باتیں کرتے رہے، خوشی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دمک رہا تھا، پھر بہن سے کہا، اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرو تو یہاں تمہیں ہر طرح کا آرام ملے گا، عزت و آسائش سے یہاں رہو گی اور اگر اپنے قبیلے ہی میں واپس جانا چاہتی ہو تو تمہیں وہیں آرام وعزت کے ساتھ روانہ کرا دیا جائے...

شیما نے کہا، پیارے بھائی! سب سے پہلے تو مجھے کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرو، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کلمہ پڑھ کر شیما اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئیں... پھر درخواست کی یا رسول اللہ! اب مجھے میرے قبیلے ہی میں واپس بھیجنے کا انتظام فرما دیجئے... آپ نے شیما کو تین غلام، ایک باندی، ایک بکری اور کچھ نقد رقم دے کر عزت واکرام کے ساتھ رُخصت کر دیا...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت.... بھتیجا

(۱) غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دو دستی تلوار مارتے، بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے، کفار کی صفوں میں ان کی جاں بازی سے افراتفری مچی ہوئی تھی، جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام تھا، وحشی، جبیر نے وحشی سے وعدہ کرلیا تھا کہ اگر وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کردے تو آزاد کردیا جائے گا...اس لیے وہ برابر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں لگا رہا...

ایک موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، وحشی کے قریب آئے تو اس حبشی نے اپنا چھوٹا نیزہ، حربہ تاک کر پیٹ میں مارا، نیزہ ناف میں لگا اور پار ہوگیا... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پلٹ کر وحشی پر حملہ کریں لیکن زخم کاری تھا، لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش کیا...

اس غزوہ میں اگرچہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی شجاعت اور استقلال اور بے مثال تدبر و بصیرت سے مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی تھی لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں سخت زک اُٹھانی پڑی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے...

اسلامی فوج جب جنگ سے واپس مدینے پہنچی تو مدینے میں گھر گھر کہرام بپا تھا، خواتین اپنے اپنے شہیدوں کو یاد کرکے نوحہ کررہی تھیں... بڑا ہی رقت انگیز منظر تھا...

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا کہ عورتیں اپنے جگر گوشوں اور عزیزوں کا تذکرہ کر رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر سامنے آ گیا اور بڑے ہی رقت انگیز انداز میں فرمایا ''کیا حمزہ کا تذکرہ کرنے والا کوئی نہیں ہے؟''

وحشی جنگ طائف کے بعد ایمان لے آئے تھے لیکن جب بھی وحشی پر رحمت عالم کی نظر پڑتی، چچا یاد آ جاتے... بہت ضبط فرماتے مگر ایک دن وحشی سے فرمایا ''تم میرے سامنے نہ آیا کرو...''

(۲) غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بھی قید ہو کر آئے... مسلمانوں نے قیدیوں کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر باندھ دیئے تھے، عباس کے ہاتھ پاؤں بھی رسی اور زنجیروں سے جکڑ دیئے گئے تھے، عباس برابر درد سے کراہ رہے تھے... ان کے کراہنے کی آواز رحم دل بھتیجے کے کان میں پہنچ رہی تھی اور آپ بے قراری اور بے چینی میں بار بار کروٹیں بدل رہے تھے، نیند کسی کروٹ پر نہیں آ رہی تھی مگر کیسے کہتے کہ عباس کے بندھن ڈھیلے کر دو...

آپ کو بے قرار دیکھ کر جاں نثار بھی بے قرار ہو گئے اور سمجھ گئے کہ عباس کی کراہوں نے آپ کو بے چین کر رکھا ہے... لوگوں نے عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے... ان کے درد و کرب میں کمی آئی... کراہیں بند ہوئیں، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آرام ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

یتیموں کیلئے سراپا رحمت

بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیتے تھے تو دایاں پستان کا دودھ پیتے تھے اور بایاں حضرت حلیمہ کے بیٹے کے لئے چھوڑ دیتے تھے اس کو منہ بھی نہ لگاتے تھے... (نشر الطیب ص:۲۳)

سب سے اچھا گھر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کے مکانوں میں سے وہ مکان سب سے اچھا ہے جس میں کسی یتیم بچے کی پرورش ہو رہی ہو اور وہ مکان سب سے بُرا ہے جس میں کسی یتیم کو تکلیف دی جاتی ہو... (رواہ البخاری فی الادب)

لڑکیوں کی پرورش پر مغفرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان ہو اسکی تین بیٹیاں ہوئیں اور اس نے ان پر خرچ کیا حتیٰ کہ وہ (نکاح کے بعد) اس سے جدا ہوگئیں یا ان کی وفات ہوگئی تو وہ اس کیلئے دوزخ سے پردہ ہو جائیں گی... ایک عورت نے عرض کیا، اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوئیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کیلئے بھی یہی حکم ہے... (طبرانی)

Marfat.com

جنت میں خصوصی مکان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک مکان ہے جس کو دارالفرح کہتے ہیں... اس مکان میں ان لوگوں کے سوا کوئی داخل نہیں ہوسکتا جو مسلمان یتیم بچوں کوخوش کرتے اوران کا جی بہلاتے ہیں... (رواہ ابن النجار)

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک یتیم کی ملاقات

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید کے دن گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے لگے.... راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں کو کھیلتے دیکھا انہوں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے.... بچوں نے سلام عرض کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب ارشاد فرمایا... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے تو ایک بچے کو خاموشی کے ساتھ اداس بیٹھے دیکھا....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب رک گئے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟ اس نے رو کر کہا.... اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں یتیم مدینہ ہوں.... میرے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہے جو میرے لئے کپڑے لا دیتا.... میری امی مجھے نہلا کر کپڑے پہنا دیتی اس لئے میں یہاں اداس بیٹھا ہوں.... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے ساتھ آؤ....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر واپس اپنے گھر تشریف لائے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا.... حمیرا! انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچے کو نہلا دو چنانچہ اسے نہلا دیا گیا.... اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے.... کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ

Marfat.com

دیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا.... پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی .... حتیٰ کہ جب وہ بچہ تیار ہو گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چلنے لگا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے بیٹھ گئے اور اس بچے کو فرمایا آج تو پیدل چل کر مسجد میں نہیں جائے گا بلکہ میرے نبوت والے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا....

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کو کندھوں پر سوار کر لیا اور اسی حالت میں اسی گلی میں تشریف لائے جس میں بچے کھیل رہے تھے .... جب بچوں نے یہ معاملہ دیکھا تو وہ رو رو کر کہنے لگے کاش ہم بھی یتیم ہوتے اور آج ہمیں بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبوت والے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہوتا.... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا .... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم آج زمین پر نہیں بیٹھو گے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت وشفقت کی وجہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دے گا.... (از خطبات فقیر)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

سراپا شفقت ہمسایہ

پڑوسی... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

انسان کا اپنے ماں' باپ' اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اور تعلق ہمسایوں اور پڑوسیوں سے بھی ہوتا ہے اور اس کی خوشگواری اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین وسکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم وہدایت میں ہمسائیگی اور پڑوس کے اس تعلق کو بڑی عظمت بخشی ہے اور اس کے احترام ورعایت کی بڑی تاکید فرمائی ہے... یہاں تک کہ اس کو جزو ایمان اور جنت میں داخلہ کی شرط اور اللہ ورسول کی محبت کا معیار قرار دیا ہے...

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشادات پڑھئے:

(۱) ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے چلا' وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب کھڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہیں' میں نے خیال کیا کہ شاید انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کام ہوگا... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں اور ان سے باتیں ہورہی ہیں' بڑی دیر ہوگئی' یہاں تک کہ مجھے

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھک جانے کے خیال نے بے چین کر دیا' بہت دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے اور میرے پاس آئے...

میں نے کہا حضور! اس شخص نے تو آپ کو بہت دیر تک کھڑا رکھا' میں تو پریشان ہو گیا' آپ کے پاؤں تھک گئے ہوں گے' آپ نے فرمایا: اچھا تم نے ان کو دیکھا؟

میں نے کہا ہاں! خوب اچھی طرح دیکھا' فرمایا جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے' مجھے پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے حقوق بیان کیے کہ مجھے کھٹکا ہوا کہ غالباً آج تو پڑوسی کو وارث ٹھہرا دیں گے... (مسند امام احمد)

(۲) بزار میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں:

(۱) ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہے اور وہ (حق کے لحاظ سے) سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے... (۲) دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں...

(۳) اور تیسرا وہ پڑوسی جس کے تین حق ہیں...

ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو' اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلمان بھی ہو' اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہے اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے...

اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو' مسلمان بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہوگا' دوسرا پڑوسی ہونے کا اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا...

تشریح: اس حدیث میں صراحت اور وضاحت فرما دی گئی ہے کہ پڑوسیوں کے جو حقوق قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کے اکرام اور رعایت و حسن سلوک کی جو تاکیدیں فرمائی گئی ہیں اُن میں غیر مسلم پڑوسی بھی شامل ہیں اور ان کے بھی وہ سب حقوق ہیں... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے یہی سیکھا... جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ ایک دن اُن کے گھر بکری ذبح ہوئی'

Marfat.com

وہ تشریف لائے تو انہوں نے گھر والوں سے کہا:

"تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا؟ تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی بھیجا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبرائیل علیہ السلام (اللہ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث بھی قرار دے دیں گے..."

افسوس ہے کہ عہد نبوی سے جتنا بعد ہوتا گیا' اُمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات سے اُسی قدر دور ہوتی چلی گئی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں کے بارے میں جو وصیت اور تاکید اُمت کو فرمائی تھی' اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد بھی اس پر اُمت کا عمل رہا ہوتا تو یقیناً آج دُنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا... اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو توفیق دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کی قدر و قیمت سمجھیں اور اس کو اپنا دستور العمل بنائیں... (معارف الحدیث: ۶/۱۰۰)

(۳) مسند احمد میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں' میں ایک کو ہدیہ بھیجنا چاہتی ہوں تو کسے بھجواؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دروازہ قریب ہو... (ابن کثیر)

(۴) طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' لوگوں نے آپ کے وضو کے پانی کو لینا اور ملنا شروع کیا... آپ نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت میں... آپ نے فرمایا: جسے یہ خوش لگے کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے' جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے...

(۵) مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو جھگڑا خدا کے

Marfat.com

سامنے پیش ہوگا وہ دو پڑوسیوں کا ہوگا...(٦) مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے جبرئیل علیہ السلام پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے...

(٧) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہتر ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ خوش سلوک زیادہ ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمسایوں سے نیک سلوک زیادہ ہو...

(٨) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا کہ زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا وہ حرام ہے' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کیا ہے اور قیامت تک وہ حرام ہی رہے گا...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! دس عورتوں سے زنا کرنے والا اس شخص کے گناہ سے کم گنہگار ہے جو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے...پھر دریافت فرمایا: تم چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے اور وہ بھی قیامت تک حرام ہے...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! دس گھروں سے چوری کرنے والے کا گناہ اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرائے...

(٩) صحیحین کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی ایک نے تجھے پیدا کیا ہے... میں نے پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا تو اپنی پڑوسن سے زنا کرے...

(١٠) مسند بن حمید میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص عوالی مدینہ سے آیا' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے جہاں جنازوں کی نماز پڑھی جاتی تھی... جب آپ فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

Marfat.com

یہ دوسرا کون سا شخص نماز پڑھ رہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے انہیں دیکھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا: تم نے بہت بڑی بھلائی دیکھی' یہ جبرائیل علیہ السلام تھے' مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے... (تفسیر ابن کثیر: ۱/۵۶۱)

پڑوسی کے یہاں کھانا بھیجنا

مسلم میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت کے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب کھانے کی ہنڈیا تیار کرو تو اس میں ذرا شوربہ زیادہ کر دیا کرو تاکہ تم اپنے پڑوسیوں کے پاس بھی کچھ بھیج سکو... (مسلم شریف: ۲/۲۹)

نوٹ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر غفاری کو جو وصیت فرمائی وہ پوری امت کے لیے ہے تنہا ان کے لیے نہیں ہے...

پڑوسی سے حُسنِ سلوک کمالِ ایمان کی علامت ہے

بخاری شریف میں ایک روایت ہے جو بخاری میں چار مقامات پر مذکور ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت کے اندر پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کو کمال ایمان کی علامت قرار دیا جو شخص پڑوسیوں کے ساتھ غم خواری و ہمدردی کا معاملہ نہیں کرتا ہے وہ مومن کامل نہیں ہے...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور اپنے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور اکرام کا معاملہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور مہمانوں کی مہمانداری اور ان کے ساتھ عزت و اکرام کا معاملہ کرے... (بخاری شریف: ۲/۹۷۷، حدیث نمبر ۴۹۹۱)

Marfat.com

جب پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کا معاملہ کرنا کمال ایمان کی علامت ہے تو یہی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہوگی جس شخص کے اندر یہ صفات موجود ہیں اس کا اللہ و رسول سے محبت کا دعویٰ سچا ہوگا اور جس شخص کے اندر پڑوسی کی ہمدردی نہیں ہے اس کا اللہ اور رسول سے محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے...

پڑوسیوں کی دل شکنی سے بچتے رہو

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں نقل فرمایا ہے کہ تم اپنے گھر کی عمارت کو اتنی اونچی نہ کرو جس سے پڑوسی کا گھر ڈھک جائے اور اس کے گھر میں ہوا پہنچنے سے رکاوٹ بن جائے البتہ پڑوسی تمہارے گھر کے اونچا کرنے پر راضی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اپنی اونچی عمارتوں کے ذریعہ غریب پڑوسی کو مت ستایا کرو کہ اس کا گھر بیکار نہ ہو جائے اور اس کے گھر میں دھوپ اور ہوا داخل نہ ہو اور جب تم بازار سے پھل فروٹ خرید کر لاؤ تو پڑوسی کے یہاں بھی اس میں سے بھیج دو ورنہ اس کو اپنے گھر میں خفیہ طور پر داخل کرلو اور تمہارے بچے پھل لے کر باہر نہ نکلیں کہ اس سے پڑوسی کے بچے کبیدہ خاطر ہوں گے اور اپنی پکی ہوئی ہانڈی سے اور اپنے پکوان کی خوشبو سے پڑوسی کو مت ستاؤ... ہاں البتہ پڑوسی کے یہاں اس میں سے کچھ بھیجنے کا ارادہ ہے تو کوئی حرج نہیں... (احیاء العلوم: ۲/۱۱۹)

پڑوسیوں کے بعض متعین حقوق

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں

(۱) اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو...

(۲) اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ (اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ)

Marfat.com

(۳) اور اگر وہ (اپنی ضرورت کے لیے) قرض مانگے تو (بشرط استطاعت) اس کو قرض دو...

(۴) اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو...

(۵) اور اگر اُسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارکباد دو...

(۶) اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو...

(۷) اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے...

(۸) اور (جب تمہارے گھر کوئی اچھا کھانا پکے تو اس کی کوشش کرو کہ) تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لیے (اور اس کے بچوں کے لیے) باعث ایذاء نہ ہو (یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے) اِلَّا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو (اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں)...(معجم کبیر طبرانی)

تشریح: اس حدیث میں ہمسایوں کے جو متعین حقوق بیان کیے گئے ہیں' اُن میں سے آخری دو خاص طور سے قابل غور ہیں: ایک یہ کہ اپنے گھر کی تعمیر میں اس کا لحاظ رکھو اور اس کی دیواریں اس طرح نہ اُٹھاؤ کہ پڑوسی کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور اس کو تکلیف پہنچے...اور دوسرے یہ کہ گھر میں جب کوئی اچھی مرغوب چیز پکے تو اس کو نہ بھولو کہ ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر تک جائے گی اور اس کے یا اس کے بچوں کے دل میں اس کی طلب اور طمع پیدا ہوگی جو اُن کے لیے باعث ایذاء ہوگی' اس لیے یا تو اپنے پر لازم کرلو کہ اس کھانے میں سے کچھ تم پڑوسی کے گھر میں بھی بھیجو گے یا پھر اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر تک نہ جائے جو ظاہر ہے کہ مشکل ہے...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو ہدایتوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پڑوسیوں کے بارے میں کتنے نازک اور باریک پہلوؤں کی رعایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری قرار دیا ہے...

Marfat.com

قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث ابن عدی نے ''کامل'' میں اور خرائطی نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے:

(۹) اور اگر تم کوئی پھل خرید کر لاؤ تو اس میں سے پڑوسی کے ہاں بھی ہدیہ بھیجو

(۱۰) اور اگر ایسا نہ کر سکو تو اس کو چھپا کر لاؤ (کہ پڑوس والوں کو خبر نہ ہو اور اس کی بھی احتیاط کرو کہ) تمہارا کوئی بچہ وہ پھل لے کے گھر سے باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کے دل میں اُسے دیکھ کے جلن پیدا ہوگی... (کنز العمال)

اللہ تعالیٰ اُمت کو توفیق دے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایتوں کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کا معمول بنا کر ان کی بیش بہا برکات کا دنیا ہی میں تجربہ کریں... (معارف الحدیث: ۶/ ۹۷، ۹۸)

پڑوسی کے شر سے بچنے کا نبوی نسخہ

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا پڑوسی مجھے اتنا ستاتا ہے کہ اس نے میری زندگی تلخ کر دی میں نے خوشامدیں کر لیں سب کچھ کر لیا مگر ایسا موذی ہے کہ رات دن مجھے ایذا پہنچاتا ہے یا رسول اللہ! میں کیا کروں میں تو عاجز آ گیا فرمایا ''میں تدبیر بتلاتا ہوں، وہ یہ کہ سارا سامان گھر سے نکال کر سڑک پر رکھ دے اور سامان کے اوپر بیٹھ جا اور جو آ کے پوچھے کہ بھائی گھر کے ہوتے ہوئے سڑک پر کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟

کہنا کہ پڑوسی ستاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھائی گھر چھوڑ دو، اس واسطے میں نے چھوڑ دیا چنانچہ لوگ آئے پوچھا کہ بھئی! گھر کیوں چھوڑ دیا گھر موجود ہے سامان یہاں کیوں ہے؟ اس نے کہا جی کیا کروں، پڑوسی نے ستانے میں انتہا کر دی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بھئی گھر چھوڑ دے تو جو سنے وہ

Marfat.com

کہے لعنت اس پڑوسی کے اوپر جو آرہا ہے، واقعہ سن رہا ہے لعنت لعنت کرتا ہے مدینہ میں صبح سے شام تک ہزاروں لعنتیں اس پر ہوئیں... لعنتوں کی تسبیح پڑھی جانے لگی...

وہ پڑوسی موذی عاجز آیا اس نے آگے ہاتھ جوڑے اور کہا خدا کے واسطے گھر چل میری زندگی تو تباہ و برباد ہوگئی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ عمر بھر اب کبھی نہیں ستاؤں گا بلکہ تیری خدمت کروں گا اب انہوں نے نخرے کرنے شروع کر دیئے کہ بتا پھر تو نہیں ستائے گا؟ اس نے کہا حلف اٹھاتا ہوں کبھی نہیں ستاؤں گا الغرض اسے گھر میں لایا سارا سامان خود رکھا اور روزانہ ایذاء پہنچانے کے بجائے خدمت شروع کر دی...

تو تدبیر کارگر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تدبیر عقل سے بتلائی تھی وحی کے ذریعہ سے نہیں تو پیغمبر عقلمند بھی اتنے ہوتے ہیں کہ انکی عقل کے سامنے دنیا کی عقل گرد ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل اللہ سے تعلق قوی ہونے کا نام ہے اللہ سے تعلق ہوگا تو دل کا راستہ سیدھا ہوگا... عقلمندی یہی ہے کہ اخیر تک کی بات آدمی کو سیدھی نظر آجائے وہ بغیر تعلق مع اللہ کے نہیں ہوتی تعلق اللہ سے نہ رہے پھر آدمی عقلمند بنے وہ عقل نہیں چالاکی و عیاری ہوتی ہے...

عیاری اور چیز ہے عقلمندی اور چیز ہے چالاکی میں دھوکہ دہی ہوتی ہے دھوکہ دہی سے اپنی غرض پوری کی جاتی ہے عقل میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا جاتا سیدھی بات تدبیر سے انجام دی جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کی نسبت اللہ سے کس کا تعلق زیادہ مضبوط ہوسکتا ہے؟ تو ان سے زیادہ عقل بھی کس کی کامل ہوسکتی ہے؟ (اس حدیث کا مضمون دیکھئے تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۶۵۹)

پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی

Marfat.com

کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے...

پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی، یہ سن کر آنحضرت فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے..." (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۵ از احمد و بیہقی)

تشریح: انسان کو اپنے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ اور تقریباً روزانہ اپنے پڑوسیوں سے واسطہ پڑتا ہے، پڑوسیوں کے احوال واخلاق مختلف ہوتے ہیں، ان کے بچے بھی گھر میں آجاتے ہیں، بچوں بچوں میں لڑائی بھی ہوجاتی ہے، پڑوس کی بکری اور مرغی بھی گھر میں چلی آتی ہے، ان چیزوں سے ناگواری ہوجاتی ہے اور ناگواری بڑھتے بڑھتے بغض وکینہ اور قطع تعلقات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ہر فریق ایک دوسرے پر زیادتی کرنے لگتا ہے، اور غیبتوں اور تہمتوں بلکہ مقدمہ بازیوں تک نوبت آجاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مرد اور عورت تیز مزاج اور تیز زبان ہوتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے اپنی بدزبانی سے لڑائی کا سامان پیدا کردیتے ہیں، عورتوں کی بدزبانی اور تیز کلامی تو بعض مرتبہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ پورا محلّہ ان سے بیزار رہتا ہے...

اسی طرح کی ایک عورت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ بڑی نمازن ہے، خوب صدقہ کرتی ہے، نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے لیکن اس سب کے باوجود اس میں ایک یہ بات ہے کہ اپنی بدزبانی سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے...

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے، دیکھو! پڑوسیوں کے

Marfat.com

ستانے کے سامنے نماز روزوں کی کثرت سے بھی کام نہ چلا...

اس کے برخلاف ایک دوسری عورت کا ذکر کیا گیا جو فرض پڑھ لیتی تھی، فرض روزہ رکھ لیتی تھی، زکوٰۃ فرض ہوئی تو وہ بھی دے دی، نفلی نماز، روزہ اور صدقہ کی طرف اس کو خاص توجہ نہ تھی، لیکن پڑوسی اس کی زبان سے محفوظ تھے، جب اس کا تذکرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ نے اس کو جنتی فرمایا...

پڑوسیوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے معاملات کے ساتھ زندگی گذارنے کی شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے، اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور اپنی طرف سے اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی مشکلات ومصائب میں کام آئے جہاں تک ممکن ہو اس کی مدد کرے، اس کے گھر کے سامنے کوڑا کچرا نہ ڈالے، اس کے بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے، ان باتوں کا لکھنا اور بول دینا اور سن لینا تو آسان ہے لیکن عمل کرنے کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے، اگر کسی طرح کا کوئی اچھا سلوک کر سکے تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے، اور آگے پیچھے اس کی خیر خواہی کرے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے... (بخاری ومسلم)

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا تو کجا اس کے ساتھ اس طرح زندگی گذارے کہ اس کو کسی قسم کا کوئی خطرہ اور کھٹکا اس بات کا نہ ہو کہ فلاں پڑوسی سے مجھے تکلیف پہنچے گی...

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کے بارے میں ارشاد فرمارہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو... (مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل

Marfat.com

نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو... (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا بُرا ہوں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے، تو تُو اچھا ہے، اور جب تو سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو بُرے کام کرنے والا ہے تو تُو بُرا ہے... (ابن ماجہ)

یہ اس لئے فرمایا کہ انسان کے اچھے بُرے اخلاق سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پڑوسیوں کے سامنے آتے ہیں، اور انکی گواہی اس لئے زیادہ معتبر ہے کہ ان کو بار ہا دیکھنے کا تجربہ کرنیکا موقع ملتا ہے... ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں، اس کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی، اسی اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی، آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے پیچھے دوڑیں... یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ... (الادب المفرد باب لایؤذی جارہٗ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو... (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ دو پڑوسی ہونگے... (رواہ احمد)

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی پر کسی طرح سے کوئی ظلم و زیادتی تو بالکل ہی نہ کرے، اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت، دلداری اور معاونت کرے...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

خُدام کیلئے سراپا رحمت

گھر کے لوگوں میں سب سے کمزور پوزیشن ملازم یا خادم پیشہ لوگوں کی ہوتی ہے اور اگر یہ لوگ غلام یا باندی ہوں تب تو ان کی بیچارگی اور کسمپرسی کی کوئی حد اور انتہا ہی نہیں رہتی... زمانۂ جاہلیت میں ان کی حالت جانوروں سے بھی بدتر ہوتی تھی...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس ذلیل مقام سے اُٹھا کر آزادوں کے تقریباً مساوی مقام دیا' غلاموں کے مالکوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

یہ تمہارے بھائی ہیں' اللہ نے ان کو تمہاری ملکیت میں دے دیا ہے' مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے غلاموں کے ساتھ نہایت درجہ کا حسنِ سلوک کریں' جو خود کھائیں وہی انہیں بھی کھلائیں جو خود پہنیں وہی ان کو بھی پہنائیں...ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ ان پر نہ ڈالیں اور اگر کسی وجہ سے کوئی مشکل کام ان کے سپرد کریں تو خود بھی اس کام میں شریک ہو جائیں اور ان کی مدد کریں... (بخاری' کتاب الایمان' باب المعاصی من امر الجاھلیۃ)

غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید اور خود آپ کے طرزِ عمل نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہاں محمود و ایاز کا فرق باقی نہ رہنے دیا تھا...آپ نے حضرت زید کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی تھی' وہ آپ

Marfat.com

کے آزاد کردہ غلام ہی تھے... آپ ان سے اور ان کے صاحبزادہ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے کہ دیگر صحابہ ان دونوں کو "محبوب رسول" کے لقب سے یاد کرتے تھے...

ایک مرتبہ ایک خاص مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنی چاہی مگر رعب کی وجہ سے ایسا نہیں کر پا رہے تھے' باہمی مشورہ سے کہا گیا کہ یہ سفارش بس اُسامہ ہی کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بھی ہیں اور محبوب زادے بھی... (بخاری' کتاب احادیث الانبیاء' مسلم کتاب الحدود' باب قطع ید السارق)

آپ کا عام معمول تھا کہ جو غلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس کو آپ فوراً آزاد کر دیتے... وہ آزاد ہو جاتا لیکن آپ کے احسان و کرم کی قید سے آزاد نہیں ہو سکتا تھا... حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے آزاد کر دیا تھا' ان کے باپ ان کو لینے کے لیے آئے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعلق نے ان کو جانے نہیں دیا...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر بھر کسی عورت یا خادم پر ہاتھ نہیں اُٹھایا... (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے... کہتے ہیں کہ میں نے دس سال لگاتار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی... آپ نے ایک مرتبہ بھی مجھ سے اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ ایسا کیوں کیا؟ یا ایسا کیوں نہیں کیا... (بخاری' کتاب الادب' باب حسن الخلق والسخاء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا کہ فلاں کام کر آؤ.... میں گھر سے نکلا تو باہر کچھ کھیل تماشا ہو رہا تھا.... میں اس کھیل تماشے میں لگ گیا اور جس کام کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ بھول گیا.... اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس

Marfat.com

انتظار میں تھے کہ میں واپس آ کر بتاؤں کہ اس کام کا کیا ہوا؟

جب کافی دیر گزر گئی اور میں واپس نہ پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جا کر وہ کام خود کر لیا جس کیلئے مجھے بھیجا تھا.... آپ وہ کام کر کے واپس آئے تو آپ نے دیکھا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں....

جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو مجھے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کام سے بھیجا تھا اور میں کھیل میں لگ گیا.... مجھے صدمہ بھی ہوا اور فکر بھی ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں گے چنانچہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

جب گھر سے باہر نکلا تو میں وہ کام کرنا بھول گیا اور بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں.... میں وہ کام خود کر آیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نہ ڈانٹا.... نہ ڈپٹا اور نہ کوئی اور سزا دی.... (اصلاحی خطبات ج ۱۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کی مزاج پرسی کیلئے جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ آپ بیمار لوگوں کی عیادت فرمایا کرتے تھے‘ خواہ کسی بھی درجہ کا بیمار ہوتا شریف اور معزز آدمی ہوتا یا غیر معزز اور معمولی سب کی عیادت فرماتے... حتیٰ کہ غیر مسلموں تک کی عیادت اور مزاج پرسی فرمایا کرتے تھے اور جس سے آپ کو بے حد اذیت اور تکلیف پہنچی اور جو آپ کا بہت بڑا دشمن تھا‘ یعنی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی‘ اس تک کی آپ نے عیادت فرمائی ہے...

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک یہودی لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا

Marfat.com

تھا اور کبھی کبھار آپ اس سے کوئی کام بھی لے لیا کرتے تھے' وہ بیمار ہو گیا... سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے قریب بیٹھ گئے...

اس لڑکے کا آخری وقت تھا' آپ نے ازراہِ شفقت اور اپنے حق رسالت کو ادا کرتے ہوئے اس لڑکے کو اسلام کی تبلیغ فرمائی' لڑکے نے اپنے یہودی باپ کی طرف دیکھا' باپ حقیقت دین محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واقف تھا ہی... اس لیے قبولِ اسلام کی اجازت دے دی اور وہ لڑکا مشرف باسلام ہو گیا اور اسلام پر اس کا خاتمہ ہوا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد مسرت اور خوشی ہوئی اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ"

غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ کو اہل علم سے معلوم کر کے ہمیں اپنی زندگیوں میں لانا چاہیے... آپ کی ایک ایک سنت اور آپ کی ایک ایک ادا اللہ کو محبوب ہے اور جو اس کو اختیار کرے گا یقیناً نص قرآنی ہے وہ خدا کا محبوب ہوگا: "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" (سورۂ آل عمران' آیت:۳۱) اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق دے... (ماہنامہ الحمود' ۱۴۱۹ ہجری مطابق ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۱)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کمزوروں کا مقام

غریبوں.... مزدوروں کمزوروں اور کسانوں کے ہی نام پر دنیا کی ساری جماعتیں زندہ ہیں.... دنیا کا کوئی ملک نہیں.... کوئی جماعت نہیں.... اور کوئی انجمن نہیں.... جو بے بسوں کی حمایت کا دعویٰ نہ رکھتی ہو.... روس.... امریکہ.... برطانیہ.... پاکستان.... اور روئے زمین کے سارے دوسرے ممالک میں بس یہی ایک ہنگامہ ہے.... جو برپا ہے.... مگر چلے جایئے ان ممالک کے غریبوں کے پاس.... کمزوروں اور بے بسوں کے پاس اور پوچھئے تمہاری حکومت تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے؟ اپنے ملک میں تمہاری کیا پوزیشن ہے؟

اپنا یقین ہے کہ سارے ملکوں کے کمزور ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ "ملک کے لیڈر ہمارا نام لے کر سب کچھ کرتے ہیں.... لیکن ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے" ہمارے جسم ننگے ہیں.... ہمارے بال بچے بھوکے ہیں.... اور ہمارے لئے ملک میں کوئی عزت کا مقام نہیں.... ادیان و ملل کی تاریخ پڑھیے تو کہیں کالے گورے کی تمیز نظر آئے گی.... کہیں اونچ نیچ اور برہمن شودر کی.... تفریق کا شور سنائی دے گا.... کہیں ملکی غیر ملکی بحث چھڑی ہو گی.... اور کہیں کسی اور نام پر افراط و تفریط کا دروازہ کھلا ہوا ہو گا....

اس وقت صحیح معنی میں اسلامی حکومت روئے زمین سے ناپید ہے.... ہاں اسلامی حکومت کی تاریخ البتہ ہمارے ہاتھوں میں ہے.... اسلامی تعلیمات کا ذخیرہ بلاشبہ

Marfat.com

ہمارے پاس ہے....اور خدا کی کتاب (قرآن) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت دنیا میں یقیناً محفوظ ہے....ہم تلاش کریں کہ اسلامی معاشرہ میں غریبوں کو کیا حیثیت دی گئی ہے....اسلام سے پہلے دنیا میں اونچ نیچ....شاہ وگدا....قوی وضعیف کا فرق....اور سماج میں بے اعتدالی جس طرح پائی جاتی تھی....کوئی پڑھا لکھا اس سے ناواقف نہیں....قوی کمزوروں کے مقابلہ میں....شاہان دنیا غریب پبلک کے روبرو....اور بڑی ذات پات رکھنے والے نیچ ذات پات کے سامنے جس طرح خدائی کا دعویٰ کرتے تھے....اسے بعثت نبوی سے پہلے کی تاریخوں میں آپ پڑھیں....

اسلام جو آخری خدائی دین کی حیثیت سے روئے زمین پر آیا....اس نے ان تمام ناہمواریوں کو دور کیا....انسانیت جو پامال ہو رہی تھی اس کو دھول اور گرد وغبار سے اٹھا کر سینہ سے لگایا....ظلم وجور اور افراط وتفریط کو بند کیا....اور پوری دنیا میں کمزوروں کو اس کا صحیح حق دیا....اس نے اعلان کیا کہ سارے انسان ایک آدم کی نسل سے ہیں:....

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً.... (النساء)

''لوگو تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا....اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا....اور پھر ان دونوں سے بہت مردوں اور عورتوں کو پھیلایا....''

اس اعلان کے بعد رب العالمین نے تنبیہ فرمائی....وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا.... (النساء....۱)

''اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے آپس میں سوال کرتے ہو....اور خبردار رہو قرابت والوں سے....''

انسانی مضبوط رشتہ

آپ قرآن پاک کی اس آیت کو غور سے پڑھیں....اور سنجیدگی سے سوچیں....تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام کائنات انسانی کو ایک لڑی میں رب العالمین نے پرو کر ایک بنا دیا

Marfat.com

ہے.... اور ہر ایک سے دوسرے کا انسانی مضبوط رشتہ قائم کر دیا ہے.... اس لئے کہ سب انسانوں کا جب خالق ایک ذات کو بتایا گیا تو ایک مضبوط رشتہ تو یہی ہوا.... دوسرا دنیاوی رشتہ یہ ثابت کیا کہ سب کے جد امجد حضرت ابوالبشر آدم ہوئے.... اس رشتہ سے سارے انسان بھائی بھائی ہوئے اور ایک بھائی کے ساتھ دوسرے بھائی کو تعلق رکھنا.... بھلائی کرنا اور اخلاق ومحبت زندگی گزارنا.... ہر ایک انسان کا اخلاقی.... سماجی اور دنیاوی فریضہ ہے....

چنانچہ آیت کے دوسرے حصہ میں اسی کی تاکید کی گئی ہے کہ جب اللہ سب انسانوں کا خالق ہے اس کا لحاظ بھی کرو.... اس سے بھی ڈرو اور ساتھ ہی ساتھ جو انسانی رشتہ تم میں آدم علیہ السلام کی نسبت سے قائم ہوتا ہے.... اس کا بھی پاس رکھو.... اور ان دونوں رشتوں کا لحاظ وپاس اس قدر اہم ہے کہ رب العزت اس سلسلہ میں بھی تمہاری پوری نگرانی فرماتا رہتا ہے.... ایک لمحہ کے لئے بھی وہ کسی سے غافل نہیں....

اس آیت پر جو ایمان کامل رکھے گا.... سوچئے وہ کسی کمزور انسان کو ناحق کبھی ستانے کی جرأت کر سکتا ہے.... اپنا خیال ہے کہ جس انسانی رشتہ کے احترام کا حکم دیا گیا ہے.... اس کی خلاف ورزی کسی اچھے مسلمان سے ناممکن ہے رشتہ کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے.... یہ ایک مستقل باب چاہتا ہے.... حدیث قدسی ہے.... رب العالمین فرماتے ہیں کہ جو اس رشتہ کی بے حرمتی کرے گا.... میں اس کی بے حرمتی کروں گا.... جو اس کو کاٹ دے گا.... میں اس کو کاٹ دوں گا.... اور جو انسان اس رشتہ کا لحاظ رکھے گا.... میں اس کا لحاظ رکھوں گا.... صلہ رحمی اس کا نام نہیں ہے کہ کوئی بھلائی کرے تو اس کے جواب میں ہم بھی بھلائی سے پیش آئیں.... یہ بدلہ ہے.... صلہ رحمی یہ ہے.... کوئی اس کا لحاظ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو.... بہرحال دوسرا اس کے ساتھ صلہ رحمی کا برتاؤ کرے.... ان شاء اللہ اس کی تفصیل آئندہ پیش کی جائے گی....

ان احکام کے رہتے ہوئے کوئی مسلمان کیوں کر ہمت کرے گا کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہ کرے.... اور خدا کے عتاب وغضب کا اپنے کو

Marfat.com

مستحق قرار دے.... دوسری طرف اسلام نے اس کا بھی اعلان کر دیا کہ بزرگی.... شرافت اور بڑائی ذات پات اور پیشہ میں نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار تقویٰ اور خدا ترسی پر ہے.... قرآن پاک کا صاف ارشاد ہے:....

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ..... (الحجرات)

''تم میں سے سب سے باعزت وہی ہے جو سب سے بڑا متقی ہے....''

لہٰذا دنیا میں جو کمزوری کی سب سے بڑی وجہ ہے اسلام نے اس کی سر سے جڑ ہی پر کلہاڑا مار دیا.... اور اس کا قصہ ہی ختم کر دیا.... اور ان تمام دروازوں کو بند کر دیا.... جہاں سے کبر و غرور کے سوتے پھوٹتے ہیں.... اور فتنہ و فساد کے چشمے ابلتے ہیں....

خیر القرون کی جھلک

رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی زندگی میں اسے برت کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے سامنے جیتی جاگتی مثالیں چھوڑ گئے.... زید بن حارثہ.... اسامہ بن زید.... اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم کی کیا عظمت تھی.... اسے اسلام کی شاندار تاریخوں میں ملاحظہ کریں:.... ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ابوسفیانؓ.... حضرت سلمان رضی اللہ عنہ.... صہیب رضی اللہ عنہ.... اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگوں کی مجلس میں تشریف لائے حضرت ابو سفیانؓ کو دیکھ کر ان بزرگوں نے یہ چبھتا ہوا جملہ کہا.... (ابوسفیان اب تک مسلمان نہ ہوئے تھے) ''اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن سے اپنا حصہ اب تک وصول نہیں کیا؟''

یعنی کیا اب تک ابوسفیان دشمن اسلام زندہ ہی ہیں.... مارے نہیں گئے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی اس تلخ بات کو سن کر ابوسفیان کی دلدہی کے طور پر فرمایا ''کیا تم قریش کے شیخ اور سردار کے حق میں ایسی بات کہتے ہو؟''

منشاء یہ تھا کہ باتیں نرم اور دل آویز ہونی چاہئیں.... کسی کو دیکھ کر اس طرح طعن کی بات نہ کہنی چاہئے.... یہ بات کوئی بے موقع نہ تھی.... مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتا ہے.... کھٹک پیدا ہوئی اور اس کا تذکرہ خدمت نبوی میں چھیڑ دیا.... سرور

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ کو سن کر فرمایا:.....

''ابوبکر شاید تم نے ان (سلمان رضی اللہ عنہ.... صہیب رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ) کو ناراض کر دیا ہے.... اگر واقعۃً وہ تمہاری اس بات سے ناراض ہو گئے تو تم سمجھ رکھو کہ تم نے اس طرح اپنے رب کو ناخوش کر دیا....''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے ان لوگوں کے پاس.... دوڑے ہوئے آئے.... اوران سے دریافت کیا.... بھائیو کیا میری باتوں نے تم کو تکلیف پہنچائی ہے؟ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کتنے مختلف تھے.... ان لوگوں نے کہا.... ''نہیں.... اللہ تم کو بخشیں'' اب جا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسکین ہوئی.... اس واقعہ کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ کمزوروں کی وقعت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنی زیادہ تھی کہ حضرت ابوبکر جیسے جلیل القدر صحابی کے ایک سنجیدہ جملہ پر آپ کو شبہ ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ ان کمزوروں کے ماتھے پر کوئی بل آیا اور کیا فرمایا:.... ''ابوبکر اگر تم نے ان کمزوروں کو ناراض کر دیا تو یقین کرلو کہ تم نے درحقیقت اپنے رب کو ناراض کر دیا....''

اور یہ جو کچھ پیش آیا.... اس پر تعجب نہ کرنا چاہئے.... کیوں کہ اسلام ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کمزور مسلمان کی دل شکنی .... برداشت نہیں کرتا ہے.... اس کی نگاہ تقوی اور خدا ترسی پر مرکوز ہوتی ہے.... وہ دنیا کا جاہ وجلال ذات پات کی برائی اور دولت وثروت کی بہتات کی پرواہ نہیں کرتا.... اس دین قیم میں اس طرح کی کہیں سے کوئی کمزوری نظر نہیں آ سکتی ہے.... خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ عبرت و بصیرت کا مرقع ہے.... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم چھ آدمی خدمت نبوی میں حاضر تھے (میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ.... بلال رضی اللہ عنہ قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی اور دو آدمی اور جن کے نام بھول رہا ہوں یہ کل چھ آدمی ہوئے) کہ اتنے میں رؤسائے مشرکین کہیں سے نکل آئے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ''ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھادیں تا کہ یہ ہم لوگوں کے سامنے جری نہ ہونے پائیں....''

Marfat.com

یعنی ہم بڑوں کی مجلس میں یہ چھوٹے بیٹھ کر شوخ ہو جائیں گے....ان کے رہتے ہوئے ہم لوگ آپ کے نزدیک کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید یہ سوچا کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اپنے آدمی ہیں.... کسی طرح ان مشرکوں کو مسلمان بنانا چاہئے.... چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اٹھا دینے کا کچھ خیال قلب مبارک میں گذرا....اس خیال کا آنا تھا کہ وحی الٰہی نے یہ پیغام سنایا:....وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ.... (انعام....۶)

''ان لوگوں کو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسکی رضا چاہتے مت دور کرو''

جس دین نے ان معاملات کو اس نظر سے دیکھا ہو اور چھوٹے بڑے کی کھٹک تک کو نہیں برداشت کیا....اس میں بھلا اور کیا گنجائش اس طرح کی نکل سکتی ہے....اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا....اسی آیت کا اگلا حصہ یہ ہے:....

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ....(انعام....۵۲)

''ان کے حساب میں سے تم پر کچھ نہیں ہے اور نہ ان کے حساب سے تم ان کو دور کرنے لگو....پس تم بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے....''

جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر آپ نے بالغرض دولت مندوں کی طمع میں ان غریب خدا پرستوں کو بظاہر ہی سہی اپنے پاس سے ہٹایا....اور دولتمندوں کے اس نظریہ کی تائید کی کہ یہ رذیل ہیں....تو یہ بات بڑی بے انصافی کی ہوگی....

اللہ اکبر اس آیت کو سامنے رکھ کر کس کی جرأت ہے جو یہ کہہ سکے کہ اسلامی معاشرہ میں غریب مسلمانوں کو رذیل....یا کمزور سمجھے جانے کی گنجائش نکل سکتی ہے....

قرآن پاک میں متعدد مقامات میں اس مسئلہ کو واضح کر کے بیان کیا گیا ہے کہ دائرہ اسلام میں آنے کے بعد نظر تقوے اور پرہیزگاری پر ہونے چاہئے....دولت و ثروت اور عزت وشہرت پر نہیں....اور اس سلسلہ میں رب العالمین نے خود پیغمبر اسلام

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکیدی حکم فرمایا ہے....ایک جگہ....شکستہ حال مسلمانوں کی عظمت کا قرآن نے یہ دل نشیں پیرایہ اختیار کیا ہے....سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے:....

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ.... (کہف....۲۸)

''جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے''

یعنی جو لوگ دیکھنے میں گو غریب ہیں مگر ان کے اخلاص وللّٰہیت کا یہ عالم ہے کہ ان کا دل رات دن رب العالمین کی خوشنودی اور اس کی رضا طلبی میں منہمک ہے.... خدا کے بتائے ہوئے سارے انسانی اور خدائی حقوق ہمیشہ ادا کرتے ہیں....ایسے مخلصین و مومنین کو اپنی صحبت سے نواز دیجئے اور کسی حال میں ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے....چنانچہ اس کے بعد ارشاد ہے:....

وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا (سورہ کہف:۲۸)

''ان کو چھوڑ کر تمہاری آنکھیں دنیا کی زندگانی کی رونق کی تلاش میں نہ دوڑیں....اور ان کا کہنا نہ سنو جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کا کام حد سے نکل جاتا ہے....''

اس آیت کی تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی کے قلم سے سنئے....

''یعنی ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیاء داروں کی طرف اس غرض سے نہ اٹھائیے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہو گی....اسلام کی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں....مضبوط ایمان و تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے....دنیا کی ٹیپ

Marfat.com

ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے.... حقیقی دولت تقوی اور تعلق مع اللہ کی ہے.... جسے نہ شکست ہے نہ زوال....

جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں.... خدا کی اطاعت میں ہٹنے اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے.... ایسے بدمست غافلوں کی بات پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولت منداور جاہ وثروت والے ہوں.... روایات میں ہے کہ بعض صنادید قریش نے آپ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اٹھادیجئے تاکہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں.... ممکن ہے.... آپ کے قلب مبارک میں یہ خیال گزرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے.... وہ تو پکے مسلمان ہیں.... مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہونگے اور یہ دولت منداس صورت میں اسلام قبول کرلیں گے.... اس پر یہ آیت اتری کہ آپ ہرگز ان متکبرین کا کہنا نہ مانئے.... کیوں کہ یہ بیہودہ فرمائش ہی ظاہر کرتی ہے کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں.... پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے.... نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں پیغمبر کی طرف سے معاذ اللہ نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زائد ہوگا.... جو ان چند متکبرین کے اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے....''

اتنا لمبا اقتباس میں نے اس لئے نقل کیا کہ آپ مسئلہ کی اہمیت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور کسی کو کوئی شبہ باقی نہ رہ جائے آپ اس کو پڑھ کر اندازہ کریں کہ اسلام نے غریب شکستہ حال مسلمانوں کی کس قدر رعایت فرمائی ہے.... اور ان دروازوں پر کتنا سنگین پہرہ لگا دیا ہے.... جہاں سے کمزوروں کے دل پر دکھ کا شائبہ پڑ سکتا تھا.... خوب غور سے ان سطروں کو پڑھیں اور سوچیں ان میں سے کہیں

Marfat.com

سے ذات پات نسب ونسل اور کسی لایعنی بات کی قید ہے؟ دنیا میں کوئی اپنے معاشرہ میں غریب کو یہ جگہ دے سکتا ہے ناممکن ہے....

کمزوروں کا مقام

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ بات کھٹکے کہ یہ مسلمان اور نا مسلمان کی بات کی وجہ سے اس قدر تاکید ہے.... یا ہم مسلمانوں میں امتیاز کی گنجائش نکل سکتی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہیں سے ایسی بات نہیں سمجھ آتی جس سے کمزوروں پر قوی لوگوں کو خواہ مخواہ فضیلت ہو....اور ایک اونچے خاندان کو....سماج نے جس کا نام نیچے کے خاندان سے جوڑ دیا ہے ان پر برتری حاصل ہو....حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سعد کو یہ خیال گذرا کہ مجھے دوسروں پر فضیلت حاصل ہے....

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا "تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تم کو جو رب العالمین کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے وہ ضعیفوں ہی کی بدولت ہے" الفاظ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں....

"فانما تنصرون وترزقون بضعفائکم...."

حضرت ابو درداء عویمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ فرماتے تھے:....

"مجھے کمزوروں میں تلاش کرو....کمزوروں ہی کی وجہ سے تم کو رزق ملتا ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے...."

ان حدیثوں کو پڑھنے سے کیا معلوم ہوتا ہے....یہی نا کہ غریب مسلمانوں کی اسلامی معاشرہ میں بڑی ہی قدر و قیمت ہے....اتنی قدر و قیمت کہ دنیا میں رزق جیسی مہتم بالشان نعمتوں کا نزول انہی کے دم قدم کی برکت کا نتیجہ ہے....

اس پیرایہ بیان اور اس دلنشین تعبیر سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے....حدیث میں آیا ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے "اے اللہ مجھے

Marfat.com

مسکین زندہ رکھ....اور مسکین کی موت دے اور انہیں مساکین کے زمرہ میں میرا حشر فرما....'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا....یارسول اللہ آخر آپ اس طرح کی دعاء کیوں فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا....''مساکین دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے....''

اس بات کو مختلف پیرایوں میں اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے....کہ غریب....کمزور اور شکستہ حال مسلمان....جو دوسرے خوش حال مسلمانوں کی نگاہ میں حقیر معلوم ہوتے ہیں....وہ درحقیقت حقیر نہیں ہیں....بلکہ ہرطرح قابل صد احترام واکرام ہیں....

ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا....میں تم کو بتاؤں جنت میں کیسے لوگ جائیں گے ہروہ مومن جو کمزور سمجھا جاتا ہے....مگران کا حال یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے بھروسہ پر قسم کھالے کہ یہ کام یوں ہی ہوگا....تو اللہ اس کی لاج رکھ لے اور اس کی قسم پوری فرمادے....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن غریب مسلمانوں کی عظمت کا اظہار اس طرح فرمایا:....حضرت سہل بن سعد کا بیان ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہو کر گذرا....آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم لوگ اس کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا....یہ آدمی سردار ہے بخدا اگر یہ پیام دے....تو اس کا نکاح ہوجائے....اگر کسی سے سفارش کردے تو قبول کرلی جائے....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ جواب سن کر رسول اللہ خاموش رہے....پھر دوسرا شخص گذرا....آپ نے فرمایا....اچھا اس کے متعلق تم کیا رائے رکھتے ہو؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ظاہری حال پر نظر کرکے فرمایا....یا رسول اللہ یہ مسلمانوں کے فقراء میں سے ہے....اگر یہ غریب کسی کو پیام دے تو رد کردیا جائے....کسی سے کچھ سفارش کرے تو اس پر ذرہ برابر دھیان بھی نہ دیا جائے....آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا:....

Marfat.com

هذا خير من ملا الارض.... ''یہ زمین بھر سے بہتر ہے....''

اس طرح آپ نے کمزوروں کی عظمت کا سکہ بٹھانے کی کوشش کی.... اور یہ بات ذہن سے نکال دینے کو فرمایا کہ جو بظاہر شکستہ حال کمزور مسلمانوں کے لئے پیدا ہوتا ہے.... جس کا منشاء یہ تھا کہ اس کو درحقیقت حقیر نہ سمجھو.... وہ بڑی عزت کا مالک ہے....

ایک حدیث میں مذکور ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... قیامت کے دن ایک موٹا لمبا تڑنگا آدمی لایا جائے گا بظاہر لوگ سمجھیں گے یہ باوقعت ہے مگر اس کی حالت یہ ہوگی کہ اللہ کی نظر میں اس کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگی....

آج دنیا میں کمزوروں کی حمایت کا جو غلغلہ ہے یہ سب صدقہ ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات خداوندی کا.... پوری ذمہ داری سے کہا جاسکتا ہے اگر اسلام نہ آیا ہوتا تو دنیا میں یہ روشنی قطعاً نہ پھیلتی....اور سب حکمران اور زعمائے قوم کی زبان پر غریبوں کی بھلائی کا نام نہ آتا....

خوشی کے موقع پر عموماً یہی ہوتا ہے کہ مال داروں کو دعوت دی جاتی ہے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے....اور حد یہ ہے کہ غریب بھی یہی روش اختیار کرتا ہے.... مگر ملاحظہ فرمائیں اسلام کا قانون.... اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:....

بئس الطعام طعام الوليمة يدعى اليها الاغنياء ويترك الفقراء.... متفق عليه (ریاض ۱۴۶)

''ولیمہ (یعنی شادی کی خوشی کے موقعہ) پر وہ کھانا بدترین کھانا ہے کہ جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نظر انداز کر دیا جائے....''

اسلام کی اس دفعہ پر غور کریں اور سوچیں کہ اسلامی معاشرہ میں کن کن پہلوؤں

Marfat.com

پر نظر رکھی گئی ہے....ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... بیوہ.... مسکین....اور غریبوں کی دیکھ بھال کرنے والا....اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے یا اس شب زندہ دار کے مثل ہے جو پوری رات اللہ کے آگے کھڑا رہتا ہے مگر اس میں سستی نہیں آتی ہے....

حدیثوں کی اس سلسلہ میں کمی نہیں....اس کا بقیہ کسی اور عنوان سے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی....

آخر میں اس حدیث کو یاد کرلیں....رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:....

''وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا....جو آسودہ رات گزارتا ہے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہا جس کی خبر وہ رکھتا ہے....'' (جمع الفوائد)

اس تعبیر سے بڑھ کر کونسی تعبیر ہو سکتی ہے....محتاجوں....کمزوروں کی دل دہی کی....کاش لوگ اسلام کی ان تعلیمات کا بغور مطالعہ کرتے اور سوچتے اس عالمگیر دین نے دنیا کو کیا کیا سبق دیا....

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

سراپا شفقت میزبان

مہمانوں کا اکرام اور خبر گیری

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے دو ساتھی اس حال میں آئے کہ بھوک اور فقر و فاقہ کی وجہ سے ہمارے کانوں کی سننے کی طاقت اور آنکھوں کی دیکھنے کی طاقت بالکل ختم ہونے والی تھی ہم لوگ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر پیش کرنے لگے (کہ ہمیں اپنے ہاں لے جا کر کھلائیں پلائیں) لیکن ہمیں کسی نے قبول نہ کیا (اس لئے کہ ہم سب کا حال ایک جیسا تھا)

یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھر لے آئے... آپ کے گھر والوں کی صرف تین بکریاں تھیں جن کا وہ دودھ نکالا کرتے... آپ ہمارے درمیان دودھ تقسیم کیا کرتے تھے اور ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اٹھا کر رکھ دیا کرتے... آپ جب تشریف لاتے تو اتنی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لے اور سونے والے کی آنکھ نہ کھلے... ایک دن مجھ سے شیطان نے کہا کہ کیا ہی اچھی بات ہو اگر تم (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا) یہ گھونٹ بھر (دودھ بھی) پی لو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس چلے جائیں گے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی کچھ نہ کچھ تواضع کر ہی دیں گے... شیطان میرے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ پی لیا... جب میں پی چکا تو شیطان مجھے شرمندہ کرنے لگا اور کہنے لگا یہ تم نے کیا کیا؟

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے اور جب اپنے حصے کا دودھ نہ پائیں گے تو تیرے لئے بددعا کریں گے تو تو برباد ہو جائے گا... میرے دونوں ساتھی تو اپنے حصے کا دودھ پی کر سو گئے اور مجھے نیند نہ آئی... میں نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی (جو اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر میں اس سے سر ڈھکتا تو پیر کھل جاتے اور پیر ڈھکتا تو سر کھل جاتا...

اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول کے مطابق تشریف لائے اور کچھ دیر آپ نے نماز پڑھی... پھر آپ نے اپنے پینے کے برتن پر نظر ڈالی... جب آپ کو اس میں کچھ نظر نہ آیا تو آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے... میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بددعا کریں گے اور میں برباد ہو جاؤں گا...

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اسے پلا... یہ سنتے ہی (خلاف توقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کرنے سے متاثر ہو کر) میں نے چھری اٹھائی اور اپنی چادر لی اور بکریوں کی طرف چلا اور ان کو ٹٹولنے لگا کہ ان میں سے کونسی موٹی ہے تاکہ میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں...

لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے (حالانکہ تھوڑی دیر پہلے ان کا دودھ نکالا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے جس برتن میں دودھ نکالنا پسند کرتے تھے میں نے وہ برتن لیا اور میں نے اس میں اتنا دودھ نکالا کہ اس کے اوپر جھاگ آ گیا... پھر میں نے حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر وہ دودھ پیش کیا...

آپ نے اسے نوش فرمایا اور پھر مجھے دیا میں نے اس میں سے پیا میں نے پھر آپ کو پیش کیا... آپ نے اس میں سے پھر نوش فرمایا... پھر مجھے دے دیا... میں نے اس میں سے دوبارہ پیا... (چونکہ یہ سب کچھ میری توقع کے خلاف ہوا تھا اس لئے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی) اور پھر میں (خوشی کے مارے) ہنسنے لگا اور میں ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گیا اور زمین کی طرف جھک گیا... آپ نے مجھ سے فرمایا اے مقداد! یہ تیری حرکتوں میں سے ایک حرکت ہے... تو میں نے جو کچھ کیا تھا وہ میں آپ کو سنانے لگا (سن کر) آپ نے فرمایا یہ (خلاف عادت بکریوں سے دودھ مل جانا تو) صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی ہوا ہے... اگر تم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی اٹھا لیتے اور وہ بھی اس دودھ میں سے پی لیتے (تو یہ زیادہ اچھا تھا) میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے... جب آپ نے یہ دودھ نوش فرمالیا اور آپ کا بچا ہوا دودھ مجھے مل گیا تو اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے، کسی کو ملے یا نہ ملے... (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/۱۷۳)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت سراپا رحمت رشتہ دار

''حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک باندی سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں آزادی کردی، پھر اس کا ذکر آپؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا (آزاد کرنے کے بجائے) اگر اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو یہ تیرے لئے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوتا...'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۱ بحوالہ بخاری)

تشریح: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُم المومنین ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں... ان کا پہلا نام برہ تھا... آپؐ نے بدل کر میمونہ رکھ دیا... ان کے علاوہ اور بھی بعض صحابی خواتین کا نام برہ تھا، آپؐ نے بدل کر کسی کا نام زینبؓ اور کسی کا نام جویریہؓ رکھ دیا... لفظ برہ کا ترجمہ ہے ''نیک عورت...'' یہ نام آپ کو اس لئے پسند نہ تھا کہ اس میں بڑائی اور اپنی تعریف نکلتی ہے... جب کسی نے دریافت کیا کہ کون ہو؟ اور اس نے جواب دیا کہ برہ یعنی نیک ہوں... تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ اپنے نیک ہونے کا دعویٰ کردیا، ایک مرتبہ ایک عورت کا یہی نام بدلتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ: لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ یعنی اپنی پاکبازی کے دعوے نہ کرو، اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ نیک کون ہے... (مشکوٰۃ شریف، باب الاسامی، ص ۴۰۷)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ہوئی بہت سی حدیثیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں... اوپر جو حدیث لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت میمونہؓ نے

Marfat.com

ایک باندی آزاد کردی تھی اور چونکہ غلام اور باندی آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے، اس لئے انہوں نے یہ سمجھ کر نیکی میں مشورے کی کیا حاجت ہے؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ نہ کیا، آزاد کرنے کے بعد جب آپؐ سے تذکرہ کیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے ماموں حاجتمند ہیں، آزاد کرنے کے بجائے ہدیہ کے طور پر ان لوگوں کو یہ باندی دے دینا بہتر تھا جس سے زیادہ ثواب ہوتا... اصل بات یہ ہے کہ نیکی کرنے کے لئے بھی بڑی سمجھ کی ضرورت ہے، مگر دینی سمجھ ہونی چاہئے جو خدا تعالیٰ کے نیک بندوں اور دین پر چلنے والوں اور دینی کتابوں سے حاصل ہوتی ہے... اگر انسان میں دینی سمجھ ہو تو زیادہ سے زیادہ ثواب کما سکتا ہے...

شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان مرد و عورت نیکی نہ کرنے پائے... لیکن اگر اس نے کمر ہمت باندھ ہی لی اور نیک کام کرنا طے ہی کر لیا تو اب شیطان کی کوشش یوں ہوگی کہ اس کی نیکی کمزور اور گھٹیا قسم کی ہو... کہیں نیت خراب کر دیتا ہے، کہیں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے بعد احسان جتانے پر اُبھار دیتا ہے اور بھی شیطان کے بہت داؤ پیچ ہیں... اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے...

عزیزوں پر خرچ کرنا دوہرا ثواب

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں قریبوں کی ضرورتوں کا خیال رکھنا اور ان کو دینا دلانا بہت ثواب کی بات ہے... بہت سے لوگ صدقہ اور خیرات کے نام سے غیروں کو تو بہت کچھ دیتے ہیں کیونکہ اس میں نام بھی ہوتا ہے... دوسرے لوگ سوال کرنے آجاتے ہیں اور اپنے لوگ غیرت مندی اور آبرو کی وجہ سے سوال نہیں کرتے لہٰذا ان کی حاجتیں اور ضرورتیں رُکی ہوئی ہیں... حالانکہ اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے میں دو ثواب ہوتے ہیں... ایک صدقہ کا، دوسرا عزیزوں کی خبر لینے اور خدمت کرنے کا... چنانچہ ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے...

Marfat.com

الصدقة علی المسکین صدقة وھی علیٰ ذی الرحم ثنتان صدقة وصلة. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

''مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ (ہی) ہے، اور قرابت دار پر صدقہ کرنے میں دوہرا ثواب ہے... کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور قرابت داری کے حقوق کی دیکھ بھال بھی...'' (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

یہاں پہنچ کر یہ بات بتا دینا ضروری ہے کہ صدقہ کو صدقہ وخیرات بتا کر دینا ضروری نہیں ہے... اگر اپنے کسی عزیز کو صدقہ کے نام سے کچھ دیں گے تو وہ نہ لے گا... اور اس کا دل بھی بُرا ہوگا... اس لئے ہدیہ کے نام سے دیجئے، بلکہ ہدیہ کا لفظ بولنا بھی ضروری نہیں، صرف یہ کہہ دیجئے کہ یہ کچھ پیسے ہیں خرچ کر لینا، یا کپڑے بنا دیجئے یا اور کسی طرح سے ان کی جائز ضرورت میں خرچ کر دیجئے... زکوٰۃ کی رقم کا بھی یہ مسئلہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے...

البتہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو جہاں تک سلسلہ چلے اور ماں باپ اور دادا پڑدادا، دادی پڑدادی، نانی پڑنانی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی... اور شوہر و بیوی بھی ایک دوسرے کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے...

اور دوسرے عزیزوں مثلاً بہنوں بھائیوں، بھتیجوں بھتیجیوں، بھانجوں، بھانجیوں اور پھوپی وخالہ و چچا وساس سسر وغیرہ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ جسے دی جائے اسے بتا دیا جائے، بلکہ ہدیہ اور قرض بتا کر بھی دے سکتے ہیں، ہاں اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لیں اور دیکھ لیں کہ جس کو دے رہے ہیں کسی اعتبار سے صاحب نصاب نہیں اور سید بھی نہیں ہے، یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ زکوٰۃ جب ادا ہوگی جب مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کا مال دے کر قبضہ دے کر مالک بنا دیا جائے... اگر اس کو نہ دیا اور بالا بالا اس کا قرض ادا کر دیا یا فیس ادا کر دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی... ہاں مال خرچ کرنے کا ثواب مل جائے گا...

Marfat.com

عم مکرم سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

لے چل، منجدھار میں لے چل، ساحل ساحل کیا چلنا
میں خوگر ہوں طوفانوں کا، سو انجام سے کیا ڈرنا

رشتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، خالہ زاد بھائی اور رضاعی بھائی تھے بڑے شمشیر زن، تیر انداز، غیور اور جسور تھے شکار کے بڑے شوقین تھے، انہی مردانہ مشاغل میں مگن رہتے تھے، کئی سال تک دعوت اسلام کی طرف کان نہ دھرا... غالباً بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ دار ارقمؓ میں رہتے تھے... اسی سال حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تلوار لے کر چلے تو کسی اور ارادے سے تھے، آگے آئے تو ان کی دنیا ہی بدل گئی... کلمہ پڑھنے کے بعد عرض کیا اے اللہ کے رسول کیوں نہ ہم کعبے چل کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی... صحابہ کرام دو قطاریں بنا کر باہر نکلے ایک کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، دوسری کے آگے حضرت عمرؓ... کفار نے یہ منظر دیکھا تو ان پر گھڑوں پانی پڑ گیا...

ہجرت مدینہ کے بعد رمضان ۲ھ میں بدر کا معرکہ پیش آیا اس میں حضرت حمزہؓ کی مردانگی اور شمشیر زنی کے جوہر خوب خوب کھلے... صفیں آمنے سامنے ہوئیں تو مشرکین مکہ میں سے عتبہ، شیبہ دو بھائی اور عتبہ کا بیٹا ولید نکل کر آگے آئے اور بڑی آن بان سے گردنیں اکڑا کر ھل من مبارز کا چیلنج دیا... ادھر سے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ عوفؓ اور معوذؓ تین انصاری نکلے، مگر قریشی فراعنہ نے کڑک کر کہا محمد! یہ کھیتی باڑی کرنے والے ہمارا کیا مقابلہ کریں گے ہمارے قریشی بھائی، ہمارے مقابلے میں نکالو... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ اور دو چچا زاد بھائیوں حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا یہ تینوں ہاشمی جنگل کے

Marfat.com

شیروں کی مانند بڑھے اور چند ہی لمحات میں تینوں فرعونوں کی لاشیں خاک وخون میں تڑپ رہی تھیں... اب دونوں طرف سے نبرد آزما پل پڑے... اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر، حضرت حمزہؓ جس طرف رخ کرتے، صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے تھوڑی دیر میں مشرکین ستر لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کے ستر آدمی گرفتار ہوئے مشرکین کی زبان پر یہ جملہ تھا کہ آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان عبدالمطلب کے بیٹے حمزہؓ نے پہنچایا ہے...

۳ھ میں مشرکین مکہ دلوں میں انتقام کی آگ لئے ہوئے، مدینہ پر چڑھ آئے طیمہ نامی ایک مشرک نے اپنے غلام وحشی سے کہہ رکھا تھا، اگر تم حمزہؓ کو قتل کردو تو تم آزاد... وحشی موقعہ کی تاک میں تھا جب جنگ کا رخ پلٹا تو اتفاق کی بات کہ حضرت حمزہؓ کو ایک جگہ ٹھوکر لگی، گرے تو زرہ پیٹ سے ہٹ گئی، وحشی نے نیزہ پھینک کر مارا، اس کا وار کاری ہوا اور انجام کار آپؓ شہید ہوگئے... دشمن نے آپؓ کا مثلہ کیا، ناک کان کاٹ لئے، ھندہ زوجہ ابی سفیان نے آپؓ کا کلیجہ نکالا اور چبا کر پھینک دیا... جنگ کا غبار چھٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی لاش دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی رقت طاری ہوئی گریہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چیخ نکل گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حمزة سيد الشهداء (حمزہ شہیدوں کے سردار ہیں) یہ سیادت حقیقی ہے یا اضافی؟ یہاں اس بحث کا موقعہ نہیں ہے... امام ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

دخلت البارحة الجنة فاذا فيها جعفر يطير مع الملائكة واذا حمزة مع اصحابه (استیعاب ص۸۲)

کل رات میں جنت میں داخل ہوا تو جعفرؓ اس میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کررہے تھے اور حمزہؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے... (کاروان جنت)

Marfat.com

سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

بنو ہاشم میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی... بعض علماء سیرت نے ان کا نام مغیرہ بتایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مغیرہ ان کے بھائی تھے... ابوسفیان ہی ان کا نام ہے... واللہ اعلم

یہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف کو تشریف لے جا رہے تھے... ابوسفیان راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آن ملے اور اسلام قبول کر لیا... چونکہ کافی عرصہ بحالت کفر گزار چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بھی کہتے رہے تھے، علاوہ ازاں مسلمانوں کو بھی تکالیف پہنچاتے رہے تھے، اس لئے آنکھ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں دیکھ سکتے تھے... ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نگاہ نیچی رکھتے تھے...

جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (آپ بھی ان کے چچازاد بھائی تھے) نے انہیں سمجھایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ الفاظ پڑھنا جو برادران یوسفؑ نے ان کے سامنے کہے تھے:

تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ ○ (اللہ کی قسم! اللہ نے آپ کو ہم پر برتری دی ہے اور بے شک ہم غلطی پر تھے...)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہی جواب دیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا.. فرمایا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ (تم پر کوئی الزام نہیں ہے (میں تمہیں معاف کر چکا) اللہ تعالیٰ (بھی) تمہیں معاف فرمائے... وہ مہربانوں میں سب سے زیادہ مہربان ہے...

Marfat.com

بدن میں ہاشمی خون تھا، اس لئے بہادر تو تھے ہی... جب تک دور تھے تو دور ہی رہے اور جب مشرف باسلام ہو کر قریب ہوئے تو دل وجان سے فدا تھے...

جب دیکھ نہ سکتے تھے، تو دریا بھی تھا قطرہ — اور جب آنکھ کھلی تو قطرہ بھی دریا نظر آیا

جنگ حنین کے موقعہ پر جب کہ صحابہؓ کی اکثریت، میدان کو چھوڑ کر چلی گئی تھی، ابو سفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی رکاب پکڑے رہے... حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے (کثیر نامی) گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے تھے اور اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رجز پڑھ رہے تھے...

انا ابن عبدالمطلب — انا النبی لا کذب

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا: آواز دو، بیعت رضوان والے کہاں چلے گئے ہیں؟ چنانچہ ان کے بلانے پر، پروانے پھر شمع کے گرد جمع ہو گئے... انہی ابوسفیانؓ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ابو سفیان بن الحارث سید فتیان اھل الجنۃ (استیعاب ص ۷۰۸ اصابہ ص ۹۰ ج ۴) ابوسفیان بن حارث جنتی جواں مردوں کے سردار ہیں...

ایک حجام نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک پھوڑے کا آپریشن کیا تھا، جو جان لیوا ثابت ہوا... اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا رتبہ بھی حاصل ہو گیا...

رضی اللہ عنہ وارضاہ (حوالہ بالا)

عم بزرگوار سے معاملہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر کے لایا تھا وہ قبیلہ بنوسلمہ کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابوالیسر اور نام کعب بن عمرو تھا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اے ابوالیسر! بتاؤ ان کو تم نے کس صورت سے قید کیا؟ انہوں نے عرض کی...

Marfat.com

ایک شخص نے اس میں میری مدد کی تھی جس کو میں نے نہ بعد میں دیکھا اور نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اس کی صورت ایسی ایسی تھی... یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... یہ امداد تیری ایک عظیم فرشتے نے کی تھی... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا... آپ اپنی جانب سے اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل بن حارث کی جانب سے بھی فدیہ دیدیں انہوں نے فرمایا میں تو اپنی اسیری سے پہلے ہی مسلمان تھا... یہ لوگ زبردستی گھسیٹ کر مجھ کو لے آئے تھے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اس کی خبر تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے... اگر یہ بات جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں درست ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ دے گا لیکن آپ کی ظاہری صورت تو یہی تھی کہ آپ ہمارے مقابلے ہی کے لیے آئے تھے... لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ فدیہ ادا کر ہی دیجئے... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے وہ بولے یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سونے کو میرے فدیہ کے حساب میں شمار فرما لیجئے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... یہ سونا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ سے دلوایا ہے... انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو اور کوئی مال نہیں ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اچھا تو وہ مال کہاں ہے جو آپ نے نکلتے وقت ام الفضل کے پاس رکھا تھا اور اس وقت تمہارے دونوں کے سوا اور کوئی شخص نہ تھا اور تم نے کہا کہ اگر اس جنگ میں میں قتل ہو جاؤں تو اس میں سے فضل کا اتنا حصہ اور قثم کے لیے اتنا اور عبداللہ کے لیے اتنا... انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے اس کی اطلاع میرے اور ان (ام الفضل) کے سوا لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی نہیں ہے اور میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ کسی شبہ کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں... (مسند احمد)

Marfat.com

تشریح: اس جگہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تو ہے ہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے راز کی اطلاع دیدی جس کا جاننے والا دو کے سوا مکہ مکرمہ میں بھی کوئی اور تیسرا نہ تھا مگر اس کی تہ میں یہاں اس معجزہ سے کم یہ اخلاقی معجزہ نہیں کہ عم بزرگوار کا معاملہ اور پورے اختیار و اقتدار کے ساتھ ان کے بیان اسلام کے دعوے کی وجہ سے کچھ نرمی کا موقع بھی ہے...

کچھ نہ سہی تو کم از کم اتنا ہی ہو جاتا کہ ان سے حاصل شدہ مال کو فدیہ میں شمار کر لیا جاتا... پھر حقیقت کی کسی کو خبر بھی نہیں ہے لیکن ان سب کے باوجود جس مال میں سب مسلمانوں کا حق قائم ہو چکا تھا اس میں حقوق عامہ کے بالمقابل یہاں عم بزرگوار کے حق کی کوئی رعایت نہیں کی گئی اور جب آپ کے اصرار پر اور اصرار کے بعد بھی انہوں نے اصل بات بتانے سے انحراف کیا تو پھر عم بزرگوار کے منہ پر سارا راز افشا کر دینا پڑا...

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے قبضہ سے گو بیس اوقیہ کی دولت تو ضرور نکل گئی مگر اسلام حقیقی کی انمول دولت ان کے ہاتھوں میں آ گئی...

سبحان اللہ انبیاء علیہم السلام کو بھی اخبار غیبی پر کتنا جزم و یقین حاصل ہوتا ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا اس کا کتنا ہی انکار کرے مگر ان کے قلوب میں شک و تردد کا چھوٹا سا کانٹا بھی نہیں چبھتا...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

بچوں کیلئے سراپا شفقت پیغمبر

بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس، عبیداللہ بن عباس اور کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور ان سے فرمایا بچو! تم میں سے جو دوڑ کر مجھ کو سب سے پہلے ہاتھ لگائے گا میں اس کو فلاں چیز دوں گا تینوں بھائی دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے چمٹ جاتا کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو سینہ سے لگاتے اور خوب پیار کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا دیتے تھے "اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ" اے اللہ اس کو کتاب اللہ کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرما... (تذکرہ پچاس صحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت

بخدا! وہ بچے بڑے خوش قسمت تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دامن سے کھیلتے تھے... آپ کا دامن پکڑ کر ساتھ لپٹتے تھے اور جن کو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکیزہ گود میں اٹھایا... انہیں اپنا لعابِ دہن چٹایا... اور اپنے مقدس منہ میں کھجور چبا کر کھلائی... جن کے سر پر شفقت سے کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور انہیں دعائیں دیں... جن سے خوش طبعی کی باتیں کیں... ان کا دل بہلایا... انہیں کھلایا اور انہیں اپنے مبارک کندھوں پر سوار فرمایا...

Marfat.com

مہر نبوت سے کھیلنے والی بچی

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی بیٹی آقائے کون ومکاں امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اپنے ابا کے ساتھ آئیں وہ خود بتاتی ہیں کہ:...

میں چھوٹی سی تھی اور پیلے رنگ کا کرتا میں نے پہنا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: سَنَه سَنَه یہ حبشی زبان کا لفظ تھا جس کے معنی حَسَنَه حَسَنَه کے ہیں... یعنی واہ واہ! بہت اچھا کپڑا ہے...

پھر میرے والد تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور میں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پچھلی جانب جو مہر نبوت تھی (ایک ابھری ہوئی کبوتری کے انڈے کی طرح جس کے اردگرد بالوں کی لکیر سی بنی ہوئی تھی اسے مہر نبوت کہا جاتا تھا) اس سے کھیلنے لگی...

تھوڑی دیر بعد جب میرے والد صاحب کی نظر پڑی تو انہوں نے مجھے وہاں سے ہٹانا چاہا اور ڈانٹ کر مجھے اپنے پاس بلایا تو امت کے کریم وشفیق آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو بھئی! اسے کھیلنے دو... ساتھ ہی یہ دعا بھی دی پہنتی رہو اور پرانا کرتی رہو تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیہ جملہ ادا فرمایا... پھر یہ خوش بخت بچی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں مست، مہر نبوت کو پکڑتی، چومتی اور اس کے ساتھ کھیلتی رہی... سبحان اللہ! کیا قابل رشک بچی تھی... (بخاری، کتاب الآداب)

بچوں کو سلام کہنا

"حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے استاد ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چل رہا تھا ہمارا بچوں کے پاس سے گذر ہوا تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا...

پھر حضرت ثابت بُنانی فرمانے لگے کہ میں اپنے استاد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا جب ہمارا بچوں پر گزر ہوا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بچوں کو سلام کیا اور...... ساتھ ہی فرمانے لگے کہ میں اپنے استاد رحمت دو عالم حضرت محمد رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا ہم بچوں کے پاس سے گزرے تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو سلام کیا تھا... (ترمذی شریف)

دانش مند بچو! آپ نے یہ حدیث سن کر اس سے کیا سبق حاصل کیا؟ ذرا سوچ کر بتا دیجئے! امید ہے آپ نے یہی سوچا ہوگا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بہت شفیق و رحیم تھے اور بچوں کے ساتھ پیار بھی فرماتے تھے...... لیکن یہ سبق بھی تو اس حدیث میں ہے کہ یہ سارے اپنے اساتذہ کی تعلیمات پر ہو بہو عمل کیا کرتے تھے اور ہاں ایک سبق اور بھی ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے وہ لوگ ہر وقت تعلیم و تربیت کا عمل جاری رکھا کرتے تھے... تبھی تو نیکیاں فروغ پاتی تھیں اور آج تھوڑے لوگوں کے علاوہ سبھی برائیوں کی تشہیر میں لگے ہوئے ہیں تبھی تو ہر طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی حکم شکنی ہو رہی ہے... کاش ہم اپنے زریں ماضی کو دیکھ کر مستقبل کو روشن کرنے والے بن جائیں...... تو وہ ساری اخلاقی اقدار زندہ و تابندہ ہو جائیں گی...

خوش نصیب بچے نے لعابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چُوسا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلی خاتون ہیں ہجرت کے بعد جن کے ہاں ولادت ہوئی یہ قبا کی بستی میں تھیں کہ ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی...

اس بچے کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا... (عبداللہ بن زبیرؓ) ان کی ولادت پر تمام اہل ایمان خصوصاً مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم بہت ہی خوش ہوئے اس لیے کہ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ یہود نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی...

جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں اٹھا لیا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور کھجور اپنے منہ میں چبا کر چٹائی... پس ان کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے گئی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعابِ دھن تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے برکت بھی فرمائی (بخاری شریف)

Marfat.com

انداز تحسین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ایک مشہور کافر عُقبہ بن ابی مُعَیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا... ایک روز آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ہمسفر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے بیٹے! کچھ دودھ ہے پینے کے لیے؟ میں نے جواب دیا کہ دودھ تو ہے لیکن یہ ساری بکریاں میرے پاس امانت ہیں لہذا میں دودھ پلا نہیں سکتا...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسی بکری ہے جو دودھ نہ دیتی ہو وہی ہمیں دے دو! میں ایک ایسی بکری لے کر آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کردی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا اور اس بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا' آپ نے دودھ دوہا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پلایا خود پیا اور حضرت ابن مسعود کو بھی پلایا... پھر کچھ پڑھا اور تھنوں پر ہاتھ پھیرا وہ دوبارہ پہلے والی حالت پر آ گئے یعنی سکڑ گئے...

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھر گئی اور عرض کیا یہ جو کچھ آپ پڑھتے ہیں مجھے بھی سکھا دیجئے...... اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے' میرے سر پر ہاتھ پھیرا' دعا دی اور میری تعریف فرمائی: اِنَّکَ غُلَامٌ مُّعَلَّمٌ تم بڑے سمجھدار بچے ہو... (اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے: تم بڑے تعلیم یافتہ بچے ہو) (مسند احمد)

تمہاری چڑیا کہاں چلی گئی؟

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک چھوٹے بھائی تھے جن کا نام ابو عمیر تھا وہ چھوٹے سے تھے...... اور انہوں نے ایک پرندہ بھی پال رکھا تھا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے تو وہ بڑے غمگین بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا دل بہلانے کیلئے یوں ارشاد فرمایا: یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ: اے ابو عمیر تمہاری چڑیا کہاں چلی گئی؟) وہ خوش ہو گئے اور ان کے گھر والے بھی (ابوداؤد' کتاب الادب)

Marfat.com

"حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ پیار فرمایا کرتے تھے آپ خود ان کا منہ اور ناک اپنے کپڑے سے صاف فرمادیا کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کپڑے پہناتے اور کبھی جوش محبت میں یوں فرماتے:

"اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اس کو خوب زیور وغیرہ پہناتا اور اسے ایسا سنوار کر رکھتا کہ اس کی خوبصورتی کا چرچا پورے عرب میں ہوتا... (ترمذی شریف)

پیارے بچو! دیکھا آپ نے! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کس قدر شفیق تھے... بچیوں سے بھی بہت الفت ونرمی کرنے والے تھے... حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتنی پیار کی باتیں آپ نے فرمائیں... اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری جانب سے اچھی اجزاء عطا فرمائے اور کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے... (آمین)

چھوٹوں پر شفقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے...

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے منہ پر پیار سے بوسہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا میرے دس بیٹے ہیں میں کسی کو اس طرح پیار نہیں کرتا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا جو کسی پر رحم نہ کرے گا اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہ کرے گا... (مسلم شریف' کتاب الفضائل)

بچوں پر رحم کرنا' نرمی اور محبت سے پیش آنا ان کا حق ہے اور بلاشبہ اچھی تعلیم اور اچھی تربیت بھی ان کا اولین حق ہے... پیار ومحبت تو ہم سے اکثر لوگ کرتے ہی ہیں لیکن اچھی تعلیم وتربیت کا حق عموماً ضائع کیا جارہا ہے...

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حقوق اور اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے... (از حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت)

Marfat.com

بچوں پر شفقت

چھوٹے بچے بھی رحمت کے مستحق ہیں، اپنے بچے ہوں یا کسی دوسرے کے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوٹے بچوں سے بہت شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے، بچوں کو گود میں بھی لیتے، پیار بھی کرتے، اور چومتے بھی تھے، ایک صاحب دیہات کے رہنے والے حاضر خدمت ہوئے اور (تعجب سے) کہنے لگے کیا آپ حضرات بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو نہیں چومتے، اسکی بات سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تیرے لئے کیا کرسکتا ہوں اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہے... (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس (لوگوں کے) بچے لائے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے برکت کی دُعا دیتے تھے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (یعنی اپنے منہ میں کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈال دیتے تھے پھر تالو سے مَل دیتے تھے)... (مسلم)

ایک مرتبہ حضرت اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایک دودھ پیتے بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں بٹھالیا، بچہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اسکو پاک فرمایا... (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھوٹا بھائی آپ ؐ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ؐ نے اس بچہ سے فرمایا کہ اے ابو عمیر تمہاری وہ چڑیا کیا ہوئی؟ اس بچے کے پاس ایک چڑیا تھی جس سے کھیلتا تھا، وہ مرگئی تو آپ ؐ نے ایسا فرمایا... (بخاری ومسلم)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا (آپ ؐ کے نواسے) حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ؐ کے

Marfat.com

کاندھے پر تھے، اس وقت آپ یہ دُعا فرمارہے تھے، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمائیے... (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ دن چڑھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا، آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت حسنؓ کو آواز دیتے ہوئے فرمایا کیا یہاں چھٹوا ہے؟ کیا یہاں چھٹوا ہے؟ اس کے بعد ذرا دیر بھی نہیں گذری کہ حضرت حسنؓ دوڑتے ہوئے آ گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسنؓ دونوں گلے لپٹ گئے پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمائیے اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرمائیے... (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر اپنے گھر والوں پر مہربان ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیمؓ عوالی مدینہ میں ایک عورت کا دودھ پیتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے، اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے اور بچے کو چومتے، پھر واپس آ جاتے، یہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا تھا اس کا شوہر لوہار کا کام کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور گھر بھٹی کی وجہ سے دھویں میں بھرا رہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں داخل ہو جاتے تھے... (مسلم)

بچوں سے محبت اور شفقت

گھر میں بچے اب تو لائق التفات سمجھے جاتے ہیں (خصوصاً زمانہ جاہلیت میں) تو بالکل ہی ان کو قابل توجہ اور لائق التفات نہیں سمجھا جاتا تھا... لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو بھی اپنی خاص الخاص رحمتوں سے نوازا اور اس

Marfat.com

سلسلہ میں اپنے قول وعمل سے ایسا اسوۂ اور نمونہ پیش فرمایا جس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ کی خاص الخاص نعمت ہیں ان کی تعلیم وتربیت اور ان کو حسن ادب کے ساتھ متصف کرنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے' بچوں کا یہ بھی حق ہے کہ والدین اور گھر کے دوسرے بڑے ان کے ساتھ شفقت اور محبت کا معاملہ کریں... بچوں میں اگر لڑکیاں ہیں تو ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور برتاؤ میں کسی قسم کی تفریق نہ برتیں...

خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی اپنے گھر کے بچوں کے ساتھ اور بچیوں کے بارے میں ایسا ہی تھا... آپ کو اپنی بیٹیوں سے غیر معمولی محبت تھی اور ان کے ساتھ صرف شفقت ہی نہیں' اکرام کا معاملہ بھی فرماتے تھے...

آپ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ پیش قدمی فرما کر ان کا استقبال کرتے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے... (مسلم' کتاب الفضائل' باب فضل فاطمہ)

ان کے فضائل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اقوال نقل کیے گئے ہیں... دوسری صاحبزادیوں کے ساتھ بھی آپ کا معاملہ اسی طرح کا تھا اور ان کے متعلق بھی آپ کے اکرام وشفقت کا ذکر حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے...

گھر کے چھوٹے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ نہایت پیار و محبت اور شفقت کا تھا (اور یہی معیارِ کمال ہے) آپ کے دونوں نواسے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ہی کی گود میں پلے ہیں' نبوت کی ساری ذمہ داریوں کے باوجود آپ ان کی ذرا بھی حق تلفی نہ فرماتے تھے... ان کو گود میں لیتے' اپنے کندھوں پر سوار کرتے' ان کو پیار کرتے' ان کو سونگھتے اور مستقبل

Marfat.com

میں ان کو حاصل ہونے والے کمالات کا ذکر بھی کرتے اور نیز ان کو دُعائیں دیتے' اپنے ساتھ سواری پر سوار کرتے...(ترمذی باب فی رحمۃ الولد)

کبھی فرماتے تم دونوں میرے گلدستے ہو (بخاری و ترمذی' کتاب المناقب الحسن والحسین)

ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لے رہے ہیں انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے دس بیٹے ہیں' میں نے کبھی بھی ان کا بوسہ نہیں لیا...آپ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر منجانب اللہ رحم نہیں کیا جاتا...(صحیح بخاری' کتاب الادب' باب رحمۃ الولد)

یعنی بچوں کو پیار کرنا بھی رحمتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے...حضرات حسنین کے علاوہ آپ کا معاملہ درجہ بدرجہ خاندان کے دیگر بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کا ہی رہا ہے...ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ حضرات حسنین گھر سے نکل آئے' نیا نیا چلنا شروع کیا تھا' قدم لڑکھڑا رہے تھے' فرطِ محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رُکا نہ جاسکا' آپ درمیانِ خطبہ منبر سے اُترے اور بڑھ کر ان کو گود میں اُٹھالیا...پھر فرمایا: اللہ نے سچ کہا ہے: اولاد انسان کی کمزوری ہے...میں نے دیکھا' یہ دونوں اپنے کپڑوں میں اُلجھ کر لڑکھڑا رہے ہیں' مجھ سے صبر نہ ہوا اور میں نے درمیانِ خطبہ ہی اُتر کر ان کو گود لے لیا...(نسائی کتاب الجمعہ' باب نزول الامام الخ)

کبھی ایسا بھی ہوا کہ درمیانِ نماز کوئی نواسی یا نواسہ آکر کندھے یا پیٹھ پر سوار ہوگیا' آپ نے نماز جاری رکھی' جب رکوع یا سجدہ کیا تو اُتار دیا اور پھر اُٹھالیا...

(ملاحظہ ہو بخاری کتاب الادب' باب رحمۃ الولد اور مسند احمد' جلد ۳' صفحہ ۴۹۳...۴۹۴' نسائی کتاب الصلوٰۃ' باب من یجوز ان تکون سجدۃ الطول من سجدۃ)

اولاد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی محبت تھی...حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اولاد کے ساتھ رحم دل و شفیق شخص نہیں دیکھا...(مسلم کتاب الفضائل' باب رحمۃ علیہ السلام وتواضعہ)

Marfat.com

اور اگر ان کو تکلیف پہنچتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے تاب ہو جاتے... ایک مرتبہ برسرِ عام کہا' فاطمہ! میری نہے' میں فاطمہ کا ہوں' فاطمہ کی تکلیف میری تکلیف ہے... (مسلم ترمذی' باب فضل فاطمہ)

غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ابوالعاص قیدی بنے' ان کے پاس فدیہ کی رقم نہیں تھی' انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں...

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیا ہوا ایک قیمتی ہار تھا جو اُن کو شادی میں ملا تھا... جب نقد رقم پوری نہ ہوئی تو انہوں نے اپنے گلے کا ہار بھی اُتار کر بھیج دیا... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب وہ ہار آیا تو نہ جانے کیا کیا یادیں نظر کے سامنے گھوم گئیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے تاب ہو کر رو پڑے' شدید رقت طاری ہو گئی...

صحابہ سے فرمایا: اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دوں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رضا مندی ظاہر کی اور وہ ہار واپس کر دیا... (ابوداؤد' کتاب الجہاد' باب فداء الاسیر بالمال)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے کچھ دور عوالی میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ وہاں جاتے اور بچہ کو دیکھ کر آتے... اللہ کی قدرت کہ ان کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا جب کہ آپ کبرسنی کو پہنچ چکے تھے اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے نرینہ اولاد تھے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے وقت پہنچ گئے' بچے نے اس حال میں دم توڑا کہ اس کا سر آپ کی گود میں تھا اور آپ کی آنکھیں شدت غم سے جاری تھیں مگر اس وقت بھی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر کے ساتھ نبی بھی تھے' اس حال میں آپ کو اللہ کی رضا کا خیال تھا' پورے صبر کے ساتھ زبان سے یہ ایمان فروز کلمات نکلے

Marfat.com

"اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَآ اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ..." (بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی انا بک لمحزونون)

"آنکھ آنسو بہا رہی ہے، دل غمگین ہے مگر سوائے اس بات کے جو اللہ کو پسند ہو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے... بخدا! ابراہیم! تمہاری جدائی سے ہم بہت غمگین ہیں..."

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر مثالی شفقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا کہ فلاں کام کر آؤ.... میں گھر سے نکلا تو باہر کچھ کھیل تماشا ہو رہا تھا.... میں اس کھیل تماشے میں لگ گیا اور جس کام کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ بھول گیا.... اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انتظار میں تھے کہ میں واپس آ کر بتاؤں کہ اس کام کا کیا ہوا؟

جب کافی دیر گزر گئی اور میں واپس نہ پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جا کر وہ کام خود کر لیا جس کیلئے مجھے بھیجا تھا.... آپ وہ کام کر کے واپس آئے تو آپ نے دیکھا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں....

جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو مجھے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کام سے بھیجا تھا اور میں کھیل میں لگ گیا.... مجھے صدمہ بھی ہوا اور فکر بھی ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں گے چنانچہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب گھر سے باہر نکلا تو میں وہ کام کرنا بھول گیا اور بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں.... میں وہ کام خود کر آیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نہ ڈانٹا.... نہ ڈپٹا اور نہ کوئی اور سزا دی.... (اصلاحی خطبات ج ۱۲)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے چند واقعات

اہل بیت کا صدقہ کرنا

حضرت عبید اللہ بن محمد بن عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایک سائل امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی والدہ کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ میں نے آپ کے پاس چھ درہم رکھوائے تھے اُن میں سے ایک درہم دے دؤ وہ گئے اور انہوں نے واپس آ کر کہا' امی جان کہہ رہی ہیں وہ چھ درہم تو آپ نے آٹے کے لیے رکھوائے تھے...

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کسی بھی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو جو چیز اس کے پاس ہے اس سے زیادہ اعتماد اس چیز پر نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ہے...اپنی والدہ سے کہو کہ چھ درہم بھیج دیں... چنانچہ انہوں نے چھ درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیئے...جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو دے دیئے...راوی کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نشست بھی نہیں بدلی تھی کہ اتنے میں ایک آدمی ان کے پاس سے ایک اونٹ لیے گزرا جسے وہ بیچنا چاہتا تھا... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اونٹ کتنے میں دو

Marfat.com

گے؟ اس نے کہا ایک سو چالیس درہم میں... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اسے یہاں باندھ دو البتہ اس کی قیمت کچھ عرصے بعد دیں گے... وہ آدمی اونٹ وہاں باندھ کر چلا گیا... تھوڑی دیر میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا... اس آدمی نے کہا کہ آپ اسے بیچیں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' اس آدمی نے کہا' کتنے میں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا دو سو درہم میں' اس نے کہا میں نے اس قیمت میں یہ اونٹ خرید لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو سو درہم دے کر وہ اونٹ لے گیا...

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس آدمی سے اونٹ اُدھار خریدا تھا اسے ایک سو چالیس درہم دیئے اور باقی ساٹھ درہم لا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیئے... انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے... "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (سورۂ انعام: آیت ۱۶۰)

ترجمہ: "جو شخص نیک کام کریگا اسکو اسکے دس حصے ملیں گے" (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک خاتون کی ملاقات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صحابہ میں میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ جاننے والے علیؓ تھے .... ایک عورت حضرت علیؓ کے پاس آئی کہ آپ کے قاضی صاحب نے مجھے میراث میں ایک دینار دیا ہے .... حالانکہ میرے بھائی نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے .... حضرت علیؓ نے سوچا پھر اس خاتون سے آپ نے کچھ سوالات پوچھے کہ مرحوم بھائی کی دو بچیاں بھی ہیں .... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 2/3 وہ لے گئیں .... یعنی چھ میں سے چار سو دینار پھر پوچھا کہ مرحوم کی ماں بھی زندہ ہیں .... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/6 وہ لے گئی .... یعنی چھ سو میں سے

Marfat.com

ایک سو پھر پوچھا کہ مرحوم کی بیوی بھی زندہ ہے....عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/8 وہ لے گئی....یعنی چھ سو میں سے 75 دینار پھر پوچھا کہ بی بی کیا تمہارے بارہ بھائی بھی ہیں....اس نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 24 دینار وہ لے گئے تو آپ کا ایک دینار بنتا ہے اور قاضی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے....(الطریق الحکمیہ)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے ایک بڑھیا کی ملاقات

ابوالحسن مدائنیؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ....امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے....راستے میں ان کے سامان کے اونٹ ان سے جدا ہو گئے....یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے ایک خیمہ پر ان کا گزر ہوا اس میں ایک بوڑھی عورت تھی....ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی یا دودھ لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے؟

اس نے کہا....ہے....یہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر سے اترے....اس بڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی اس کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو....ان حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا....پھر انہوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز بھی ہے؟

اس بڑھیا نے کہا کہ یہی بکری ہے اس کو تم میں سے کوئی ذبح کر لے تو میں پکا دوں گی....انہوں نے اس کو ذبح کیا اس نے پکایا....یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو انہوں نے اس بڑھیا سے کہا ہم ہاشمی لوگ ہیں اس وقت حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ پہنچ گئے تو تُو ہمارے پاس آنا....تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے....یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا....وہ بہت خفا ہوا کہ تُو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی....معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے

Marfat.com

.... پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے .... غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا .... کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے .... دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گزر کیا کرتے .... ایک دن وہ بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی .... حضرت حسنؓ اپنے دروازے کے آگے تشریف رکھتے تھے جب یہ وہاں کو گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسنؓ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے بھی پہچانتی ہے؟

اس نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا.... آپؓ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ اور بکری والا.... بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا کیا خدا کی قسم تم وہی ہو.... حضرت حسنؓ نے فرمایا میں وہی ہوں اور یہ فرما کر آپؓ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک ہزار بکریاں خریدی جائیں.... چنانچہ فوراً خریدی گئیں اور ان بکریوں کے علاوہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) نقد بھی عطا فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ کے پاس بھیج دیا.... حضرت حسینؓ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا؟

اس نے کہا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار .... یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسینؓ نے عطا فرمائی .... اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس بھیج دیا انہوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے تو انہوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے اور یہ فرمایا کہ اگر تُو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا .... یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے .... (احیاء العلوم)

اہل بیت سے فقراء کی ملاقات

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ایک

Marfat.com

مرتبہ بہت بیمار ہو گئے تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے نذر (منت) مانی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں تو شکرانہ کے طور پر تین.... تین روزے رکھیں گے....

اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل سے صاجزادوں کو صحت ہو گئی.... ان حضرات نے شکرانے کے روزے رکھنے شروع فرما دیئے اگرچہ گھر میں نہ سحر کے لئے کچھ تھا نہ افطار کے لئے.... فاقہ پر روزہ شروع کر دیا.... صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے جس کا نام شمعون تھا کہ اگر تو کچھ اون دھاگا بنانے کے لئے اجرت پر دے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اس کام کو کر دے گی....

اس نے اون کا ایک گٹھر تین صاع جو کی اجرت طے کر کے دے دیا....

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع جو اجرت کے لئے ان کو پیسا اور پانچ نان اس کے تیار کئے ایک ایک اپنا میاں بیوی کا دونوں صاجزادوں کے اور ایک باندی کا.... جس کا نام فضہ تھا.... روزہ میں دن بھر کی مزدوری اور محنت کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے اور کھانا کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازہ سے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! میں ایک فقیر مسکین ہوں مجھے کھانا دو.... اللہ جل شانہ تمہیں جنت کے دستر خوان سے کھانا کھلائے....

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہاتھ روک لیا.... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا انہوں نے فرمایا ضرور دے دیجئے.... وہ سب روٹیاں اس کو دے دیں اور گھر والے سب کے سب فاقہ سے رہے اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کر دیا.... دوسرے دن میں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسری تہائی اون کی کاتی اور ایک صاع جو کا اجرت لے کر پیسا.... روٹیاں پکائیں اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور سب کے سب

Marfat.com

کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک یتیم نے دروازہ سے سوال کیا اور اپنی تنہائی اور فقر کا اظہار کیا.... ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کے حوالہ کردیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ شروع کردیا اور صبح کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اون کا باقی حصہ کاتا اور ایک صاع جو کا جو رہ گیا تھا وہ لے کر پیسا.... روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آ کر آواز دے دی اور اپنی سخت حاجت اور پریشانی کا اظہار کیا....

ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے .... چوتھے دن صبح کو روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا.... حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے .... بھوک اور ضعف کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری تکلیف اور تنگی کو دیکھ کر مجھے بہت ہی تکلیف ہوتی ہے چلو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے وہ نماز پڑھ رہی تھیں بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑ گئی تھیں....

پیٹ کمر سے لگ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور حق تعالیٰ سے فریاد کی اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ دہر کی آیات و **یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما واسیرا** (اور وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں).... لے کر آئے اور اس پروانۂ خوشنودی کی مبارکباد دی....'' (فضائل صدقات)

پانچ مبارک کلمات

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک مرتبہ فاقہ آیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اگر تم حضور اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ مانگ لو تو اچھا ہے... چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں' اس وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا موجود تھیں...

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ کھٹکھٹاہٹ تو فاطمہ کی ہے...

آج اس وقت آئی ہے پہلے تو کبھی اس وقت نہیں آیا کرتی تھی...

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اندر آ گئیں اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان فرشتوں کا کھانا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا ہے ہمارا کھانا کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے کسی گھر میں تیس دن سے آگ نہیں جلی' ہمارے پاس چند بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو پانچ بکریاں تمہیں دیدوں اور اگر چاہو تو تمہیں وہ پانچ کلمات سکھادوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں...

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا نہیں' بلکہ مجھے تو وہی پانچ کلمات سکھا دیں جو آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم یہ کہا کرو...

"يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ وَيَا آخِرَ الْآخِرِيْنَ وَيَا ذَالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنِ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس چلی گئیں... جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ کے پاس دنیا لینے گئی تھی لیکن وہاں سے آخرت لے کر آئی .

Marfat.com

ہوں... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر تو یہ دن تمہارا سب سے بہترین دن ہے... (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۵۶)

پانچ کلمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیکھے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں تمہیں پانچ ہزار بکریاں دے دوں یا ایسے پانچ کلمات سکھا دوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانچ ہزار بکریاں تو بہت زیادہ ہیں لیکن آپ مجھے وہ کلمات ہی سکھا دیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو...

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ خُلُقِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسَبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تُذْھِبْ قَلْبِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَّفْتَہٗ عَنِّیْ..."

ترجمہ: "اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرا اخلاق وسیع فرما اور میری کمائی کو پاک فرما اور جو روزی تو نے مجھے عطا فرمائی اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور جو چیز تو مجھ سے ہٹا لے اس کی طلب مجھ میں باقی نہ رہنے دے..." (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۲۰۸)

نوٹ: آج کا مسلمان ہوتا تو کہتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ بکریاں بھی دیجئے اور پانچ کلمات بھی سکھائیے...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح مبارک

لطافت اور حُسنِ مزاح انسانی فطرت ہے... لطیف و پاکیزہ مزاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے مگر آپ کے مزاح میں کوئی بات خلاف واقعہ یا مخاطب کی دل آزاری کا باعث نہ ہوتی تھی ... مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ مانگنے والے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا میں تمہیں سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دے سکتا ہوں...

وہ صاحب حیران ہوئے تو یہ فرما کر ان کی حیرانی دور کردی کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے... پس معلوم ہوا کہ ظرافت علم و فضل کے منافی نہیں بلکہ متین ولطیف ظرفات خوش مزاج یا ور شگفتہ ولی کی علامت ہے... لطیف و پاکیزہ مزاح سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں سے بات کرنے کا حوصلہ بلکہ سلیقہ حاصل ہوتا ہے...

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس سے لوگوں کو مانوس بنانا مقصود تھا... ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے لوگ کھل کر دل کی بات نہ کہہ سکتے...

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل خوش کرنے کیلئے کبھی کبھی مذاق فرما لیتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مذاق فرماتے ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں (مذاق میں بھی) حق ہی کہتا ہوں... (ترمذی)

Marfat.com

معلوم ہوا کہ دل خوش کرنے کے لئے مذاق کیا جائے وہ بھی سچ اور صحیح ہونا چاہئے مذاق میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے...

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے سواری عنایت فرمادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کرادوں گا، اس شخص نے عرض کیا، میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں، (یعنی اونٹ جتنا بڑا ہو جائے اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا)...(ترمذی)

دیکھو! اس مذاق میں ذرا سا بھی جھوٹ نہیں ہے، بات بالکل سچی ہے...

اسی طرح ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دعا فرمادیجئے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی، یہ سن کر وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ اس کو جا کر بتادو کہ (مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا میں جو بوڑھی عورتیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ) جنت میں داخل ہوتے وقت کوئی عورت بھی بوڑھی نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ شانہٗ سب کو جوان بنادیں گے، لہٰذا یہ بڑی بی (بھی) جب جنت میں داخل ہوں گی بڑھیا نہ ہوں گی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ ایک آیت تلاوت فرمائی...

اِنَّآ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا...(شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاذاالاذنین (دو کان والے) کہہ کر پکارا...(جمع الفوائد)

ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے شوہر نے آپ کو مدعو کیا ہے، (بطور دعوت گھر پر تشریف لانے کی درخواست کی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم اس کی آنکھ

Marfat.com

سفید نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو... (قال العراقی فی تخریج الاحیاء اخرجہ الزبیر بن بکار فی کتاب الفکاہۃ والمزاح الخ ۱۲)

(یعنی وہ سفیدی جو سیاہ ڈیلے کے چاروں طرف ہے)...

دیکھو! کیسا صحیح مذاق ہے، ایسا سچا مذاق درست ہے... بشرطیکہ اسے ناگوار نہ ہو جس سے مذاق کیا ہے...

جب کسی کا دل خوش کرنے کے لئے مذاق کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ بات سچی ہو اور جس سے مذاق کیا جائے اس کو ناگوار نہ ہو تو کسی کا مذاق اڑانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بہت سے مرد اور عورت اس کا بالکل خیال نہیں کرتے، اور جس کو کسی بھی اعتبار سے کمزور پاتے ہیں سامنے یا پیچھے اس کا مذاق اڑا دیتے ہیں، یہ سب گناہ ہیں، اس کو مسخرہ پن اور مخول اور ٹھٹھا بھی کہا جاتا ہے...

فائدہ...... یعنی اللہ تمام بوڑھی عورتوں کو قیامت کے دن جوان بنا کر اٹھالے گا اور جنت میں داخل کر دے گا اس لئے جنت میں کوئی عورت بڑھیا نہیں جائے گی بلکہ جوان ہو کر جائے گی... بوڑھی عورتیں عام طور پر بات کو سوچے سمجھے بغیر آپے سے باہر ہو جاتی ہیں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم فرما کر کہ یہ بوڑھی عورت حضرت عائشہؓ کے ننہیال سے تعلق رکھتی ہے ازراہِ ملاطفت وانسیت اس بڑھیا سے یہ خوش طبعی فرمائی، ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقت کو واضح کرنے کے بعد وہ بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر گرویدہ ہو گئی ہو گی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کس قدر دلجوئی ہوئی ہو گی یہی رحمۃ للعالمین کی شفقت ورحمت کا تقاضا تھا...

ابن کعب بن مالک رحمہ اللہ اپنے والد کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات پر خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح منور ہو جاتا جیسے چاند...

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ مسرور تھے اور فرطِ مسرت سے آپ کی پیشانی مبارک کے خطوط (لکیریں) دمک رہے تھے...

فائدہ......ان احادیث پاک سے معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور اور خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرور اور خوشی کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک سے ہی ہونے لگتا اور فرطِ مسرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح دمکنے لگتا... یہ ہی روشن پیشانی اور دمکتا ہوا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطافت طبع اور رافت وشفقت قلبی کی دلیل تھا...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح (قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کا پورا اندرونی حصہ نظر آجائے بلکہ آپ تو خوشی اور مسرت کے وقت مسکرایا کرتے تھے...

ابو رجا حصین بن یزید کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (منہ کھول کر) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تو صرف تبسم فرمانے تک محدود تھا...

فائدہ......ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ مار کر اور منہ پھاڑ کر کبھی نہیں ہنستے تھے، بلکہ عموماً ہنسی کے موقع پر صرف تبسم فرمایا کرتے تھے ایسے مواقع بہت ہی کم ہیں، جہاں ہنسی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک کھل گیا ہو اسی لئے عام عادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے راوی یہی روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے کے مقام پر بھی تبسم فرمایا کرتے تھے کیونکہ کثرت سے کھلکھلا کر ہنسنا انسانی عظمت و وقار کے خلاف ہے...

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی گھریلو زندگی سے متعلق پیاری سنتیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا.... (شمائل ترمذی)

(یعنی کھجوروں سے اگرچہ اس کی نوبت آ گئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو) کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے.... (خصائل نبویؐ)

سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا.... (بخاری وشمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا.... نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا نہ آپ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی.... آپ کھانا چمڑے کے دستر خوان پر تناول فرماتے تھے.... (شمائل ترمذی)

مرغوبات:... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے.... (شمائل ترمذی)

Marfat.com

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے: کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے.... ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی.... (ابن ماجہ)

ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے.... (شمائل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بونگ کا گوشت پسند تھا.... آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا.... (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا) دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے.... چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے (خصائل نبویؐ)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پٹھہ کا گوشت بہترین گوشت ہے.... (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا.... (ابن سعد.... شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے.... (زاد المعاد)

آپ نے مرغ.... سرخاب.... بکری.... اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا.... آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی) کو پسند فرماتے تھے.... آپ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے.... آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے.... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا

Marfat.com

کھانا مرغوب تھا.... آپ ککڑی خرمہ کیساتھ کھاتے تھے.... جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرمہ کیساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہوجاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو اور آپ خرما تر کر کے اسکا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے.... یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے. (ابن سعد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے.... (نشر الطیب)

مشروبات میں عادت طیبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفاء کیلئے اچھا ہے... (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹا لے.... (زاد المعاد.... شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا.... (زاد المعاد)

کھانے کے بعد پانی پینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں.... (زاد المعاد)

آپ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے.... (زاد المعاد)

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو.... (مدارج النبوۃ)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا.... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ سے منقول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے.... نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے.... (زاد المعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دُعا پڑھنی چاہیے: "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْهُ" ترجمہ: (اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما) اور جب دودھ عطا فرمادیں تو یہ دُعا پڑھنا چاہیے: "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" (شمائل ترمذی)

ترجمہ: (اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اور زیادہ نصیب فرما) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند فرماتے.... آپ کے لیے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا.... (خصائل نبویؐ.... مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے.... (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ سلم دودھ کو پسند فرماتے تھے.... آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے کھانے کے بعد دُعا فرماتے:

Marfat.com

"اَللّٰھُمَّ زِدْنَا خَیْرًا مِّنْہُ" ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما....." (شمائل ترمذی)

آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی.... (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آب زم زم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا) (شمائل ترمذی) بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آب وضو اور آب زم زم کے ساتھ خاص ہے.... (مدارج النبوۃ)

جسم کے بالوں سے متعلق سنتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں بہتر سے بہتر خوشبو جو میسر ہوتی تھی لگاتی تھی... یہاں تک کہ اس کی خوشبو کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مجھ کو نظر آتی... (بخاری)

حضرت ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال پریشان و پراگندہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا...گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان بالوں اور داڑھی کو درست کر لے... چنانچہ اس نے اپنے بالوں کو درست کر لیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ (اچھی شکل وصورت) اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کوئی شخص پریشان و پراگندہ بالوں کے ساتھ آئے، گویا وہ شیطان ہے... (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

گھر میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں

(۱) گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتا رہے... (حصن حصین)

(۲) جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دُعا پڑھے:

Marfat.com

"بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" (ترمذی شریف)

(۳) جب گھر میں داخل ہو تو یہ دُعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا" (ترمذی شریف)

(۴) گھر میں موجود بیوی بچوں وغیرہ کو سلام کرنا... (ابی داؤد)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ" (الحصن الحصین)

(۵) گھر میں داخل ہونے سے قبل گھر والوں کو کنڈی یا پیروں کی آہٹ یا کھنکھار سے خبردار کر دینا کیونکہ بعض مرتبہ والدہ، بہن، بیٹی وغیرہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو شرم وحیا آتی ہے... (مسلم شریف)

(۶) جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کیلئے نکلو تو اثناء راہ میں یہ دُعا پڑھو

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا... اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا" (ابوداؤد)

(۷) جب کسی کے گھر کے دروازے پر جائیں تو سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں اور (بات چیت سے پہلے) السلام علیکم کہیں... (مؤطا امام مالک)

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں خانگی کام (بھی) کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے... اس وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے... اس سے معلوم ہوا کہ گھر اور گھر والوں کی خدمت اور کام کاج میں لگے رہنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صالحین کے طور طریقوں میں سے ہے... بشرطیکہ گھریلو کام کاج سنت سمجھ کر کرے...

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لے جاتے)... (بخاری شریف)

Marfat.com

(۱۰) فرمانِ رسول ہے: جب تم سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اس کو بجھا دو... (بخاری شریف)

(۱۱) جب دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد واپس لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو... ایسے ہی اگر رات گئے دیر سے آئے تو فوراً گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ صبح کو (یا اطلاع کر کے) مکان میں جائے... البتہ گھر والے تمہارے دیر سے آنے پر آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں... (مسلم)

گھریلو معاملات کی سنتیں

قرآن میں ہے "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ

ترجمہ:... اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی گزران اور نباہ کرو..."

اگر تم کو ان کی کچھ بات ناگوار بھی گزرے تو ممکن ہے کہ جس بات کو تم پسند نہیں کرتے... اللہ تعالیٰ اس کے اندر بہت سی خوبیاں اور بھلائیاں بھی بنا دے... (نساء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد نے اپنی بی بی کی کج خلقی پر صبر کیا... اللہ اس کو اتنا اجر دے گا... جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے امتحان پر دیا تھا... اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو آسیہ بی بی کا سا ثواب دے گا... (زین العلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کچھ کام (بیبیوں کے ہاتھ بٹانے کے لئے) خود بھی کر لیا کرتے... جھاڑو دے لیتے، بکری کا دودھ دُوہ لیتے...

فرمایا:... تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ زیادہ اچھا ہو اور میں تم سب سے زیادہ بہتر سلوک اپنی بیبیوں کے ساتھ کرتا ہوں... (ترمذی)

فرمایا:... اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بُرا شخص وہ ہے کہ

Marfat.com

اس نے خلوت میں بی بی سے کچھ کہا یا بیوی نے کچھ کہا.... پھر یہ شخص عورت کا راز ظاہر کرتا پھرے.... (مسلم)

فرمایا:.... جب کسی کو کوئی اجنبی عورت اچھی معلوم ہو تو اسے فوراً اپنی بیوی کے پاس جانا (اور اس سے فراغت کرنا) چاہئے کیونکہ عورت ہونے میں دونوں برابر ہیں.... (دارمی)

فرمایا:.... جب بیوی کے پاس جاؤ تو لباس پہنے رہو.... جانور کی طرح ننگے نہ ہو جاؤ.... (جمع الفوائد)

فرمایا:.... جو حیض میں بیوی کے پاس جائے.... اور حمل رہ جائے.... پھر بچہ کو کوڑھ ہو جائے تو وہ خود اپنے آپ کو الزام دے.... (جمع الفوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مباشرت کے بعد (بدن ٹھنڈا ہونے پر) اکثر تو اسی وقت غسل یا وضو کر لیا پھر سو رہے اور صبح کو نہائے.... کبھی ایسا بھی ہوا کہ ویسے ہی سو رہے صبح کو نہائے.... اگر ایک بار کے بعد پھر ارادہ ہوا تو درمیان میں غسل یا کم سے کم وضو ضرور فرما لیتے.... (سفر السعادۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو کبھی کہانی سنائی اور کبھی ان سے کہانی سنی (جمع الفوائد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں میں غسل فرما کر گرم ہونے کیلئے بی بی کے پاس لحاف میں لیٹ رہتے.... (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کے حیض کی حالت میں پاس بیٹھتے، ساتھ کھاتے، ان کو چھوتے، بوسہ لیتے، اختلاط کی باتیں بھی کر لیتے مگر صحبت نہ فرماتے.... (جمع الفوائد)

فرمایا:.... اپنی بی بی کو کوئی بے دردی سے نہ مارے.... شاید شب میں پھر اس کے پاس جانا چاہے تو پھر آنکھیں کیسے ملیں گی.... (بخاری)

Marfat.com

حضور نے ایک بار حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا.... آؤ عائشہ دوڑیں.... دوڑ ہوئی بی بی عائشہ آگے نکل گئیں.... چند سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا آؤ عائشہ دوڑیں.... دوڑ ہوئی تو حضور آگے نکل گئے اور فرمایا عائشہ! یہ اس پہلی دوڑ کا بدلہ ہے.... (جمع الفوائد)

فرمایا:.... اگر مرد بیوی کو بستر پر بلائے تو وہ انکار نہ کرے.... شوہر ناخوش ہو گا.... تو خدا بھی ناخوش ہوگا.... (جمع الفوائد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز اور مسلسل بات نہیں کرتے تھے جس طرح تم (میں سے بعض لوگ) مسلسل بولتے چلے جاتے ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی گننا چاہتا تو گن سکتا تھا... (مشکوٰۃ المصابیح)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز گفتگو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف، ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے... یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو مجمل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ سمجھ میں آئے، کچھ نہ آئے بلکہ ایسی اطمینان بخش واضح گفتگو ہوتی تھی کہ مخاطبین اچھی طرح سمجھ جاتے تھے...

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دُہراتے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں...

یعنی مضمون اگر مشکل ہوتا تو غور و تدبر کے لیے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں... تین

Marfat.com

مرتبہ غایت اکثر یہ ہے ورنہ دو مرتبہ کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے...(شمائل ترمذی)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی علامت بتائی ہے کہ وہ دن میں چیخ چیخ کر بولنے اور شور مچانے کے عادی ہوتے ہیں...(بحوالہ مسند احمد)

اچھی گفتگو حاصل کرنے کی بہترین ترکیب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مسکراتے رہتے تھے...ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حدیث شریف میں یوں نقل کیا گیا ہے... "ما رأیت اکثر تبسما من وجهِ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم"

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے زیادہ مسکراتا ہوا اور کوئی چہرہ نہیں دیکھا..." حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کرتی ہیں

کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر میں داخل ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی..." یہ بات دل کو بھی لگتی ہے کہ اتنی حسین کائنات میں انسان آخر اپنے چہرہ کو بسورا ہوا اور مرجھایا ہوا خشک اور غیر شگفتہ کیوں بنائے رکھا... مسکراتا ہوا چہرہ حسین دل کا ترجمان ہے اور اس کا نتیجہ حسین، شگفتہ اور شیریں گفتگو ہے...شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی ۔ یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

محنت اور کسب حلال سے متعلق

حضرت بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے...(ابوداؤد، بحوالہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اپنے کام اپنے ہاتھوں سے فرماتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش (بوقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور اپنے گھر والوں کا کام کر لیا کرتے...(ابن سعد، اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمتگار کے ساتھ کھانا کھالیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندوا لیتے اور اپنا سودا بازار سے خود لے آتے ... (مدارج النبوۃ، اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

کھانے پینے کے مسنون اعمال

ہاتھ دھونا: ہاتھ دھونے کی سنت بھی بہت ثواب کا ذریعہ ہے.... کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب اور مسنون ہے....

دستر خوان: کوئی دستر خوان یا کوئی کپڑا رومال بچھا کر کھانا سنت ہے.... اگر دستر خوان چمڑے کا ہو تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے....

بسم اللہ پڑھنا: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بڑی ضروری سنت ہے.... اگر بسم اللہ پڑھ کر نہیں کھایا تو کھانے میں شیطان شامل ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے.... اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت کہہ لے اس کھانے میں برکت واپس آ جاتی ہے....

اکٹھے کھانے کا طریقہ: اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگے سے کھائے.... اگر کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی ہیں تو ہر ایک کے لئے جس طرف سے بھی کھائے جائز ہے.... اسی طرح جو شخص اکیلا کھانا کھائے اس کے لئے بھی سنت یہی ہے کہ اپنی طرف سے کھانا کھائے اور درمیان سے کھانا نہ کھائے کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے....

بیٹھنے کا طریقہ: کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی سنت یہ ہے کہ اوکڑوں بیٹھ کر کھانا کھائے.... یا ایک پاؤں بچھائے اور ایک کو کھڑا رکھے.... دوزانوں بیٹھ کر کھانا کھانا بھی سنت ہے اور کھانے کے لئے بلاضرورت چارزانو نہیں بیٹھنا چاہئے....

دائیں ہاتھ سے کھاؤ: دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے.... کھانے کے بعد کچھ دانے وغیرہ گرے ہوئے ہوں تو اٹھا کر کھالینا چاہئے اور کھانے کے بعد

Marfat.com

انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں اس میں بہت بڑا ثواب ہے.... اگر بائیں ہاتھ سے کھانے کی عادت ہو تو اس کو چھوڑنا چاہئے....

گرا ہوا لقمہ اٹھالو: اگر کسی کا لقمہ گر گیا ہو تو اس کو چاہئے کہ لقمہ کو صاف کر کے کھالے اس لقمہ کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے....

سرکہ: سرکہ کا کھانا سنت ہے جس گھر میں سرکہ ہو اس میں (مزید) سالن کی ضرورت نہیں.... (یعنی سرکہ بھی سالن ہے)

گندم میں جو ملانا: گندم میں کچھ جو ملا لینا سنت ہے.... جیسے اگر خالص گندم پانچ کلو استعمال کرتا ہے تو اس میں آدھا کلو یا ایک پاؤ جو ملالے تاکہ جو کھانے کی سنت کا ثواب حاصل ہو....

گوشت کھانا: گوشت کھانا سنت ہے.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوشت دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار ہے....

برتن کو صاف کرنا: کھانا کھانے کے بعد برتن کو اچھی طرح چاٹ لینا اور صاف کر لینا چاہئے.... اس سنت کا بھی بہت ثواب ہے.... جس نے برتن کو صاف کیا وہ برتن صاف کرنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے....

کھانے کے بعد شکر کرنا: کھانے کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور یہ دعا پڑھنی چاہئے....

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا حدیث شریف میں ایک اور دعا آئی ہے جس سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَاقُوَّةٍ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے عطا فرمایا....''

Marfat.com

اور اگر کسی دعوت میں کھانا کھائے ہو تو یہ دعا پڑھے....

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ اس کو کھلایئے جس نے ہمیں کھلایا اور اس کو پلایئے جس نے ہمیں پلایا....''

پینے کا طریقہ: پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے تین سانس میں پیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے (یعنی الحمدللہ کہے)

کھانے میں عیب نہ نکالو: کھانے کو نہ برا کہنا چاہئے اور نہ اس میں عیب نکالنا چاہئے اگر پسند نہ آئے تو کھانا چھوڑ دینا چاہئے....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی تھی....

زمزم پینا: کسی چیز کو پینے کی ایک سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے....کھڑے ہو کر صرف زم زم یا وضو کا بچا ہوا پانی پینا سنت ہے....

Marfat.com

سرتاجِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اور تعداد ازواج

تاریخ انسانیت میں متعدد شادیاں

تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا تھا اور یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا... حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام بھی اس دستور سے مستثنیٰ نہ تھے... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیویاں تھیں... حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھی متعدد بیویاں تھیں... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی کئی بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیسیوں بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے سو بیویاں تھیں اور توریت وانجیل اور دیگر صحف انبیاء میں حضرات انبیاء کی متعدد ازدواج کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعدد ازدواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا...

اسلام کا کارنامہ

اسلام آیا اور اس نے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا... مگر اس کی حد مقرر کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے... اس لئے کہ نکاح سے مقصود پاک دامنی اور شرمگاہ کی زنا سے حفاظت مقصود ہے... چار عورتوں میں جب ہر تین شب کے بعد عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حقوق زوجیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا...

Marfat.com

شریعت اسلامیہ نے غایت درجہ اعتدال اور توسط کو ملحوظ رکھا نہ تو جاہلیت کی طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے... بلکہ بین بین حالت کو برقرار رکھا کہ چار تک اجازت دی...

متعدد نکاح کی اجازت کے اسباب

ا: عفت کا تحفظ

نکاح کی غرض و غایت یعنی عفت اور حفاظت نظر اور تحصین فرج اور تناسل اور اولاد بسہولت حاصل ہو سکے... اور زنا سے بالکلیہ محفوظ ہو جائے اس لئے کہ قدرت نے بعض لوگوں کو ایسا قوی اور تندرست اور فارغ البال اور خوشحال بنایا ہے کہ ان کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہو سکتی اور بوجہ قوت اور توانائی اور پھر خوشحالی اور تونگری کی وجہ سے چار بیویوں کے بلا تکلف حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہوتے ہیں... ایسے لوگوں کو دوسرے نکاح سے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے تقویٰ اور پرہیزگاری اور پاکدامنی تو رخصت ہو جائے گی اور بدکاری میں مبتلا ہو جائیں گے...

۲: عورتوں کی خوشحالی

ایسے قوی اور توانا جن کے پاس لاکھوں اور کروڑوں کی دولت موجود ہے اگر وہ اپنے خاندان کے چار غریب عورتوں سے اس لئے نکاح کریں کہ ان کی تنگدستی ختم ہو جائے اور وہ غربت کے گھرانہ سے نکل کر ایک راحت اور دولت کے گھرانے میں داخل ہوں اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کریں تو امید ہے کہ ایسا نکاح اسلامی نقطۂ نظر سے بلاشبہ عبادت اور عین عبادت ہوگا اور قومی نقطۂ نظر سے اعلیٰ ترین قومی ہمدردی کا ثبوت ہوگا... جس دولت مند اور زمیندار اور سرمایہ دار

Marfat.com

کے خزانے سے ہر مہینہ دس ہزار مزدور اور دس ہزار خاندان پرورش پاتے ہوں تو اگر دولت مند کے خاندان کی چار عورتیں بھی اس کی حرم سرائے میں داخل ہو جائیں اور عیش وعشرت اور عزت وراحت کے ساتھ ان کی عزت اور ناموس بھی محفوظ ہو جائے تو عقلاً وشرعاً اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی...

۳: عورت کی مجبوری کے ایام میں تحفظ

نیز عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند سے ہم بستر ہو سکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر مہینہ میں عورت پر پانچ چھ دن ایسے آتے ہیں یعنی ایام ماہواری جس میں مرد کو پرہیز کرنا لازمی ہوتا ہے... دوسرے یہ کہ ایام حمل میں عورت کو مرد کی صحبت سے اس لئے پرہیز ضروری ہوتا ہے کہ جنین کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے... تیسرے یہ کہ بسا اوقات ایک عورت امراض کی وجہ سے یا حمل اور توالد اور تناسل کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتی کہ مرد اس سے منتفع ہو سکے... تو ایسی صورت میں مرد کے زنا سے محفوظ رہنے کی عقلاً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے ورنہ مرد اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے...

۴: عورتوں کی تعداد کی کثرت

نیز تجربہ اور مشاہدہ سے اور مردم شماری کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادۃً ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی ہے جو کہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج کی ایک واضح دلیل ہے... مرد بہ نسبت عورتوں کے پیدا کم ہوتے ہیں... اور مرتے زیادہ ہیں... لاکھوں مرد لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں اور ہزاروں مرد جہازوں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں... اور ہزاروں مرد کانوں میں دب کر اور تعمیرات میں بلندیوں سے گر کر مر جاتے ہیں اور عورتیں پیدا زیادہ ہوتی ہیں اور مرتی کم ہیں... پس اگر ایک

Marfat.com

مرد کی کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے تو یہ فاضل عورتیں بالکل معطل اور بے کار رہیں کون ان کی معاش کا کفیل اور ذمہ دار ہے اور کس طرح یہ عورتیں اپنی فطری خواہش کو دبائیں اور اپنے کو زنا سے محفوظ رکھیں...

بس تعدد ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا ہے اور ان کی عصمت اور ناموس کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے اور ان کی جان آور آبرو کا نگہبان اور پاسبان ہے...

۵: تقویٰ کا حصول

تعدد ازدواج کے جواز اور استحسان کا اصل سبب یہ ہے کہ تعدد ازدواج عفت اور پاکدامنی اور تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی عظیم نعمت اور صفت کی حفاظت کا ذریعہ ہے...جو لوگ تعدد ازدواج کے مخالف ہیں وہ اندرونی خواہشوں اور بیرونی افعال کا مطالعہ کریں... جو قومیں زنا سے پاک تعدد ازدواج کے منکر ہیں وہ عملی طور پر ناپاک تعدادازدواج یعنی زنا اور بدکاری میں مبتلا اور گرفتار ہیں ان کی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے یہ ثابت کردیا کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو موجود ہے...ورنہ ایک عورت پر قناعت کرتے...پس خداوند علیم وحکیم نے اپنے قانون میں انسانوں کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں کی رعایت فرما کر ایسا قانون تجویز فرمایا کہ جو مختلف جذبات والی طبائع کو بھی عفت اور تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھ سکے...

اہل مغرب کا تعصب

اہل مغرب اسلام کے اس جائز اور سراپا مصلحت آمیز تعدد ازدواج پر تو عیش پسندی کا الزام لگائیں اور غیر محدود ناجائز تعلقات اور بلا نکاح کی لاتعداد آشنائی کو تہذیب اور تمدن سمجھیں زنا جو کہ تمام انبیاء ومرسلین کی شریعتوں میں حرام اور تمام حکماء کی حکمتوں میں قبیح اور شرمناک فعل رہا...مغرب کے مدعیان تہذیب کو اس کا قبح نظر نہیں آتا...اور تعدد ازدواج کہ جو تمام انبیاء ومرسلین اور تمام حکماء اور عقلاء

Marfat.com

کے نزدیک جائز اور مستحسن رہا وہ ان کو قبیح نظر آتا ہے... ان مہذب قوموں کے نزدیک تعدد ازدواج تو جرم ہے اور زنا اور بدکاری اور غیر عورتوں سے آشنائی جرم نہیں... ان مہذب قوموں میں تعدد ازدواج کی ممانعت کا تو قانون موجود ہے مگر زناء کی ممانعت کا کوئی قانون نہیں...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاحوں کی حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو ہلاکت اور گرداب مصیبت سے نکالیں... اس کے لئے حق جل شانہ نے ایک مکمل قانون اور دستور العمل یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جس کے بعد قیامت تک کسی قانون کی ضرورت نہ رہے اور دوسرے آپ کی زندگی کو لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ بنایا کہ اس کو دیکھ کر عمل کریں... اس لئے کہ محض قانون لوگوں کی اصلاح کے لئے کافی نہیں جب تک کوئی عملی نمونہ سامنے نہ ہو کہ جو لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکے اور دنیا یہ دیکھ لے کہ اللہ کا نبی جس چیز کی دعوت دے رہا ہے اس کے قول اور فعل میں ذرہ برابر اختلاف نہیں...

ہر انسانی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک بیرونی اور ایک اندرونی کسی کی عملی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں رخوں کے حالات بے نقاب کیے جائیں... بیرونی زندگی اس حالت کا نام ہے جو انسان عام لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے اس حصہ کے متعلق انسان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے کثرت سے شواہد دستیاب ہو سکتے ہیں...

اور اندرونی زندگی سے خانگی زندگی مراد ہے جس سے انسان کی اخلاقی حالت کا صحیح پتہ چل سکتا ہے ہر فرد اپنے گھر کی چہار دیواری میں آزاد ہوتا ہے اور اپنی بیوی اور اہل خانہ سے بے تکلف ہوتا ہے...

انسان کی اخلاقی اور عملی کمزوریاں اہل خانہ سے پوشیدہ نہیں ہوتیں... پس

Marfat.com

ایسی صورت میں انسان کی صحیح زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے بہتر کسوٹی یہی ہے کہ اس کے خانگی حالات دنیا کے سامنے آ جائیں...

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے دو پہلو تھے ایک بیرونی زندگی اور ایک خانگی زندگی... بیرونی زندگی کے حالات کو بتمام دکمال صحابہ کرام کی جماعت نے دنیا کو پہنچائے جس کی نظیر کسی ملت اور مذہب میں نہیں کسی امت نے اپنے نبی کی زندگی کے حالات اس تفصیل وتحقیق اور تدقیق کے ساتھ تو کیا اس کا عشر عشیر بھی دنیا کے سامنے نہیں پیش کیا...

اور خانگی اور اندرونی زندگی کے حالات کو امہات المومنین یعنی ازواج مطہرات کی جماعت نے دنیا کے سامنے پیش کیا... جس سے اندرون خانہ آپ کی عبادت اور تہجد اور شب بیداری اور فقیری اور درویشی اور اخلاقی اور عملی زندگی کے تمام اندرونی اور خانگی حالات دنیا کے سامنے آ گئے...

جس سے حضور پرنور کی خدا ترسی اور راست بازی اور پاکدامنی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رات کی تاریکیوں میں جبکہ سوائے عالم الغیب کے کوئی دیکھنے والا نہ تھا کس طرح آپ اللہ کی عبادت میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے تھے... جس کے لئے سورۂ مزمل شاہد عدل ہے...

حضور پرنور نے سوائے خدیجۃ الکبریٰ کے دس عورتوں سے نکاح فرمایا تاکہ عورتوں کی ایک کثیر جماعت آپ کی خانگی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر سکے... اس لئے کہ بیوی جس قدر شوہر کے رازوں سے واقف ہوسکتی ہے کوئی دوسرا شخص ہرگز ہرگز واقف نہیں ہوسکتا... اس لئے حضور نے متعدد نکاح فرمائے تاکہ آپ کی خانگی زندگی کے تمام حالات نہایت وثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے آ جائیں اور ایک کثیر جماعت کی روایت کے بعد کسی قسم کا شک اور شبہ باقی نہ رہے اور شریعت کے وہ احکام ومسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں سے بیان کرنے میں حیا اور حجاب مانع ہوتا

Marfat.com

ہے ایسے احکام شرعیہ کی تبلیغ ازواج مطہرات کے ذریعہ سے ہو جائے اور حضور پرنور کا متعدد عورتوں سے نکاح کرنا معاذ اللہ حظ نفس کے لئے نہ تھا اس لئے کہ حضور نے سوائے ایک شادی کے تمام شادیاں بیواؤں سے کی ہیں جو نہ اپنے حسن و جمال کی خاطر مشہور تھیں اور نہ مال و دولت کے اعتبار سے بلکہ معاملہ اس کے برعکس تھا...اور نہ آپ کے یہاں کوئی عیش وعشرت کا سامان تھا...

بلکہ فقط مقصود یہ تھا کہ عورتوں کے متعلق جو شریعت کے احکام ہیں ان کی تبلیغ عورتوں ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے اور ازواج مطہرات کے حجرے درحقیقت امت کی امہات اور معلمات کے حجرے تھے...

جس ذات بابرکات کے گھر میں دو دو مہینہ تو انہ چڑھتا ہو اور پانی اور کھجور پر اس کا اور اس کی بیویوں کا گزارہ ہو اور جس کا دن مسجد میں اور رات مصلے پر کھڑے ہوئے...اس طرح گزرتی ہو کہ اللہ کے سامنے کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جائے... وہاں عیش وعشرت کا تصور ہی محال ہے...

ایک عورت کے لئے متعدد خاوند کیوں ممنوع ہیں؟

ا: ایک عورت کے لئے متعدد خاوند ہونے کی ممانعت کی وجہ (۱) اگر ایک عورت چند مردوں میں مشترک ہو تو بوجہ استحقاق نکاح ہر ایک کو قضاء حاجت کا استحقاق ہوگا اور اس میں غالب اندیشہ فساد اور عناد کا ہے...شاید ایک ہی وقت میں سب کو ضرورت ہو اور عجب نہیں کہ قتل تک نوبت پہنچے...

۲: نیز مرد فطرۃً حاکم ہوتا ہے اور عورت محکوم اس لئے کہ طلاق کا اختیار مرد کو ہے جب تک وہ آزاد کر لے نہ کرے تو عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی...جیسے باندی اور غلام خود آزاد نہیں ہو سکتے...

جب تک کہ مالک کی طرف سے اعتاق (آزاد کرنا) نہ ہو...اسی طرح عورت

Marfat.com

بھی بغیر مرد کے آزاد کرنے کے خود بخود نکاح سے آزاد نہیں ہوسکتی جب تک طلاق نہ ہو...غلاموں میں اگر اعتاق ہے تو یہاں طلاق ہے...پس اگر ایک عورت کے متعدد خاوند ہوں گے تو یوں کہو کہ ایک عورت کے حاکم متعدد ہوں گے اور جتنے حاکم زیادہ ہوں گے اتنی ہی محکوم میں ذلت بھی زیادہ ہوگی...اس لئے کہ ایک حاکم کے تحت متعدد محکوم ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ایک ایک حاکم کے تحت میں سوسواور ہزار ہزار محکوم ہوتے ہیں...ایک بادشاہ کے تحت ملک کی رعایا ہوتی ہے اس میں نہ کوئی ذلت ہے نہ کوئی مشقت...لیکن اگر محکوم ایک ہو اور حاکم متعدد ہوں تو جتنے حاکم زیادہ ہوں گے اتنی ہی محکوم کی ذلت بھی زیادہ ہوگی...

معلوم ہوا کہ ایک عورت کا متعدد شوہروں کے تحت میں رہنا عورت کے لئے انتہائی تحقیر اور تذلیل کا سبب ہے...نیز متعدد شوہروں کی خدمت بجالانا اور سب کو خوش رکھنا نا قابل برداشت مشقت ہے...

اس لئے شریعت اسلامیہ نے ایک عورت کو دو یا چار مردوں سے نکاح کی اجازت نہیں دی تا کہ عورت تحقیر اور تذلیل اور نا قابل برداشت مشقت سے محفوظ رہے پھر نہ معلوم کہ ایک عورت کے یہ چار شوہر ایک ہی مکان میں سکونت پذیر ہوں گے یا ایک محلّہ میں یا ایک شہر میں یا دوسرے شہر میں اور یہ ایک عورت ان چاروں شوہروں کی کس طرح خدمت بجالائے گی...جو عورتیں تعدد شوہر کی جواز کی قائل ہیں وہ ان سوالات کا جواب دیں...

۴: نیز اگر ایک عورت کے متعدد شوہر ہوں تو متعدد شوہروں کے تعلق سے جو اولاد پیدا ہوگی تو وہ کس کی اولاد ہوگی مشترکہ ہوگی یا منقسمہ...اور تقسیم کس طرح ہو گی...اگر ایک ہی فرزند ہوا تو چار باپوں میں کس طرح تقسیم ہوگا اور اگر متعدد اولاد ہوئیں اور نوبت تقسیم کی آئی تو بوجہ اختلاف ذکورت وانوثت و بوجہ تفاوت شکل وصورت اور بوجہ تباین خلق وسیرت اور بوجہ تفاوت قوت و ہمت اور بوجہ

Marfat.com

تفاوت فہم وفراست موازنہ ممکن نہیں... جو ایک ایک کو لے کر اپنے دل کو سمجھائے اس تفاوت کی وجہ سے تقسیم اولاد کا مسئلہ غایت درجہ پیچیدہ ہو جائے گا اور نہ معلوم کہ باہمی نزاع سے کیا کیا صورتیں رونما ہوں...

پھر چونکہ سب اولاد سے برابر محبت ہوتی ہے اس لئے ایک دوسری دقت پیش آئے گی کہ ایک کے وصال سے اتنا سرور نہ ہوگا جتنا کہ اوروں کے فراق سے رنج اٹھانا پڑے گا... پھر اس وجہ سے کہ خدا جانے کیا کیا فتنے برپا ہوں... بہرطور اس نظام میں خرابیوں اور بربادیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں... اس لئے شریعت حقہ نے ایک عورت کے لئے متعدد شوہروں کو ممنوع قرار دیا...

ہندوؤں کی بعض قوموں میں ایک عورت کا پانچ پانڈوں کے نکاح میں ہونا جائز اور روا ہے... ان بے غیرتوں کو اس کا احساس نہیں کہ ایک عورت کا کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے ہم آغوش اور ہم کنار ہونا سراسر بے غیرتی اور بے حیائی ہے... اسلام عزت اور عفت اور عصمت کا مذہب ہے اس میں اس بے غیرتی کی کوئی گنجائش نہیں... ہاں اگر کوئی عورت بے غیرت بن جائے تو اس کو اپنے نفس کا اختیار ہے... ہندوؤں کی طرح اگر اس کو پانچ پانڈے میسر آ جائیں اور وہ اس کو قبول بھی کرلیں تو کرلے... تمام انبیاء کرام کے مسلمہ حکمتوں میں ایک حکمت یہ ہے کہ

اذا فاتک الحیآء فاصنع ماشئت جب تجھ سے حیاء جاتی رہی تو پھر جو چاہے کر... (از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

Marfat.com

سرتاجِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کے حقائق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے تاریخی حقائق ہمارے سامنے ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی پر بحث کرتے وقت دو چیزوں کو خصوصاً ذہن میں رکھنا ضروری ہے...

پہلی ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی وہاں بلوغت کے بعد مرد وعورت دونوں کے جلد نکاح کا دستور تھا، نیز متعدد شادیوں کا دستور بھی عروج پر تھا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس تمام اعلیٰ واکمل صفات کے مجموعے کی صورت میں وہاں موجود تھی... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانتداری و امانتداری، سچائی ورحمدلی اور پاک بازی وپاک دامنی پورے عرب میں مشہور تھی...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مردانہ حسن ووجاہت اور نسبی شان وشوکت کی وجہ سے ان حسین ترین، کنواری اور کم عمر عورتوں کی کمی نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کرنا چاہتی ہوں، لیکن تمام خوبیوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا نکاح 25 سال کی عمر میں ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے 15 سال بڑی تھیں اور دو مرتبہ بیوہ بھی ہو چکی تھیں... اس کے بعد صرف یہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معمر اور بیوہ خاتون کے ساتھ نکاح فرمایا بلکہ جوانی کے

Marfat.com

ان بہترین ایام میں سے 25 سال انہیں خاتون کے ساتھ بحسن وخوبی گزارے اور 55 سال کی عمر تک دوسرا نکاح نہیں فرمایا...

دوسری...... پھر اچانک طرزِ مبارک میں تبدیلی آئی اور عمر کے اس حصے میں پہنچنے کے باوجود کہ جس میں کسی بھی شخص کی نکاح کی طرف رغبت میں غیر معمولی کمی واقع ہو جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پے در پے نکاح فرمائے اور 5 سال کے مختصر عرصے میں ازواج مطہرات سے حجرے آباد ہوتے چلے گئے...

آخر اس طرز میں کیا حکمت تھی؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس زہد وتقویٰ کے سب سے اعلیٰ اور بلند ترین مرتبے پر فائز تھی... اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کو ایک شفاف قطرے کی طرح پاک وصاف رکھا اور ہر قسم کی گرد اور آلودگی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی نہ آنے دیا... نبوت سے پہلے بھی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، دیانت، امانت اور عفت سے بخوبی واقف تھے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرت، بلند اخلاق، حکمت و دانائی، عاجزی و انکساری اور ہمدردی ورحم دلی سے اہل قریش معروف تھے... مردانہ وجاہت اور حسن و جمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بے مثال تھی... کون ایسا بدنصیب ہوگا جو اپنی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دینا پسند نہ کرتا یا کون سی ایسی عورت ہوگی جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنا پسند نہ کرتی... عرب کے دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو بیک وقت کئی حسین سے حسین تر دوشیزاؤں کو اپنے نکاح میں لے سکتے تھے، لیکن اس تمام صورتحال کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بالکل مختلف طرزِ عمل اختیار فرمایا، کیونکہ تمام تر خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعتِ مبارکہ قناعت پسندی اور دنیاوی بے رغبتی سے بھرپور تھی... آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی عیش وعشرت اور مال ومتاع سے کوئی رغبت نہ تھی، اس لئے نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے میں تاخیر فرمائی بلکہ ایک معمر اور بیوہ عورت سے پہلا نکاح فرمایا اور 55 سال کی عمر تک دوسرا نکاح نہیں فرمایا...

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اس وقت عرب معاشرہ گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، چاروں طرف جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، تہذیب وترقی کا نام ونشان تک نہ تھا، اخلاقی ومعاشرتی حالت نہایت دگرگوں تھی، طرز زندگی وحشیانہ تھا، قانون کا کوئی تصور تک نہ تھا، انسان اور انسانیت کی کوئی قدر نہ تھی، اس لئے کوئی ایسی وجہ نہیں ملتی کہ جس کو قابل تقلید سمجھا جاتا اور زندگی کو اس ماحول کے مطابق ترتیب دیا جاتا... نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک منفرد ومختلف مزاج رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اس وقت بھی سب میں بے مثال تھی جو اردگرد کے منفی اثرات لینے سے پاک تھی...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی عمل کو دیکھ کر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس وقت کے دستور کے مطابق تھا... اس لئے اس وقت کے طریق سے ہٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعددِ ازواج کو نہیں اپنایا اور صرف ایک بیوی پر اکتفاء فرمایا... نبوت کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز مبارک یہی رہا اور 15 سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا...

لیکن جب ہجرت کا وقت آیا تو اس کے ساتھ ہی احکامات کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا... نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیلات اور اسی طرح نکاح اور طلاق وغیرہ سے متعلق تفصیلی احکامات ہجرت کے بعد نازل ہوئے... الغرض اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے قریب قریب اور ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کے تفصیلی احکامات سے جب مطلع فرمایا تو ان میں نکاح کے احکام بھی نازل ہوئے، جن میں ایک اہم حکم یہ کہ نکاح کے معاملے میں اسلام ''تاخیر'' اور ''قناعت'' کو پسند نہیں کرتا

Marfat.com

اور نکاح سے کنارہ کشی کو رہبانیت قرار دیتا ہے... چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکاح کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قناعت اور بے رغبتی والی طبیعت کے برخلاف عورتوں کی طرف نکاح والی رغبت باقاعدہ طور پر ڈالی گئی، تاکہ دنیا کی بقیہ چیزوں میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قناعت پسندی کے باعث بقدرِ ضرورت بلکہ اس سے بھی کم پر اکتفاء فرمایا، شادیوں کے معاملے میں ایسی قناعت کا مظاہرہ نہ فرمائیں...

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ابتدائے جوانی میں یا نبوت اور ہجرت سے قبل نکاح میں کثرت فرماتے تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح عرب کے دستور کے مطابق کئے، لیکن ہجرت مدینہ کے بعد چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصروفیت میں غیر معمولی زیادتی آ گئی اور عمر بھی زیادہ ہوگئی، ان تمام رکاوٹوں کے باوجود قلیل مدت میں پے درپے نکاح کرنا اور نکاح کی تعداد میں مبالغہ سے کام لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد شادیاں اسلام کی ترغیب سے متاثر ہو کر فرمائیں...

پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے نمونہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے... ایسا کوئی بھی قرآنی حکم نہیں کہ جس کی تعلیم و ترغیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل کے ذریعے نہ فرمائی ہو... اس لئے جب ایک سے زائد شادیاں کرنے کا حکم نازل ہوا تو قدرت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں نکاح کے ذریعے عورتوں کی محبت و رغبت کو خصوصی طور پر ڈالا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک عمل کے ذریعے اپنی امت کو تعلیم و ترغیب اور شوق دلائیں... جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''میری نظر میں عورتوں اور خوشبو کو محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے...'' (المستدرک علی الصحیحین، 2\173)

اس حدیث کی تشریح میں امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح اشارہ فرمادیا کہ میں کھانے پینے سے تو صبر کرسکتا ہوں، مگر عورتوں سے صبر نہیں کرسکتا...'' (زادالمعاد 4\250)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''عورتوں سے محبت انسان کے کامل ہونے کی علامت ہے، اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں سب سے بہترین وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہیں...'' (الداء والداع ص:290)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''عورتیں اور خوشبو بظاہر دنیا کا سامان ہیں مگر درحقیقت یہ دین سے تعلق رکھتی ہیں...'' (شرح السیوطی 7\62)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی...'' (السنن الکبریٰ ص:8889)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی چیزوں میں تین چیزیں سب سے زیادہ محبوب و مرغوب تھیں: عورتیں، خوشبو اور کھانا... پس ان میں سے دو چیزوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل فرمایا اور ایک سے اجتناب فرمایا...'' (الطبقات الکبریٰ 1\398)

حضرت سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی جتنی چیزیں استعمال فرمائیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت عورتوں اور خوشبو سے تھی...'' (الطبقات الکبریٰ 1\398)

غیر مسلموں کا اعترافِ حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ تعددِ ازواج کا دستور ہمیشہ انسانی معاشرے میں رواج پذیر رہا اور اس کی وجہ سے کسی بھی انسان کے معاشرتی مقام میں کوئی کمی نہیں آئی... یہی

Marfat.com

حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے، لیکن جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد شادیاں جنسی جذبے کی تسکین کی وجہ سے کی ہی نہیں تھیں، بلکہ ان شادیوں کے مقاصد اتنے بلند تھے کہ مستشرقین ومخالفین ان کے تصور سے بھی قاصر ہیں...

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں ایسے بہت سے غیر مسلم مفکرین و مصنفین کے اقوال ''تجلیاتِ سیرت'' کے نام سے ایک کتاب میں مستند حوالوں کے ساتھ جمع فرمائے ہیں، جس میں غیر مسلم اپنی متعصّبانہ سوچ کے باوجود بھی اسلام کے محاسن اور پیغمبر اسلام کی سیرت کے مختلف گوشوں کی اچھائی اور عمدگی کا اعتراف کیے بغیر رہ نہ سکے...اس کتاب سے کچھ اقتباسات کو یہاں نقل کیا جارہا ہے: معروف یورپین دانشور، جان ڈیون پورٹ کہتا ہے:

''کہا جاتا ہے کہ آپ نے بی بی خدیجہ کے بعد گیارہ نکاح کیے اور آپ پندرہ یا تیرہ عورتوں سے منسوب ہوتے ہیں، اس بنا پر بعض مخالف مؤرخین آپ پر بہت اعتراضات کرتے ہیں اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر علاوہ اس بات کے اہل عرب اور مشرقی لوگ آپ کے عہد میں ایک سے زیادہ شادیاں کیا کرتے تھے اور ان کا یہ فعل قبیح خیال نہیں کیا جاتا تھا...یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس کی عمر تک ایک ہی بیوی پر قانع رہے........اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا جائز ہوں اور وہ شخص پچاس برس کی عمر تک ایک ہی بیوی پر قناعت کرے؟''

(Apology for Muhammad and Quran)

مشہور انگریز سیرت نگار، جان بیکٹ کہتا ہے:

''آپ نے کبھی بھی جنسی بے راہ روی یا ہوس پرستی کی وکالت نہیں کی، زندگی بھر سوائے اپنی بیویوں کے کسی بھی عورت کے ساتھ آپ کے تعلقات نہیں رہے........

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی سوائے اپنی محرمات کے کسی بھی بہانے کسی کو چھوا تک نہیں، آپ نے اس وقت اپنی ازواج میں اضافہ کیا جب آپ کی عمر پچپن برس تھی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ سوائے بی بی عائشہ کے آپ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں اور ان میں سے بھی کئی ایک ادھیڑ عمر اور حسن سے عاری تھیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمر رسیدہ عورتوں کی مصاحبت پسند تھی........آپ کا انتقال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا، وفات کے بعد آپ کی گیارہ بیویاں تھیں، ان بیویوں کی تعداد دیکھ کر آپ پر نفس پرستی کا الزام لگانا سراسر زیادتی ہے، آپ نے اپنی زندگی کے بہترین ایام صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ گزارے، زندگی کے پچاس برس تک آپ نے صرف ایک ہی بیوی پر قناعت کی...''

(The Life and Time of Muhammad)

یورپ کا ایک اور مصنف ، تھامس کارلائل لکھتا ہے: محمد عیش و عشرت اور شہوانیت کے دلدادہ نہ تھے، یہ وہ الزام ہے جو آپ پر ان ناعاقبت اندیش لوگوں نے لگایا جن کے ضمیر تاریک ہو چکے تھے، یہ بہت بڑی گمراہی ہوگی کہ اس شخص کو بندۂ ہوس تصور کیا جائے، آپ کا گھریلو سامان معمولی اور خوراک بہت سادہ اور عام قسم کی تھی، بعض اوقات ایسا بھی رہا کہ مہینوں آپ کے گھر چولہا روشن نہ ہوا...''

(On Herees, Heroes worship and tha Herioc in History)

لین پول کہتا ہے: ''یہ کہنا کہ محمد بندۂ ہوس تھے، غلط ہے، ان کی روزمرہ کی زندگی، ان کا تخت، بوریا جس پر وہ سوتے تھے، ان کی معمولی غذا، کمتر سے کمتر کام اپنے ہاتھ سے انجام دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے بلند و بالا تھے.........خدیجہ کے بعد اگرچہ انہوں نے متعدد شادیاں کیں لیکن انہیں کبھی نہ بھولے اور آخر وقت تک یاد رکھا، یہ محبت بھری یاد ایک شریف الطبع انسان ہی میں ہو سکتی ہے، نہ کہ ایک بندۂ ہوس میں...'' (The Life of Muhammad)

ایچ ایس لیڈر کہتا ہے: ''جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض رقتِ قلب کی وجہ سے جو آپ کو خاص طور سے عطا کی گئی تھی، عورتوں کو محض ان کی حالت پر رحم کرنے کے

Marfat.com

لئے اپنی ازواج میں داخل کرنا پڑا...'' (ماہنامہ مدینہ، جولائی 1933)

بی ایس کشالیہ کہتا ہے: ''آپ کی کثرتِ ازواج کے متعلق بہتان باندھا گیا، لیکن یہ محض غلط ہے، بے شک آپ نے کئی بیویاں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کے لئے کہ لوگ بیوہ، کنواری، غلام اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور لوگ آپ کے نمونے کی پیروی کریں... آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لئے نکاح نہیں کئے، آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علاعت نہیں پائی جاتی...'' (شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:35، از: میاں عابد احمد)

رسوائے زمانہ آریہ سماج لیڈر، راج پال، جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عصبیت اوز جنون نوازی کے اظہار کے لئے بدنامِ زمانہ کتاب لکھی، اپنی فتنہ انگیزیوں کے باوجود لکھتا ہے: ''محمد کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں ہوا، یہاں تو آریہ سماجوں کو بھی ماننا پڑے گا کہ محمد نے شاستر کے مطابق زندگی کا پہلا حصہ مجرد (غیر شادی شدہ) رہ کر گزارا، وہ برہم چاری تھے اور ان کا حق تھا کہ شادی کریں، معیارِ خانہ داری کے پچیس برس وہ ایک ہی بیوی پر قانع رہے اور وہ بھی دو خاوندوں کی بیوہ جو نکاح کے وقت چالیس برس اور انتقال کے وقت پینسٹھ برس کی تھیں، اس بوڑھی عورت سے اس جوان مرد نے نباہ کیا، یہ بات محمد کی پاکیزہ زندگی پر دلالت کرتی ہے...'' (تجلیاتِ سیرت، ص: 176-199)

خلاصہ کلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خصوصی طور پر نکاح کی رغبت ڈالی گئی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اتباعِ سنت کے شوق میں صرف ایک شادی کو کافی سمجھتے ہوئے اسی پر قناعت کرنا نہ شروع کر دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی والی سنت کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کو دنیا کی بقیہ مرغوبات پر قیاس کر کے نکاح کے معاملے بھی غایت درجے کی قناعت کا مظاہرہ اور ''بقدرِ ضرورت'' پر اکتفاء کو ثواب سمجھنا نہ شروع کر دے... اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے نکاح فرما کر اپنی امت کو تعددِ ازواج کی قولی و عملی ترغیب فرمائی... (بحوالہ اسلامی نظریہ تعدد ازدواج مولفہ محمد سلیم الدین آغا)

Marfat.com

نکاح کی حیثیت

حق تلفی کے ڈر سے صرف ایک بیوی یا باندیوں پر اکتفاء کرنے کی ہدایت بتا رہی ہے کہ اگر بیویوں کے حقوق ادا کرنے کی طاقت ہو اور ان میں عدل کر سکتا ہو تو تعدد (نکاح افضل ہے... اور مغلوب الشہوت پر تو بالا جماع نکاح فرض ہے بشرطیکہ بیوی کا خرچ ادا کرنے کی طاقت ہو اور مغلوب الشہوت نہ ہونے کی صورت میں نکاح مسنون ہے بشرطیکہ ادائے حقوق میں کوتاہی کا اندیشہ نہ ہو...

حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ جواناں تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے اور استطاعت نہ ہو تو روزہ کا التزام کرے روزہ اس کے لئے خصی ہونا ہے... یعنی مغلوب الشہوت غیر مستطیع کے لئے خصی ہونا تو جائز ہی نہیں اگر شہوت کا زور توڑنا اور فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہنا مقصود ہو تو روزے رکھنا چاہئے روزہ شہوت کے زور کو توڑ دے گا... متفق علیہ... صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر میں روزہ رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے متعلق نہیں...

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا حکم دیتے تھے اور ترک نکاح کی سخت ممانعت کرتے تھے اور فرماتے تھے شوہر سے زیادہ محبت کرنے والی زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے نکاح کرو، میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کا (دوسرے) انبیاء (کی امتوں) سے مقابلہ کروں گا... (رواہ احمد)

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاف بن خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہاری بی بی ہے عکاف نے عرض کیا نہیں فرمایا اور نہ باندی ہے... عکاف نے کہا نہیں فرمایا اور تم خیر سے مالدار بھی ہو، عکاف نے کہا میں مالدار بھی ہوں فرمایا تو تم برادران شیاطین میں سے ہو ہمارا طریقہ نکاح ہے تم میں رنڈوے رہنے والے بہت برے ہیں اور کمینے ہیں تم میں رنڈوے رہنے والے مردے ہیں شیطانوں کے باپ... (تفسیر مظہری)

حدیث ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ میں ہے حضرت عمیرہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جس وقت اسلام قبول کیا میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے جنہیں چاہو چار کو رکھ لو... اس کی سند حسن ہے... (وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ)

یعنی گو تم چاہو لیکن تم سے نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کے درمیان پوری طرح عدل و انصاف کو قائم رکھ سکو پس بالکل ایک ہی طرف جھک کر دوسری کو مصیبت میں نہ ڈال دو... ہاں یاد رہے کہ لونڈیوں میں باری وغیرہ کی تقسیم واجب نہیں البتہ مستحب ہے جو کرے اس نے اچھا کیا اور جو نہ کرے اس پر حرج نہیں...

تعدد نکاح پر اعتراض کے جواب

یعنی یہود اور نصاریٰ کی مسلم کتاب بائیبل سے پہلا حوالہ ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بائیبل پیدائش ۱۶/۴ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں بیک وقت تھیں، سارہ، ہاجرہ، قنطورا، پیدائش ۲۹/ ۲۴ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیک وقت چار بیویاں تھیں، لیا، زلفہ، راخل، یلہہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بے تعداد زوجات تھیں... یعنی بیویاں تھیں... استثناء... ۱۰...۲۱/۵

حضرت داؤد علیہ السلام کی انیس بیویاں تھیں...

Marfat.com

شمویل ۱۶۲۳... حضرت سلیمان کی ایک ہزار عورتیں تھیں... سلاطین ۳ /۱۱
یہ سب بائبل کے مستند پانچ انبیاء علیہم السلام کی متعدد زوجات کے حوالے ہیں، اگر ان پر مستشرقین کو اعتراض نہیں ہے تو تعداد نکاح نبوی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں، یہ تو قانون تعدد نکاح کی دلیل عیسائیوں کی بائبل سے دی گئی، اب عقلی دلیل تعدد نکاح کی معلوم کرو اور سن لو...

اگر لڑکیوں کی تعداد پیدائش لڑکوں سے ایک فی ہزار بھی زائد ہو جاتی، تو تین ارب انسانی آبادی میں ایک لاکھ لڑکوں کی پیدائش کے مقابلے میں ایک لاکھ ایک سو اور ایک کروڑ لڑکوں کے مقابلے میں دس ہزار لڑکیاں زائد ہوں گی، اور ایک ارب کے مقابلے میں دس لاکھ عورتیں فالتو ہوں گی، علیٰ ہذا القیاس... اب سوال ہوگا کہ یہ فالتو عورتیں جنسی فطری خواہش کی تکمیل کے لئے یا خلاف فطرت تجرد پر مجبور کی جائیں گی، جو ہر دور میں اور بالخصوص اس دور میں ناممکن ہے... یا زنا کے ذریعہ اپنی خواہش کو پورا کریں مرد زیادہ مر جائیں اور عورتیں کم تو اگر دونوں کی ولادتی تعداد برابر بھی ہو، جب بھی بڑی تعداد عورتوں کی بچ رہے گی، جن کے کھپانے کے لئے یورپی قانون میں جائز صورت کوئی نہ ہوگی، بہر حال یورپی قانون یک زوجگی کے تحت کارخانہ قدرت کا فرض تھا کہ شرح پیدائش و اموات کے دفاتر بذریعہ ملائکہ پورے پورے ملک اور صوبوں اور ضلعوں تک قائم کرتی تاکہ یورپی قانون یک زوجگی کا توازن برقرار رہے، لیکن ایسا نہیں ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ انسانی قانون منشاء قدرت و فطرت کی ضد ہے اور واجب الترک ہے...

جنگ بھی فطرت انسانی میں داخل ہے... انسانی افراد و اقوام قوت شہویہ غرو بیہ (یعنی حب الوطنی) کے تحت فوائد ملک پر قبضہ کرنے کے لئے آلات حرب کے ذریعے دوسرے ملک پر حملہ کرتے ہیں اور جس ملک پر حملہ ہوتا ہے، وہ مدافعت کے لئے جنگ پر مجبور ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دونوں قوموں کی فوجیں قوت غضبیہ کا مظاہرہ کرتی ہیں اور لاکھوں، کروڑوں آدمی لقمہ اجل بن جاتے ہیں... یا بیکار ہو جاتے ہیں، جنگ عظیم اول میں ایسے مقتولین و بیکار لوگوں کی تعداد چار کروڑ تھی اور جنگ عظیم ثانی میں

Marfat.com

چھ کروڑ تعداد تھی، ایسی صورت میں اکثر مرد کام آجاتے ہیں اور عورتیں بچ جاتی ہیں، فوج میں بھرتی اکثر مرد ہیں، عورتیں نہ ہونے کے برابر...

تو گویا گذشتہ دونوں جنگوں میں جو دس کروڑ مرد ضائع ہوئے، ان کے بالمقابل جو عورتوں کی تعداد بچ گئی، اس کو کہاں کھپایا جائے، جائز راستہ تعدد نکاح تو مغربی قانون میں بند ہے... یہ دقت اس صورت میں بھی باقی رہے گی، اگر قبل از جنگ مرد اور زن کی تعداد برابر ہو، اگر یہ کہا جائے کہ متعدد بیویوں سے ناانصافی ہوتی ہے تو بے انصافی ایک بیوی کے ساتھ بھی کی جاتی ہے... لہٰذا ایک کی بھی بندش ہونی چاہیے...

دلیل: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلی بیوی بیمار ہوتی ہے اور مرض ممتد ہوتا ہے... یا حیض و نفاس کی صورت ہوتی ہے یا بانجھ پن ہوتا ہے اور شوہر کو فرزند جانشین کی فکر ہوتی ہے... اس صورت میں جنسی جذبہ کی ضرورت بھی اس بیوی سے پوری نہیں ہوتی، کیا ایسی صورت میں عقل کا تقاضہ کیا یہ نہیں کہ ان ضرورتوں کی تکمیل کے لئے دوسری بیوی نکاح میں لانے کی قانونی گنجائش موجود ہو، یا کہ ان ضرورتوں کو کلیتہً نظر انداز کر دیا جائے، اسلام نے جو دین فطرت ہے، ان سب گذشتہ حالات کو پیش نظر رکھ کر بشرط عدل چار بیویوں تک کی اجازت دی، اور سابق اقوام وادیان کی لاتعداد زوجات کو عدل کی شرط پر چار میں محدود کر دیا، یورپ میں آج کل شوہروں کی سپلائی کے لئے انجمنیں قائم ہیں اور عورتیں پریشان پھرتی ہیں لیکن شوہر نایاب ہوتا جا رہا ہے یہ عقدہ حل ہو جاتا، اگر محمدی قانون پر عمل ہوتا، جیسا کہ مسیحی دنیا نے حالات سے مجبور ہو کر مسیحی قانون کو ترک کر کے طلاق میں محمدیؐ قانون پر عمل کر کے مشکلات کو حل کیا اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کی صداقت ماننی محسوس ہوئی...

(۱) اسلام کو وہ جاندار مذہب سمجھتے ہیں کہ اگر کسی وقت وہ زندہ ہوا تو بہت بڑی طاقت بن جائے گا، جس کا مقابلہ مشکل ہے... (۲) اس میں عالمی مسائل کو حل کرنے کی قوت و کشش موجود ہے... دیگر مذاہب میں نہیں، وہ مذاہب مردہ ہیں، اس لئے اسلام کے شیر کو مارا تو نہیں جا سکتا، سلا دینا ضروری ہے...

Marfat.com

(۳) صلیبی جنگوں سے مسیحی اقوام کو اسلام دشمنی ورثہ میں ملی ہے... جو ان سے جدا نہیں ہو سکتی، ان سب باتوں کے باوجود بعض مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض غلط بیانیوں کے انکار اور اصل حقیقت کے اقرار پر مجبور ہیں، مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو متعدد شادیاں کیں، نفسانی جذبے کی وجہ کیں یا دیگر مصالح کی وجہ سے، ہم چند مؤرخین یورپ کے حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں، جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ یہ نکاح نفسانیت کی غرض سے نہیں ہوئے...

قدیم دشمنوں کا اقرار

قدیم دشمنان پیغمبر اسلام جن کی تمام کوششیں اور جان و مال کی ساری قربانیاں صرف اس لئے تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام کر کے لوگوں کی نظروں میں غیر مقبول بنائیں، لیکن ان دشمنوں میں سے کسی ایک دشمن نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا و ہوس یا خواہش پرستی کا حرف بھی زبان سے نہیں نکالا... ورنہ مستشرقین کے لئے صرف وہی حرف نقل کر دینا اثبات مقصد کے لئے کافی تھا اور اپنی طرف سے الزام تراشنے کی ضرورت نہ تھی، اس سلسلے میں بدترین دشمن ابوسفیان اور اس کے قریشی ساتھیوں کا مجمع عام میں وہ بیان جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت باقی اور امانت داری کا واضح ثبوت ملتا ہے، شہادت کے لئے کافی ہے...

واقعات تاریخ

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خواہشات نفس کی ضد ہے، ہوس اور خواہش نفس ناقابل تقسیم جذبہ ہے، نفس کو مال کی خواہش ہوتی ہے، عمدہ لباس کی خواہش ہوتی ہے عمدہ مکان، عمدہ خوراک کی، مجالس میں عمدہ نشست کی بھی، دشمنوں سے انتقام کی بھی اور بیویوں کی بھی خواہش ہوتی ہے، عمدہ سواروں، راحت و آرام اور مقام عزت کی خواہش ہوتی ہے...

Marfat.com

ان چیزوں پر اگر منصفانہ نگاہ ڈالی جائے تو عین اس وقت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کی دس لاکھ مربع میل کی سلطنت پر اقتدار حاصل تھا اس وقت بھی آپؐ کے پاس مال نہیں تھا... یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہم نہیں چھوڑا، ایک بار نماز سے فارغ ہو کر جلدی سے گھر میں تشریف لے گئے... صحابہ حیران تھے کہ کیا بات ہے، واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ گھر میں کچھ مال تھا، اس کو تقسیم کرنے کا حکم فرما آئے ہیں.... کیونکہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ موت آئے اور گھر میں مال موجود ہو، آپ کا لباس غریب عوام کی طرح تھا، اگر کسی وقت کوئی اچھی چادر یا کپڑا کسی نے پیش کیا اور کسی کو پسند آیا یا مانگا تو فوراً اتار کر دے دیا... مکان کیا تھا، مٹی کی چھوٹی چھوٹی دیواروں پر کھجور کی شاخیں ڈال کر اس کے نیچے عمر بھر سوتے رہے، گھر میں چراغ تک نہ تھا، بارش میں چھپر کے اوپر ٹاٹ ڈالا جاتا تھا، مجالس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص نشست نہ تھی، عام آدمی جب باہر سے آتا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثاروں میں فرق نہیں کر سکتا تھا، خوراک کا یہ عالم تھا کہ گھر کی واقف حال بیوی حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ تین تین ماہ تک اس شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی، پانی اور چند دانے خرما پر گزرا تھا...

بعض اوقات بھوک سے بے تاب ہو کر پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے کہ بھوک کا احساس نہ ہو... صدیقہؓ فرماتی ہیں... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبے کو دو دن مسلسل کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی میسر نہیں آئی... یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے... دشمنوں سے انتقام کا یہ حال تھا کہ اہل مکہ جیسے بدترین دشمنوں کے تیرہ سال کے مظالم سے تنگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جیسے مقدس وطن کو چھوڑا تھا، فتح مکہ کے موقع پر وہ پابہ زنجیر قیدیوں کی صورت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سب آزاد ہو... اور میں تم کو ملامت تک بھی نہیں کرتا... کیا اس سے بڑھ کر نفس کشی اور خواہش کو پائمال کرنے کی کوئی نظیر انسانی تاریخ میں مل سکتی

Marfat.com

ہے...سواری کا یہ حال تھا کہ جب اونٹ کم ہوتے تھے اور دو دو تین تین باری باری سے ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان میں شامل ہوتے تھے...

ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ:...میں یورپ کا مشہور مصنف کارلائل لکھتا ہے ''محمد نفس پرست نہ تھے...یہ بہت بڑی گمراہی ہوگی کہ اس شخص کو ایک عام بندہ ہوس تصور کریں یہ شخص کیف اور حظ نفس پر گرنے والے نہ تھے، ان کے گھر کا ساز و سامان بادشاہی حاصل ہونے کے باوجود غریبانہ تھا، ان کی خوراک جو کا آٹا اور پانی تھا، اکثر ایسا ہوا کہ مہینوں ان کے گھر آگ نہ جلی، وہ اپنے جوتے آپ گانٹھ لیتے تھے، اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگاتے ایک غریب محنتی، مستغنی انسان ان تمام رجحانات سے بے نیاز جن پر عام سطح کے آدمی مرتے رہتے ہیں...

اس قسم کا آدمی برا آدمی نہیں ہوسکتا، اس کے جذبات ہوس سے بلند ہوتے ہیں اگر وہ ایسے ہوتے تو وحشی عرب جو ۲۳ سال سے اس کے اشاروں پر جان پر کھیلتے رہے اور عمر بھر بھی اسے قریب سے دیکھتے رہے، اس کی تعظیم نہ کرتے، وہ بات بات پر کٹ مرنے والے وحشی تھے، ایسے لوگوں سے اپنی اطاعت کرانا کسی عام آدمی کا کام نہ تھا، وہ انہیں رسول کہتے تھے اس لئے ان کی ساری زندگی ان کے سامنے بے نقاب تھی، اس میں کوئی راز نہ تھا، سیدھی سادی، کبھی وہ ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہیں، کبھی مشاورت میں، کہیں ان میں کھڑے ان سے اطاعت کرا رہے ہیں، انہیں انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ وہ کس قسم کے انسان ہیں، اس لئے وہ ان کو پیغمبر کہتے تھے، کوئی شہنشاہ اپنی خلعت فاخرہ میں ملبوس ہوکر لوگوں سے اس قسم کی اطاعت نہیں کراسکتا، جس قسم کی اس انسان نے کرائی...

لین بوابی ''لائف آف محمد'' میں لکھتے ہیں: یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ ہوس تھے غلط ہے...ان کی روز مرہ کی زندگی، ان کا تخت بوریا جس پر سوتے تھے، ان کی معمولی غذا کمتر سے کمتر کام اپنے ہاتھ سے انجام دینا، ظاہر کرتا ہے، کہ وہ نفسانی خواہشوں سے بلند و بالا تھے، ان کی متعدد شادیاں ان بیواؤں سے ہوئیں، جن کے شوہروں نے میدان جنگ میں

Marfat.com

اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادہ دلی سے اپنی حفاظت و پناہ کا حق رکھتی تھیں، باقی شادیاں مصلحت کی بناء پر کی گئیں، مخالفین کے سرداروں کو مسخر کرنے کے لئے سب سے بڑا سبب بیٹے کی تمنا تھی، جوان کے قدم بقدم چلے...

سب سے پہلا ثبوت ان کی پہلی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی وفا شعاری ہے کہ شروع سے آخر تک اس میں ذرہ بھر فرق نہ آیا... ہلکی سی بھی لغزش نہ ہوئی، خدیجہ کے بعد اگرچہ انہوں نے متعدد شادیاں کیں، لیکن انہیں بھی نہ بھولے اور آخر وقت تک یاد رکھا... یہ محبت بھری یاد ایک شریف الطبع انسان ہی میں ہو سکتی ہے... نہ ایک بندۂ ہوس میں...

رفیق سواری عرض کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو جائیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے میں پیدل چلوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر سواری سے اتر کر پیادہ چلتے کہ تم مجھ سے قوی نہیں، اور میں تم سے اجر و ثواب کی خواہش کم نہیں رکھتا، راحت طلبی نہ تھی، چنانچہ یہ حال تھا کہ اکثر اوقات مشغولیت کے باوجود مکان پر دربان نہ تھا، ہر وقت ہر کوئی مل سکتا تھا دن کو اکثر روزے، رات کو خدا کی عبادت فوجی سپہ سالاری بھی خود، چیف جسٹس بھی خود معلم اور استاد بھی خود، عزت اور وقار پرستی نہ تھی چنانچہ یہ کیفیت تھی کہ صحابہؓ کے ہمراہ جب چلتے تھے تو سب سے پیچھے چلتے تھے، اور جب مجلس میں آتے تھے تو کوئی صحابیؓ تعظیم کے لئے نہیں اٹھتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا کہ میرے لئے کوئی کھڑا نہ ہو، لہٰذا جان نثار صحابہ تعمیل حکم سے مجبور تھے، یہ سب امور ایسے ہیں کہ جس ذات میں رائی کے دانے کے برابر خواہش نفس ہو، وہ قطعاً ایسا نہیں کر سکتا...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی نفسانی خواہش کے خلاف جہاد کا نمونہ تھی، اور اس وجہ سے بھی اگر تعدد زوجات میں نفسانی خواہش کا دخل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان حسیناؤں کا انتخاب کرتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ زوجات بجز ایک کے سن رسیدہ اور بیوائیں تھی، اس کے علاوہ نفسانی جوش کا زمانہ

Marfat.com

جوانی کا ہوتا ہے... لیکن جوانی سے لے کر ۵۳ سال کی عمر تک آپ نے ایک بیوہ عورت کے نکاح پر اکتفاء کیا، اس کے بعد بڑھاپے اور قریب الوصال وقت میں تعدد کی نوبت آئی زیادہ بیویوں کے اسباب:

سبب اوّل: تو اس تعدد زوجات کا منشاء لازماً کوئی اور تھا اور وہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و عمل امت کے لئے ہدایت کا سامان اور نمونہ عمل تھا، بلکہ تمام عالم انسانی کے لئے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، ﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ و ﴿رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ کی حیثیت سے بین الاقوامی تھی اور دروازہ نبوت کی بندش کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قول و عمل اور اندرون خانہ زندگی کا کردار اور ازواج مطہرات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاش، ادائے حقوق اور اخلاقی زندگی کا پورا نقشہ امت کے مرد اور عورتوں، شوہروں اور بیویوں دونوں کے لئے واجب العمل نمونہ تھا اور اسی نمونہ کے قالب میں اپنی زندگی کو ڈھالنا لازمی تھا... لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یقیناً تمہارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل اور طرز زندگی میں انسانیت کاملہ کا بہتر نمونہ ہے، اس وجہ سے ایک ایسے ادارے کا قیام ضروری تھا، جو اس داخلی زندگی کی تعلیم کے لئے ازواج کے ذریعے وجود میں آتے، کیونکہ اسلام کے قانون حجاب کے تحت پیغمبر اسلام علیہ السلام سے امت کی اجنبی عورت نہ بے حجابانہ مل سکتی تھی اور نہ پابندی قانون پردہ کے تحت حضرت علیہ السلام اجنبی عورتوں سے مل سکتے تھے اور نہ ہی اندرون خانہ زندگی رسالت کے مشاہدہ کی صورت ہو سکتی تھی، اس لئے تکمیل تعلیم دین کے لئے منشاء الٰہی نے یہ انتظام کیا کہ ایسی عورتوں کا مختلف طبقات میں سے انتخاب ہو کہ وہ طہارت نفس، پاکیزگی قلب اور فہم دین میں امتیازی شان رکھتی ہوں، تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم دینیہ اور اسوۂ نبویہ بالخصوص مستورات سے متعلقہ مسائل کو حاصل کر سکیں اور صحیح سمجھ سکیں اور امت کو عموماً اور مستورات کو خصوصاً ان کی تعلیم دے سکیں...

تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو مردوں اور عورتوں دونوں کو یکساں طور پر

Marfat.com

پہنچانے اور ابلاغ میں آسانی ہو اور گھر کے اندر کے احوال اور بالخصوص زوجات کے حقوق اور حسن معاشرہ کا صحیح نمونہ امت کو معلوم ہو سکے، یہی وجہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ازواج مطہرات کا انتخاب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کیا، بلکہ وحی الہی سے ہوا، کہ اس کام کی صحیح اہلیت کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی اور نو بیویاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت زندہ تھیں، یہ حدیث ملاحظہ ہو...

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ نِّسَائِیْ وَلَا زَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ بَنَاتِیْ اِلَّا بِوَحْیٍ جَاءَ نِیْ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَنْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ

اخرجہ عبدالمالک بن محمد بسندہ عیون الاثرج ۲ ص ۳۰۰ و زرقانی ج ۳ ص ۲۱۹...

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ زمانہ نبوت کی ازواج مطہرات کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی خواہش نفس کو اس میں دخل نہیں تھا، اسلئے بجز ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب عمر رسیدہ اور بیوہ منتخب ہوئیں کہ کار تبلیغ و تعلیم دین کی پوری اہلیت کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا تھا، جیسے نبی کا انتخاب خدا کرتا ہے... زوجیت نبی کا انتخاب بھی خدا نے کیا، کیونکہ مقصد نبوت کی اہلیت اور مقصد زوجیت نبوت کو صحیح علم صرف خدا کو ہے... اس ادارۂ ازواج کا فائدہ یہ ہوا کہ نبوت محمد کے بہت سے علوم ازواج مطہرات کے ذریعے امت کو پہنچے، ورنہ امت علوم سے محروم ہوتی...

سبب دوم

پھر ان ازواج مطہرات کی ذوات قدسیہ میں شدت تعلق کی وجہ سے جو اخلاق زکیہ و فضائل محامد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منتقل ہوئے، وہ پوری امت اور امت کی مستورات کے لئے نمونہ عمل ہیں...

کتب سیر و رجال میں ان ازواج مطہرات کی عبادت، روزے، تلاوت قرآن،

Marfat.com

ذکر اللہ، سخاوت، ترک محبت مال، قناعت، فکر آخرت، اتباع شریعت کے جو احوال درج ہیں، ان کو دیکھ کر ایمان قوی ہو جاتا ہے، اس لئے قرآن پاک نے فرمایا: وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امت کی مائیں ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ ہیں یعنی جیسے ایمان کی تازگی وحیات میں احوال نبی کو دخل ہے... احوال زوجات نبی کو بھی دخل ہے... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے... لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تم (زوجات پیغمبر) دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو، بلکہ تمہارا مقام بہت بلند ہے...

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

اس سلسلہ انتخاب میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا آتی ہیں، جن کا پہلا نکاح مسافح بن صفوان سے ہوا تھا، جو غزوہ مریسع میں مارا گیا تھا، یہ ایک طاقت ور قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں، قید ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصے غنیمت میں آگئیں، انہوں نے ان سے مکاتبت ثبت کرلی، یعنی یہ کہ آپ اتنی رقم ادا کردیں تو آپ آزاد ہو جائیں گی، یہ رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں رقم ادا کردوں اور آزاد کردوں اور پھر میں خود تم سے نکاح کرلوں تو نکاح پر تم راضی ہو، انہوں نے عرض کیا میں راضی ہوں، (ابوداؤد کتاب الاعناق) اتفاق سے ان کے باپ حارث آئے، انہوں نے کہا میری بیٹی کنیز نہیں رہ سکتی، آزاد کردیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑتا ہوں، جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اللہ ورسول کو اختیار کرتی ہوں، (رواہ ابن المنذر بسند صحیح جلد ۴ ص ۳۶۵)

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

تیسری زوجہ مطہرہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہیں، جو اسلام کے خلاف اکثر لڑائیوں کے کمانڈنگ آفیسر اور قریش کے سردار ابوسفیان کی بیٹی تھیں، ان کی ماں حضرت عثمان کی پھوپھی صفیہ بنت ابی العاص تھیں، ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش

Marfat.com

سے ہوا تھا، حضرت ام حبیبہ خود بھی مسلمان ہوئی اور ان کی تبلیغ سے ان کے شوہر بھی مسلمان ہوئے، اس وقت ان کے باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ جو اسلام کے دشمن تھے، دونوں ان کو اسلام لانے پر ستاتے رہے، تنگ آکر دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں کچھ مدت کے بعد شوہر عبیداللہ بن جحش نصرانی ہو گیا....

لیکن ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متاثر ہو کر سوچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس استقامت کا خیال آیا کہ انہوں نے اپنے سردار باپ کی دشمنی مول لے کر افریقہ کے ملک میں پناہ لی، پھر شوہر اس عیسائی ملک میں مرتد ہو کر مر گیا، لیکن ام حبیبہؓ کی ایمانی استقامت میں فرق نہ آیا، یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ اس صورت میں بے سہارا مستورہ کو سہارا ملنا چاہئے، دوم یہ کہ اس طرح ان کے باپ اور خاندان کی اسلام دشمنی میں کمی بھی آجائے گی، یہ دو اہم سبب ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت نبوی سے نوازا حبشہ کے بادشاہ کو جو مسلمان ہو چکے تھے،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کو میری طرف سے پیغام نکاح پہنچا دو، چنانچہ یہ پیغام پہنچا دیا گیا، یہ بشارت سن کر بادشاہ کی اس باندی ابرہہ کو جس نے یہ پیغام پہنچایا تھا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں کے دو کنگن اور پاؤں کے پازیب اور انگلیوں کے چھلے انعام میں دیئے اور نکاح ہو گیا، مہر نکاح چار سو پونڈ بادشاہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مہر میں دیئے اور سامان بھی دیا...

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

چوتھی بیوی صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا ہیں، اس سلسلہ میں صفیہ بھی شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں، جو بنی نضیر کے یہودی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں، جن کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا تھا، اس نے طلاق دی، اس کے بعد دوسرا نکاح کنانہ بن ابی العتیق سے ہوا، وہ غزوہ خیبر میں مقتول ہوا، صفیہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

قید ہو کر آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنی زوجت میں لے لیا... صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں، اس نکاح سے بے سہارا صفیہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی بھی ہوئی اور اس کا اظہار بھی مقصود تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود سے ذاتی عداوت نہیں تاکہ عداوت یہود میں کمی آجائے...

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

پانچویں بیوی زینب بنت جحش تھیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، عرب کا دستور تھا کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو اصل بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور اس کی بیوی سے بصورت موت یا طلاق بعد از عدت بھی نکاح حرام سمجھتے تھے... زینب رضی اللہ عنہا شریف خاندان سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں، زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش، جو دونوں مسلمان تھے، ان سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ کیا تو انہوں نے زید بن حارثہ آزاد کردہ غلام سے نکاحِ زینب کو گوارہ نہ کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی،

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا
اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت زینب اور ان کے خاندان کو رواج عرب کے مطابق دو قسم کی رسوائی ہوتی، ایک آزاد کردہ غلام سے نکاح کی، دوم طلاق کی، لیکن منشاء الٰہی تھا کہ اس زخم رسوائی کا مداوا ہو، جس کے بہترین مرہم صرف یہ ہو سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود زینب کو اپنی زوجیت کا شرف بخشیں...

منشاء الٰہی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا اور اس جاہلانہ قدیم رسم کا انقطاع فرما دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح سے معاشرتی نظاموں کی اصلاح ہوئی اور مساوات بشری کی ایک عمدہ نظیر بھی قائم کی گئی، لیکن عجیب بات ہے کہ مستشرقین نے صلیبی جنگوں کی موروثی عداوت سے جھوٹے اور بے سند اضافے کر کے اس کو عشقیہ داستان بنایا...

Marfat.com

میں کہتا ہوں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح کے لئے بے قرار تھے تو مکہ معظّمہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد خود ان سے نکاح کر لیتے... یا بعد از ہجرت جب آپ نے ان کا ۴ ھ میں زید سے نکاح کرانا چاہا تو زید کی بجائے خود ان سے نکاح کر لیتے، وہ کم نسبی کی وجہ سے زید کے نکاح سے راضی نہیں تھیں تو خود ان سے نکاح کر لینے میں کیا رکاوٹ تھی اور اب مطلقہ ہونے کے بعد نکاح میں کیا کشش تھی... معلوم ہوا کہ یہ مسیحی استشراق کی غلط داستان ہے... جو سراسر عقل کے خلاف ہے...

قرآن میں تعدد ازواج اور اسلام سے پہلے اس کا رواج

ایک مرد کے لئے متعدد بیبیاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا، عرب، ہندوستان ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرت ازواج کی رسم جاری تھی، اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا، دور حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا، بالآخر فطری قانون غالب آیا، اور اب وہاں کے اہل بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہیں، مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے، تعدد ازواج کی حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

ان آیتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازواج صرف پسندیدہ ہی نہیں، بلکہ خدا نے اس میں خاص برکت دی ہے..." اسی طرح پادری نکسن اور جان ملٹن اور ایزک ٹیلر نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی ہے، اسی طرح ویدک تعلیم غیر محدود تعداد ازواج کو جائز رکھتی ہے، اور اس سے دس دس، تیرہ تیرہ، ستائیس ستائیس بیویوں کو ایک وقت میں جمع رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے،

کرشن جو ہندوؤں میں واجب التعظیم اوتار مانے جاتے ہیں ان کی سینکڑوں بیبیاں تھیں، جو مذہب اور قانون عفت وعصمت کو قائم رکھنا چاہتا ہو، اور زنا کاری کا

Marfat.com

انسداد ضروری جانتا ہو اس کے لئے کوئی چارہ نہیں کہ تعدد ازواج کی اجازت دے، اس میں زنا کاری کا انسداد ہے، اور مردوں کہ بہ نسبت عورتوں کی جو کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے، اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو داشتہ اور پیشہ ور کسبی عورتوں کی افراط ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں تعدد ازواج کی اجازت نہیں ان میں زنا کی کثرت ہے، یورپین اقوام کو دیکھ لیجئے ان کے یہاں تعدد ازواج پر تو پابندی ہے، مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے، کیا تماشہ ہے کہ نکاح ممنوع اور زنا جائز،

غرض اسلام سے پہلے کثرت ازواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے رائج تھی، ممالک اور مذاہب کی تاریخ سے جہاں تک معلوم ہوتا ہے کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر کوئی حد نہ لگائی تھی، نہ یہود و نصاریٰ نے، نہ ہندوؤں اور آریوں نے اور نہ پارسیوں نے... اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی یہ رسم بغیر تحدید کے جاری رہی، لیکن اس غیر محدود کثرت ازدواج کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اول اول تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے، مگر پھر ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے، اور یہ عورتیں ان کے نکاح میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھیں... پھر جو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہوتیں ان میں عدل و مساوات کا کہیں نام و نشان نہ تھا، جس سے وابستگی ہوئی اس کو نواز ا گیا، جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پرواہ نہیں...

رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعدد ازواج

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے، تبلیغ احکام اور تزکیہ نفوس اور ابلاغ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقصد بعثت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً و عملاً دنیا میں پھیلا دیا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے اور کرتے بھی تھے، پھر چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کی ضرورت نہ ہو، نماز با جماعت سے لے کر بیویوں کے تعلقات، آل و اولاد کی پرورش اور پاخانہ پیشاب اور طہارت تک

Marfat.com

کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھرپور ہیں، اندرون خانہ کیا کیا کام کیا، بیویوں سے کیسے میل جول رکھا،

اور گھر میں آکر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا، اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے ذریعہ ہی امت کو رہنمائی ملی ہے، تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احکام و مسائل، اخلاق و آداب اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایات مروی ہیں جو کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھتر تک پہنچی ہوئی ہے، حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین (ص ۹ ج ۱) میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کئے جائیں جو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دیئے ہیں، تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے...

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روایت و درایت اور فقہ و فتاویٰ میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں، ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل اڑتالیس سال تک علم دین پھیلایا...

بطور مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے، دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں، ظاہر ہے کہ اس تعلیم و تبلیغ کا نفع صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے پہنچا، ۵ھ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اٹھاون سال ہو چکی تھی، اور اتنی بڑی عمر میں آکر چار بیویاں جمع ہوئیں، حالانکہ اُمت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت ملی تھی اس وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم چار نکاح کر سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، ان کے بعد ۶ھ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے، اور ۷ھ میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور پھر ۷ھ میں حضرت

Marfat.com

صفیہ رضی اللہ عنہا سے پھر اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا...

خلاصہ: یہ کہ چون (۵۴) سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گذارہ کیا، یعنی پچیس سال حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سودہؓ کے ساتھ گذارے پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں، اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما دو تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں...اور یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ ان سب بیویوں میں صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا، یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ان کے علاوہ باقی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما بیوہ تھیں، جن میں بعض کے دو دو شوہر پہلے گذر چکے تھے، اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر جمع ہوئی ہے...

تعدد ازدواج کی وجہ سے تعلیمی اور تبلیغی فوائد جو امت کو حاصل ہوئے، اور جو احکام امت تک پہنچے اس کی جزئیات اس قدر کثیر تعداد میں ہیں ان کا احصاء دشوار ہے، کتب احادیث اس پر شاہد ہیں، البتہ بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں، (معارف القرآن جلد دوم)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں، ان کے بچوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش کی، اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ کس پیار و محبت سے سوتیلی اولاد کی پرورش کرنی چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں صرف یہی ایک بیوی ہیں جو بچوں کے ساتھ آئیں، اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوتی تو عملی طور پر سوتیلی اولاد کی پرورش کا خانہ خالی رہ جاتا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی، ان کے بیٹے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی گود میں پرورش پاتا تھا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے پیالے میں ہر جگہ ہاتھ ڈالتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَمِ اللّٰہُ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (اللہ کا نام لے کر کھا، داہنے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا) (بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ایک جہاد میں قید ہو کر آئی تھیں، دوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی تقسیم میں آگئیں، اور ثابت بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں ان کو لگا دیا گیا، لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ اتنا اتنا مال تم کو دیدوں گی مجھے آزاد کر دو، یہ معاملہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور مالی امداد چاہی... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ وہ یہ کہ تمہاری طرف سے مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، انہوں نے بخوشی منظور کر لیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرما لیا، ان کی قوم کے سینکڑوں افراد حضرات صحابہ کی ملکیت میں آچکے تھے، کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہو کر آئے تھے، جب صحابہ کو پتہ چلا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کر دیئے، سبحان اللہ، حضرات صحابہ کرام کے ادب کی کیا شان تھی، اس جذبے کے پیش نظر کہ یہ لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہو گئے، ان کو غلام بنا کر کیسے رکھیں، سب کو آزاد کر دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں،

فَلَقَدْ اَعْتَقَ بِتَزْوِیْجِہٖ اِیَّاھَا مِائَۃَ اَھْلِ بَیْتٍ مِنْ بَنِی
الْمُصْطَلِقِ فَمَا اَعْلَمُ اِمْرَأَۃِ اَعْظَمَ بَرَکَۃٍ عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا

Marfat.com

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے، میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو..."

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتداء اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا، اور پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلہ کے دوسرے افراد کے ساتھ حبشہ چلے گئے تھے، وہاں ان کا شوہر نصرانی ہو گیا، اور چند دن کے بعد مر گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے واسطہ سے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، جسے انہوں نے قبول کر لیا، اور وہیں حبشہ میں حضرت نجاشیؓ ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، اور حضرت ابوسفیان اس وقت اس گروہ کے سرخیل تھے، جس نے اسلام دشمنی کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا، اور وہ مسلمانوں کو اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اذیت دینے اور انہوں فنا کے گھاٹ اتار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو بلا اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: هُوَ الْفَحلُ لَا يُجدَعُ اَنفُهٗ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوانمرد ہیں ان کی ناک نہیں کاٹی جا سکتی) مطلب یہ کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں ان کو ذلیل کرنا آسان نہیں، ادھر تو ہم ان کو ذلیل کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی،

غرض اس نکاح نے ایک نفسیاتی جنگ کا اثر کیا اور اسلام کے مقابلہ میں کفر کے قائد کے حوصلے پست ہو گئے، اس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اسلام اور مسلمانوں کو پہنچا اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ خدا

Marfat.com

کے مدبر اور حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فائدہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا،

یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں ان کے علاوہ سیرت پر عبور رکھنے والے حضرات کو بہت کچھ حکمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج میں مل سکتی ہیں اس سلسلے میں سیدی حکیم الامت قدس سرہٗ کے رسالے ''کثرت ازواج لصاحب المعراج'' کا دیکھنا بھی مفید ہوگا... یہ تفصیل ہم نے ملحدین و مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پر فریب جال کو کاٹنے کے لئے لکھی ہے، کیونکہ ان کے اس دام تزویر میں بہت سے وہ تعلیم یافتہ اور ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام سے بے خبر ہیں، اور اسلامیات کا علم مستشرقین ہی کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں...

البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں مثلاً نفقہ میں برابری، شب باشی میں برابری، رہا وہ امر جو انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً قلب کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو جائے، تو اس غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں، بشرطیکہ اس میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اختیاری معاملات میں پوری مساوات قائم فرمانے کے ساتھ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسمِي فِيمَا اَملِكُ فَلَا تَلُمنِي فِيمَا تَملِكُ وَلَا اَملِكُ

''یا اللہ یہ میری برابر والی تقسیم ہے، ان چیزوں میں جو میرے اختیار میں ہیں، اب وہ چیز جو آپ کے قبضہ میں ہے، میرے اختیار میں نہیں ہے اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کرنا...'' ظاہر ہے کہ جس کام پر ایک رسول معصوم بھی قادر نہیں، اس پر کوئی دوسرا کیسے قادر ہو سکتا ہے، اس لئے قرآن کریم کی دوسری آیت میں اس غیر اختیاری معاملہ کا ذکر اس طرح فرمایا: ﴿وَلَن تَستَطِيعُوٓا اَن تَعدِلُوا بَينَ النِّسَآءِ﴾

عورتوں کے درمیان تم پوری برابری ہرگز نہ کر سکو گے

جس میں بتلا دیا کہ میلان قلب اور محبت ایک غیر اختیاری معاملہ، اس میں

Marfat.com

برابری کرنا انسان کے بس میں نہیں، لیکن آگے اس غیر اختیاری معاملہ کی اصلاح کے لئے ارشاد فرمایا: فَلَا تَمِيْلُوا كُلَّ الْمَيْلِ، یعنی اگر کسی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو تو اس میں تو تم معذور ہو، لیکن دوسری بیوی سے کلی بے اعتنائی اور بے توجہی اس حالت میں بھی جائز نہیں... (معارف القرآن مفتی اعظم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی عمر تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی، یہ بیوہ تھیں اور بہت مال دار چنانچہ اپنے تمول ہی کی وجہ سے ملکہ عرب مشہور تھیں اور یہاں سے مخالفین اسلام کو شرم کرنا چاہیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں ہی کی فکر رہتی تھی... اس واقعہ کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کو عورتوں ہی کی فکر رہتی تھی... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جوان کنواری لڑکی ملنا کیا دشوار تھا، اگر آپ چاہتے تو بوجہ عالی خاندان ہونے کے کہ بنی ہاشم مکہ کے سردار تھے، آپ کو کتنی ہی لڑکیاں مل سکتی تھیں...

مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس امر پر توجہ ہی نہیں کی پھر علاوہ عالی خاندان ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت بھی بہت زیادہ تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت عطا ہوئی تھی...

وفی روایة اربعین وقال مجاهد اعطی قوة اربعین من رجال الجنة

حدیث کو کوئی نہ مانے تو حضرت رکانہ کا واقعہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا کہ وہ عرب کے مشہور پہلوان تھے جن کی طاقت وقوت ہزار مردوں کے برابر شمار کی جاتی تھی... ان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کی تو انہوں نے کہا کہ

Marfat.com

کوئی بات دکھلاؤ تو میں ایمان لاؤں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بتلاؤ کیا چاہتے ہو کہنے لگے کہ مجھ سے زیادہ طاقتور عرب میں کوئی نہیں... اگر آپ کشتی میں مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لے آؤں گا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا: چنانچہ کشتی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو پچھاڑ دیا، وہ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے یہ اتفاقی بات ہے، دوبارہ پھر کشتی ہو... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا تو وہ اسلام لے آئے... (اصل العبادۃ ج ۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت جسمانی

خاندان بنی ہاشم تھا ہی بہت قوی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تیس آدمیوں کی قوت تھی... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہلوان کو پچھاڑا تھا ان کا نام رکانہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں آپ نے ان کو پچھاڑ دیا انہوں نے کہا کہ یہ اتفاقی بات تھی کہ میں پچھڑ گیا...اب کے پچھاڑے تو جانوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو اٹھا کر پھینک دیا یہ صاف ثبوت ہے اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں قوت بدنی بھی بہت تھی...غرض یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تیس آدمیوں کی قوت تھی...

یہاں سے ملحدوں کے تعدد ازواج پر اعتراض کا جواب بھی نکلتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تیس آدمیوں کے برابر قوت تھی اور ایک آدمی کو ایک بیوی رکھنے کی اجازت تمام دنیا دیتی ہے تو اس حساب سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس بیویاں رکھنے کی گنجائش تھی تیس کی جگہ اگر نو ہی رکھیں تو اس تعدد ازواج پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے... بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کمی کی حساب سے ایک تہائی سے بھی کم پر بس کیا' ذرا انصاف سے کام لینا چاہئے اور یوں کوئی بک بک کرتا پھرے تو اس کا کیا علاج اور یہ تعدد ازواج بھی بطور نفس پروری نہ تھا کیونکہ اس کے خلاف پر بہت سے قرائن ہیں...

Marfat.com

دیکھئے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب بیواؤں سے عقد کیا اور سب سے اول جو شادی کی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی تھی یہ وقت عین شباب کا تھا اس وقت میں تو کنواری سے کرنا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا ان کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی اور بیوہ تھیں دیکھئے یہ نفس پروری ہے یا نفس کشی اور جب تک وہ زندہ رہیں ان کے سامنے اور کوئی نکاح نہیں کیا... یہاں سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورتوں سے اس واسطے عقد کیے کہ کنواری ملتی کہاں آپ کوئی گھر کے امیر نہ تھے اور شبہ اسطرح رفع ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ملکۃ العرب کہلاتی تھیں انہوں نے خود اپنی خواہش سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا تھا... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت لوگوں کے دلوں میں یہ تھی کہ ملکۃ العرب نے خود خواہش کی تو غریب غربا کنواریوں کا ملنا کیا مشکل تھا... (ادب الاسلام ج ۳۰)

تعدد ازواج کی حقیقت

ہر عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں داخل ہونے کو بجاطور پر فلاح دارین سمجھتی تھی، یہ سب کچھ تھا مگر حضرت نبوت کے عقد میں پچاس سال تک صرف ایک خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جن کی عمر بوقت نکاح بھی چالیس سال تھی...

پھر اس کے بعد بھی جن خواتین کا نکاح کے لیے انتخاب کیا جاتا ہے وہ ایک کے سوا سب کی سب بیوہ اور صاحب اولاد ہیں... اُمت کی بے شمار کنواری لڑکیاں اس وقت بھی انتخاب میں نہیں آئیں...

آپ کے یہ متعدد نکاح اسلامی اور شرعی ضرورتوں پر مبنی تھے... نیز اگر یہ نہ ہوتے تو بہت سے وہ احکام جو عورتوں ہی کے ذریعہ سے اُمت کو پہنچ سکتے تھے وہ سب مخفی رہ جاتے... کوئی سلیم الحواس انسان آپ کے اس تعدد ازواج کو معاذ اللہ، کسی نفسانی خواہش کا نتیجہ نہ بتلا سکے گا... (سیرت خاتم الانبیاء، ص: ۴۶)

Marfat.com

تعدد ازواج کی ایک حکمت

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیرونی زندگی کو بالتفصیل دُنیا کے سامنے پیش کیا، لیکن خانگی حالات کا ضروری حصہ دُنیا کے روبرو پیش ہونا باقی رہ گیا تھا جس کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ادھوری اور نامکمل رہنے کا اندیشہ تھا اور معترضین کے لیے اعتراضات کی گنجائش باقی رہتی... اس کام کے لیے ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو تنہائی کے اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیق ہوتی جو راتوں کی تاریکیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتی... چنانچہ ازواج مطہرات نے اس سلسلہ میں وہ خدمات انجام دیں جو خداوند کریم کو اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شعبہ زندگی کو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوئیں... اس مبارک جماعت کی بدولت سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مخفی اور ضروری ذخیرہ دستیاب ہوا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت پر چار چاند لگا دیئے اور حقیقت میں تعدد ازواج کے لیے سب سے بڑا موجب یہی ضرورت تھی... کس کو کیا معلوم ہوتا کہ اللہ کے سچے مرسل اور توحید کے علمبردار اوقات تنہائی کن مشاغل میں گزارتے ہیں، خلوت کی گھڑیاں کن کاموں میں بسر ہوتی ہیں... (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کثرت الازواج لصاب المعراج صفحہ ۳/۵، مطبوعہ دہلی)

ازواج مطہرات نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اہم حصہ خانگی رگھریلو زندگی کو اُمت کے سامنے پیش کر کے درحقیقت دین کے نصف حصہ کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا... اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سے زائد نکاح نہ فرماتے تو دین نامکمل رہ جاتا... ازواج مطہرات کے حجرے درحقیقت اُمت کی دینی تربیت گاہ اور ازواج مطہرات اُمت کی اُمہات اور معلمات تھیں جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار اور دینی تعلیمات کا وہ شعبہ جو خاص عورتوں سے متعلق تھا، بہ تمام وکمال محفوظ کر کے اُمت کے سامنے پیش کر کے تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت میں قابل ذکر اور اہم کردار ادا کیا...

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو سب سے آخری بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے: ''التوحید التوحید'' ایک تو آخری موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کا پیغام دیا اور فرمایا:

وما ملکت ایمانکم... اپنے ماتحتوں کے حقوق کا خیال رکھنا...

یوں سمجھیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری زندگی اور تعلیمات کا یہ نچوڑ ہے...جو آخری لفظوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانیت کو دے دیا...وہ یہ کہ اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا...ہمارے ماتحتوں کے ساتھ ہمارا کیا معاملہ ہوتا ہے؟ کیسے ان کے ساتھ، ہم مل کر رہتے ہیں؟ اللہ اکبر کبیراً...(ج 23 ص 223)

الحمدللہ آج مورخہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ
بمطابق 26 نومبر 2016ء کو کتاب ہذا کی تالیف وترتیب مکمل ہوئی
اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل محبت اور کامل اطاعت نصیب فرمائے
اور جملہ قارئین کو تمام دینی احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو تمام
خواتین حضرات کی علمی ... عملی...اور اخلاقی اصلاح وتربیت کا ذریعہ بنائیں۔آمین
علیہ توکلت والیہ انیب
بندہ محمد اسحٰق ملتانی غفرلہ (مرتب کتاب ہذا)

بحمد اللہ تعالیٰ

بلال بائنڈنگ ملتان
بلا البا سط

Marfat.com

گھریلو زندگی پُرسکون بنانے کیلئے ضرور مطالعہ کیجئے

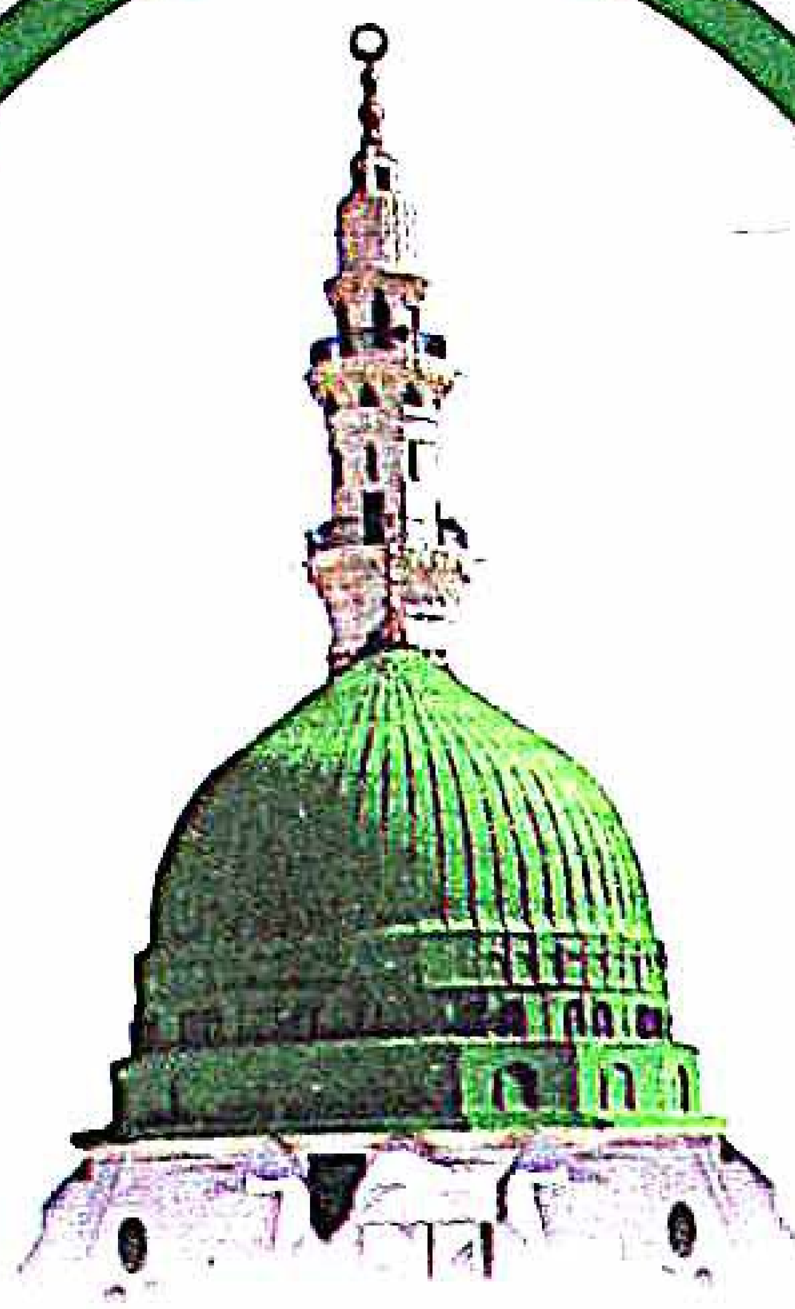

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرتاجِ دو عالم

اپنے گھر میں

قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ کی مستند کتب
سے آراستہ جدید کتاب جس کا حرف حرف
دل میں اترتا ہے اور گھریلو زندگی کو جگمگاتا ہے

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
0322-6180738, 061-4519240

Marfat.com